إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا فاطر ۲۸

اللہ سے اسکے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنز الایمان)

فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر

(الحدیث)

حیاتِ صدر الافاضل

صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے حالاتِ زندگی، مسلمانوں کی دینی و سیاسی راہنمائی اور علماء اہل سنت کے عظیم مجاہدانہ کارنامے

تحریر

حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالی

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں فری
حاصل کرنے کے لیئے
ٹیلیگرام چینل لنک
https://t.me/tehqiqat
آرکاریو لنک
https://archive.org/details
/@zohaibhasanattari
بلوگسپوٹ لنک
https://ataunnabi.blogspot
.com/?m=1

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	حیات صدر الافاضل
تصنیف	:	مفتی محمد غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ
تصحیح	:	مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی
کمپوزنگ	:	المدد کمپوزنگ سینٹر، لاہور
مطبع	:	رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
تعداد	:	گیارہ سو
الطبع الاوّل	:	شعبان ۱۴۲۱ھ / نومبر ۲۰۰۰ء
قیمت	:	-/85 روپے

http://t.me/Tehqiqat

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر faridbooks@hotmail.com

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرس

حیات صدر الافاضل

- تقدیم ____ 9
- اجمالی تذکرہ (از حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی) ____ 20
  - شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب کی خدمت میں حاضری ____ 23
  - پیر کی تلاش ____ 24
  - اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات ____ 25
  - مناظرہ ____ 26
- حیات صدر الافاضل کے چند تاریخی اوراق (از غلام معین الدین نعیمی) ____ 33
  - تاریخی ثبوت ____ 37
  - بیس سال کی عمر میں پہلی تصنیف ____ 45
  - اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے پہلی ملاقات ____ 46
  - اعلیٰ حضرت کا مکمل اعتماد اور اس کے چند مظاہر ____ 47
  - تبلیغی جذبہ ذوق وشوق ____ 49
  - فن حدیث ____ 52
  - فنون عقلیہ ____ 52
  - علم التوقیت ____ 52
  - اخلاق کریمانہ ____ 53
  - سخاوت ____ 54
  - دار الافتاء ____ 54
  - علم طب ____ 54

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصہ اوّل

- طرز استدلال اور مخالفین کے جواب میں بے مثل متانت — 55
  - شبہ اول — 56
  - شبہ دوئم — 58
  - شبہ سوئم — 59
  - شبہ چہارم — 59
  - شبہ پنجم — 60
  - شبہ ششم — 65
  - علم ما فی غد — 70
  - شبہ ہفتم — 74
  - شبہ ہشتم — 77
  - شبہ نہم — 81
  - مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد — 81
- تقویت الایمان پر حضرت صدرالافاضل کا تبصرہ — 88
  - وہابیت کے دو اصول — 93
  - مولوی اسمٰعیل 'تقویت الایمان' پر ہمارا مسلک — 101

حصہ دوئم

- خلافت کمیٹی کی فتنہ سازیاں اور علماء اہل سنت کی کارگزاریاں — 103
  - حالات حاضرہ — 103
  - سیاست اور مذہب — 103
  - سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ — 104
  - سیاسیات کی بحثیں — 104
  - ترکی کی تباہی — 105
  - مسلمانوں کی جدوجہد — 105
  - مذہب کا فتوی — 106

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- صورت حالات ——— 106
- ہندو نادان نہیں ——— 107
- ترک تعاون ——— 108
- مسٹر گاندھی ——— 109
- مسٹر گاندھی کا طرز عمل ——— 110
- مسلمان کیا کریں؟ ——— 110
- گورنمنٹ سے مقابلہ ——— 111
- کیا جہاد فرض ہے؟ ——— 111
- مولانا فاخر قید میں ——— 112
- ترکوں کی اعانت کا طریقہ ——— 113
- حقیقۃ الامر ——— 115
- میں عالم کا بادشاہ ہوں ——— 116

■ ہندوؤں اور غیر مسلموں سے ہر قسم کی دوستی وتعاون حرام ہے ——— 121

- موالات ——— 121
- موالات بہ کفار ——— 122
- مذہبی حیثیت ——— 122
- کفار کے ساتھ مخالطت ومعاملت ——— 133

■ ہنود ونصاریٰ اور محارب وغیر محارب کا فرق ——— 139

■ یہ تھا تحریک پاکستان کا پہلا تعمیری قدم ——— 155

- اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ اور ترکوں کی حمایت مسلمانوں کیلئے مفید مشورے ——— 156
- مکتوب حاجی لعل خان صاحب (مرحوم) ——— 157
- مولانا آزاد سے علماء اہل سنت کا مکالمہ آزاد کی توبہ اور انحراف ——— 164
- حق وباطل کا مقابلہ اور حق کی فتح ——— 168
- مولانا عبدالباری پر مواخذہ اور ان کی توبہ ——— 168
- مواخذات ——— 170
- مولانا عبدالباری صاحب کی دعائے توبہ ——— 170

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

■ علی برادران کی توبہ ____ 171
■ استاذ الشعراء کی رحلت ____ 173
■ صحیفہ عالیہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ ____ 173
■ تاریخ از قرآن عظیم ____ 175

حصہ سوئم

■ تاجدار اہل سنت کی سیاسی بصیرت ____ 177
■ آل انڈیا سنی کانفرنس کی اول تاسیس ____ 180
■ سنی کی تعریف ____ 181
■ کانگریس کی عبوری حکومت ____ 181
■ مسٹر جناح کی کانگریس سے علیحدگی ____ 181
■ تحریک پاکستان ____ 183
■ تحریک پاکستان اور سنی علماء ____ 183
■ قیام پاکستان کے سلسلہ میں سنی کانفرنس کی مساعی ____ 183
■ تحریک پاکستان اور تنظیم سنی کانفرنس کے سلسلہ میں حضرت کے چند خطوط بنام حضرت مولانا ابوالحسنات قدس سرہ، صدر پنجاب سنی کانفرنس ____ 185
■ مکتوب گرامی نمبر ۱ ____ 185
■ مکتوب گرامی نمبر ۲ ____ 186
■ مکتوب گرامی نمبر ۳ ____ 187
■ مکتوب گرامی نمبر ۴ ____ 188
■ بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ____ 189
■ قرارداد برائے تحریک پاکستان ____ 189
■ تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکاروں کی رخنہ اندازی ____ 191
■ قیام پاکستان کے بعد صدر الافاضل کا پاکستان میں ورودِ مسعود ____ 193
■ پاکستان ____ 194
■ تعریف ____ 194

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- سنی کانفرنس اور جمعیۃ العلماء پاکستان ——— 196
- بھارت میں سنی کانفرنس کا خاتمہ ——— 196
- دینی وسیاسی اور تنظیمی کاوشوں پر ایک نظر ——— 198
- تنظیمی کوشش ——— 199
- سنی کانفرنس بنارس ——— 200
- اجلاس بنارس ——— 200

حصّہ چہارم

- ریاض نعیم ——— 202
- منقبت اعلیٰ حضرت شبیہ غوث الثقلین سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی ——— 204
- خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ——— 207
- منقبت درشان شہزادہ عالی جاہ حضرت امام علی اکبر رضی اللہ عنہ ——— 208
- خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ——— 213
- خمسہ ——— 216
- خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ——— 218
- تضمین برغزل بیدم ——— 221
- خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ——— 222
- منقبت بجناب امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ——— 223
- قطعہ ——— 227
- ترجیع بند ——— 231
- تمنائی مطلع ——— 232
- تعلیاں ——— 233
- حیرت ——— 233
- مجاز سے انحراف ——— 233
- تضمین برغزل خود ——— 238
- مناجات ——— 240

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

▪ در مذمت قاتلان اہل بیت ____ 241
▪ خمسہ ____ 242
▪ خمسہ برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ____ 247
▪ بیت در صنعت مقلوب مستوی ____ 250

حصّہ پنجم

■ آخری لمحات حیات ____ 251
■ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا مختصر تذکرہ ____ 263
▪ مغربی پاکستان میں چند تلامذہ کے اسمائے گرامی ____ 264
▪ مرکزی دار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی موجودہ کیفیت ____ 265
■ قطعات تاریخ وصال ____ 267
▪ قطعات تاریخ عیسوی ____ 268
▪ قطعہ تاریخ در صنعت مہملہ غیر منقوطہ ____ 268
▪ قطعہ تاریخ در صنعت معجمہ منقوطہ ____ 269
▪ منقبت مع تاریخ ____ 269
▪ منقبت ____ 270
▪ قطعات تاریخ وصال ____ 271
▪ تاریخ در صنعت صوری و معنوی مع تعمیہ خارجہ ____ 271
▪ تاریخ در صنعت منقوط ____ 272
▪ تاریخ در صنعت غیر منقوط ____ 272
▪ ولہٗ ____ 273
■ رضویوں کا وکیل؟ ____ 274
■ عرض مولف غفرلہ ____ 278
■ خطبہ صدارت ____ 280
▪ پاکستان کیا ہے؟ ____ 299
■ خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر شریف ۱۹۴۶ء ____ 304

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیم

صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ

http://t.me/Tehqiqat

موجودہ صدی میں اہل سنت و جماعت کے کئی جلیل القدر اساطین علم و فضل اور صنادید فضیلت و معرفت گزرے ہیں، جن میں صدر الافاضل، بدر الاماثل سیدی مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نامی بہت ہی نمایاں ہے۔

آپ کی ولادت مبارک ۲۱ صفر المظفر / یکم جنوری (۱۳۰۰ھ ۔ ۱۸۸۳ء) بروز پیر ہوئی۔ تاریخی نام "غلام مصطفیٰ" (۱۳۰۰ھ) تجویز ہوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد معین الدین نزہت (م ۱۳۳۹ھ) اور جد امجد حضرت مولانا سید امین الدین راسخ ابن مولانا سید کریم الدین آرزو اپنے اپنے دور میں اردو اور فارسی کے استاد مانے گئے ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اردو اور فارسی کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ ملا حسن تک درسی کتابیں حضرت مولانا شاہ فضل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔ بعد ازاں استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد گل قدس سرہ، مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد سے درس نظامی اور دورہ حدیث کی تحصیل و تکمیل کی اور ایک سال فتویٰ نویسی کی مشق کے بعد ۱۳۲۰ھ ۔ ۱۹۰۲ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ اس موقع پر آپ کے والد گرامی نے تاریخ کہی:

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ تفضل
سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت! نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے
دستار فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت"

(۱۳۲۰ھ)

سلسلہ عالیہ قادریہ میں استاذ مکرم حضرت مولانا سید محمد گل قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ایک عالم کو فیض یاب فرمایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی خلافت عطا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ، کی محققانہ تصانیف کے مطالعہ سے ان کے بارے میں حضرت صدر الافاضل کے دل میں گہری محبت و عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ ایک دفعہ جودھ پور کے ادریس نامی ایک مخالف نے نظام الملک اخبار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف ایک مضمون لکھا جس میں دل کھول کر دشنام طرازی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت صدر الافاضل کو اس مضمون کے دیکھنے سے سخت صدمہ ہوا۔ اسی رات اس کے خلاف ایک مضمون تحریر فرمایا اور نظام الملک اخبار میں شائع کرا دیا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو پتا چلا تو حاجی محمد اشرف شاذلی کو تحریر فرمایا کہ مولانا سید محمد نعیم الدین کو ساتھ لے کر بریلی آئیں۔ اس ملاقات میں حضرت صدر الافاضل، امام احمد رضا بریلوی کی شفقت و محبت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کوئی مہینہ بریلی شریف کی حاضری سے خالی نہ جاتا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو حضرت صدر الافاضل قدس سرہ پر اس قدر اعتماد تھا کہ جہاں کہیں مناظرہ ہوتا حضرت صدر الافاضل کو بھیجتے۔ آپ کو مناظرہ میں بے پناہ مہارت حاصل تھی، عیسائی، آریہ، روافض، خوارج، قادیانی اور غیر مقلدین سے بارہا مناظرے کا اتفاق ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر میدان میں غلبہ پایا۔

آپ کو مناظرہ میں زبردست کمال حاصل تھا، بڑے سے بڑے مناظر کو چند جملوں میں لاجواب کر دینا آپ کے لیے معمولی سی بات تھی۔ دور طالب علمی میں ایک آریہ سے گفتگو فرمائی، اس نے اعتراض کیا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہوتا ہے اور تمہارے پیغمبر نے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے بیٹے زید کی بی بی سے نکاح کرلیا تھا۔ حضرت صدر الافاضل نے دلائل عقلیہ سے بیان کیا کہ کسی کو بیٹا کہنے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی، حقیقت میں بیٹا وہ ہوتا ہے جو کسی کے نطفے سے پیدا ہو، لیکن پنڈت نے کہا میں نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں ابھی منوائے دیتا ہوں۔ مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ پنڈت میرا بیٹا ہے، للذا پنڈت جی کے قول کے مطابق یہ میرے حقیقی بیٹے بن گئے اور حقیقی بیٹے کی بی بی باپ پر حرام اور اس کی ماں حلال ہوتی ہے تو ان کی ماں مجھ پر حلال ہو گئی، پنڈت یہ سن کر بوکھلا گیا اور کہنے لگا تم مجھے گالی دیتے ہو، صدر الافاضل نے فرمایا میرا مدعا ثابت ہو گیا تو خود اسے گالی تسلیم کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا، حقیقت میں بیٹا نہیں ہوتا۔ پنڈت کہنے لگا پہلے تمہارا مولوی چلا گیا تھا، اب میں چلتا ہوں۔

رام چندر نامی پنڈت سے بریلی شریف میں گفتگو ہوئی تو اس نے کہا آپ مجھ سے کیا بحث کریں گے؟ مجھے تمہاری کتاب (قرآن پاک) کے پندرہ پارے یاد ہیں۔ آپ میرے وید کے صرف پندرہ ورق ہی سنا دیجئے۔ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے فرمایا: پنڈت جی! یہ تو میری کتاب کا اعجاز ہے کہ دشمن کے سینے میں بھی اُتر گئی ہے۔ تمہاری کتاب کا یہ حال ہے کہ خود تمہیں اس کے پندرہ ورق بھی یاد نہیں ہیں۔ اس سے قرآن پاک کی صداقت کا پتا چلتا ہے، اس پر پنڈت جی بڑے خفیف ہوئے اور جلسہ برخاست کر دیا۔

متھرا اور آگرہ کے نواح میں شردھانند نے جب فتنہ ارتداد شروع کیا تو حضرت صدر الافاضل نے اسے مناظرہ کی دعوت دی جسے اس نے قبول کرلیا، آپ وہاں پہنچے تو وہ بریلی جا پہنچا، بریلی سے لکھنؤ، پٹنہ اور پھر کلکتہ جا پہنچا، حضرت بھی اس کا تعاقب کرتے ہوئے کلکتہ جا پہنچے تو اس نے مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ غرض جس وقت جس جگہ کسی مخالف نے دعوت مبارزت دی، حضرت صدر الافاضل فوراً تشریف لے گئے۔ مدمقابل اوّل تو سامنے آنے کی جرأت ہی نہ کر سکا اور اگر سامنے آیا بھی تو اسے جلد ہی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

فن خطابت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اشعار تحت اللفظ پڑھتے تھے مگر گفتگو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتنی پُراثر ہوتی کہ مخالفین کو بھی اعتراف فضیلت کرنا پڑتا، حق بیان کرنے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے، ۱۳۵۴ھ میں جب سفرِ حج کیا تو مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران ملاحظہ فرمایا کہ جب کوئی عقیدت مند جالی شریف کو بوسہ دینے لگتا تو نجدی سپاہی مرد کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیتے اور عورت کے سینہ پر ہاتھ مار کر پیچھے دھکیل دیتے، حضرت نے فوراً نجدی سپاہیوں کو ڈانٹا اور عربی زبان میں فرمایا: اوّل تو نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا ویسے ہی ناجائز ہے اور پھر دربار رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور بھی سخت ناجائز ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے بہ قصد شہوت ہاتھ نہیں لگایا۔ حضرت نے فرمایا: اس میں شہوت یا بغیر شہوت کی قید نہیں ہے۔ سپاہی آپ کا تیور دیکھ کر گھبرا گئے، چنانچہ قاضی شہر اور کوتوال کو بلا لیا۔ حضرت نے قاضی سے ایسی مدلل گفتگو فرمائی کہ اسے تسلیم کرنا پڑا کہ یہ فعل غلطی پر مبنی ہے۔

علومِ دینیہ کی تدریس میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ حدیث شریف پڑھاتے، تو یوں محسوس ہوتا کہ اپنے دور کے ابن حجر اور ابن ہمام یہی ہیں۔ معقولات کا درس ہوتا تو امام رازی اور علامہ فضل حق خیر آبادی کا پرتو معلوم ہوتے، فقہی مسائل حل کرتے تو امام ابو حنیفہ کے تلمیذ دکھائی دیتے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بعد سب سے زیادہ استفتاء آپ کے پاس آتے، جن کے شافی جوابات بھجوائے جاتے، جسمانی اور رُوحانی مریض حاضر ہوتے اور خوش خوش واپس لوٹتے۔ علم ہیئات میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے تیار کرائے ہوئے فلکی کرے دیکھ کر ماہرین ریاضی آپ کی جلالت علمی کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

۱۳۲۸ھ میں آپ نے مراد آباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت کی بنیاد رکھی، جس میں معقول و منقول کی تعلیم کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا گیا۔ ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الافاضل کی نسبت سے اس کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا۔ حضرت صدر الافاضل اس مدرسہ میں حدیث شریف کے علاوہ دیگر درسی کتب کا بھی درس دیتے تھے۔ جلد ہی یہ مدرسہ پورے برصغیر میں عظیم الشان دینی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر گیا، جہاں سے متحدہ ہندوستان (پاک و ہند) کے علاوہ غیر ممالک کے اہل علم بھی فیض

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یاب ہوئے۔ آج پاک وہند کے اکثر مدارس وہ ہیں، جہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے فیض یافتہ حضرات گراں قدر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے پاکستان میں چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ علیہ، حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، پیر محمد کرم شاہ الازہری مدیر ماہنامہ ضیائے حرم، مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی مہتمم مدرسہ حنفیہ فریدیہ، بصیر پور۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ، لاہور، مولانا مفتی محمد امین الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (کامونکی) مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، مدیر سواد اعظم، لاہور، مولانا غلام فخرالدین گانگوی شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم، میانوالی وغیرہم۔

قدرت ایزدی نے حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کو شعر گوئی کا بڑا پاکیزہ ذوق بخشا تھا۔ عربی، فارسی اور اردو میں بڑی روانی سے شعر کہتے تھے۔ بلند وبالا تخیلات کو اس عمدگی اور خوبی سے ادا کرتے کہ سننے والا جھوم جھوم جائے، لیکن آپ نے فکر سخن کو پاکیزہ کلام اور نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ مخصوص رکھا اور مبتذل تغزل سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ ذیل میں چند اشعار ملاحظہ ہوں، جن میں ندرت خیال کے ساتھ ساتھ بلا کی سلاست پائی جاتی ہے ۔

فصاحت سے کہتے ہیں موئے سفید　　کہ ہشیار ہو، اب سحر ہوگئی
خودی سے گزر، چل خدا کی طرف　　کہ عمر گرامی، بسر ہوگئی
غم و خون دل کھاتے پیتے رہے　　غریبوں کی اچھی گزر ہوگئی
نعیم خطا کار مغفور ہو　　جو شاہ جہاں کی نظر ہوگئی

ایک نعت شریف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔

دیکھئے سیمائے انور، دیکھئے رُخ کی بہار
مہر تاباں دیکھئے، ماہ درخشاں دیکھئے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھیے وہ عارض اور وہ زلف مشکیں دیکھیے
صبح روشن دیکھیے، شام غریباں دیکھیے
جلوہ فرما ہیں جبین پاک میں آیات حق
مصحف رخ دیکھیے تفسیر قرآں دیکھیے
یہ نعیم زار کیسا ہجر میں بے تاب ہے
دیکھیے اس کی طرف، اے شاہ شاہاں دیکھیے

حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر دینی خدمات زریں حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے صرف محراب و منبر اور مسند تدریس ہی کو زینت نہ بخشی، بلکہ وقت آیا تو میدان میں آکر اہل باطل کی سازشوں کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ ۱۹۲۰ء میں جب سلطنت ترکی کے تحفظ اور حمایت کے لیے خلافت کمیٹی قائم کی گئی تو لیڈروں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر جدوجہد شروع کی تاکہ ترکی کے مقبوضات واپس دلائے جائیں۔ ہنود کے ساتھ راہ و رسم اس حد تک پہنچ گئی کہ ہندو مقتداء اور مسلمانوں کے لیڈر مقتدی بن گئے۔ ہندوؤں کی خوشنودی کی خاطر اسلامی شعائر ترک کر دیئے گئے اور شعائر کفر اپنانے میں کوئی باک نہ رہا۔ اس نازک موقع پر صدر الافاضل نے مسلمانوں کی بروقت رہنمائی فرمائی اور واشگاف الفاظ میں فرمایا: جہاں تک اہل اسلام کی امداد و اعانت کا تعلق ہے، اس کے فرض ہونے میں کچھ شک نہیں۔ حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ملاحظہ ہوں، ایک ایک لفظ سے کس قدر درد و کرب کا اظہار ہو رہا ہے؟ فرماتے ہیں:

> "سلطنت اسلامی کی تباہی و بربادی اور مقامات مقدسہ، بلکہ مقبوضات اسلام کا مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جانا ہر مسلمان کو اپنی اور اپنے خاندان کی تباہی و بربادی سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ شاق اور گراں ہے اور اس صدمہ کا جس قدر بھی درد ہو، کم ہے۔ سلطنت اسلامیہ کی اعانت و حمایت، خادم الحرمین کی مدد و نصرت مسلمانوں پر فرض ہے۔"

(حیات صدر الافاضل ص ۹۹)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ہندوؤں کو مقتداء بنایا جائے، ان کی رضامندی کے لیے شعائر کفر اپنا لیے جائیں اور ترکی کی حمایت کے لیے اپنے دین وایمان کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ فرماتے ہیں:

"اگر اتنا ہی ہوتا کہ مسلمان مطالبہ کرتے اور ہندوؤں کے ساتھ متفق ہو کر بجا ہے، درست ہے، پکارتے۔ مسلمان آگے ہوتے اور ہندو ان کے ساتھ ہو کر ان کی موافقت کرتے تو بے جا نہ تھا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو امام بنے ہوئے آگے آگے ہیں... کہیں ہندوؤں کی خاطر سے قربانی اور گائے کا ذبیحہ ترک کرنے کی تجاویز پاس ہوتی ہیں، ان پر عمل کرنے کی صورتیں سوچی جاتی ہیں۔ اسلامی شعائر مٹانے کی کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں، کہیں پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کفر کا شعار (ٹریڈ مارک) نمایاں کیا جاتا ہے۔ کہیں بتوں پر پھول اور ریوڑیاں چڑھا کر توحید کی دولت برباد کی جاتی ہے، معاذ اللہ! کروڑ سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کی جائیں، مذہب کسی سلطنت کی طمع میں برباد نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے بہت خوب فرمایا کہ لعنت ہے اس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔"

یہ وہ دور تھا جب کانگریس کا طوطی بول رہا تھا اور کانگریس کے بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی چالوں کا شکار ہو چکے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ترکی کے مسلمانوں کی امداد و اعانت کے طریقے بتائے، بلکہ ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج وضاحت سے بیان کر کے دو قومی نظریہ کا بھرپور پرچار کیا۔ اس وقت اگرچہ دیگر علمائے اہل سنت کی طرح آپ پر بھی طعن و تشنیع کے تیر برسائے گئے لیکن آج ہر صاحب انصاف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت صدر الافاضل کی دُور رس نگاہوں نے جو فیصلہ صادر کیا تھا، یقیناً حقیقت پر مبنی تھا۔

۲۵-۱۹۲۴ء میں ہندوؤں نے شدھی تحریک چلائی، جس کا مقصد یہ تھا کہ مذہبی تبلیغ تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد کیا جائے یا ان کا قتل عام کیا جائے۔ حضرت صدر الافاضل ایسا بیدار مغز اور حساس انسان کس طرح خاموش بیٹھ سکتا تھا؟ چنانچہ بریلی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف میں جماعت رضائے مصطفیٰ قائم کی گئی، جس کے تحت آپ نے دیگر علمائے اہل سنت کی رفاقت میں فتنہ ارتداد کے سدباب کے لیے تمام تر کوششیں صرف کردیں۔ آگرہ، متھرا، بھرتپور، گوڑ گاؤں، گوبند گڑھ، حوالی، اجمیر، جے پور اور کشن گڑھ تک طوفانی دورے کیے اور آگرہ میں ہیڈ کوارٹر قائم کر کے ایک مدت تک وہاں قیام کیا اور مسلسل تبلیغی وفود بھیجے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شردھانند کا شر ختم ہوا، ہزاروں مرتد داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمان آریوں کے چنگل سے بچ گئے۔

ہندو آئے دن مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے سازشیں کرتے رہتے تھے۔ اس لیے حضرت صدر الافاضل نے مسلمانوں کے دین ومذہب کے تحفظ کی خاطر ملک بھر کے اکابر علماء ومشائخ کو مراد آباد مدعو کیا، چار روز کے غور و فکر کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی، بالاتفاق آپ کو ناظم اعلیٰ اور امیر ملت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ کو صدر منتخب کیا گیا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے سنی علماء ومشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے اور مخالفین اسلام کی ریشہ دوانیوں کے استیصال کے لیے ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنسیں قائم کیں اور شبانہ روز جدوجہد شروع کردی۔

۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں آپ کی سرپرستی میں مراد آباد سے ماہنامہ السواد الاعظم جاری ہوا، جس میں دینی اور تبلیغی مضامین کے علاوہ مسلمانوں کے انفرادی تشخص کو نمایاں کرنے کے لیے وقیع مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ سواد اعظم اہل سنت وجماعت اور دو قومی نظریے کا یہ نقیب جریدہ ربع صدی تک بڑی شان وشوکت سے شائع ہوتا رہا اور مسلمانوں کی بروقت راہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتا رہا۔

۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر زعمائے مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان کی قرارداد پاس کی، تو علمائے اہل سنت نے اس مطالبے کی پُرزور تائید کی۔ حضرت صدر الافاضل نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے تحت متحدہ ہندوستان (پاک وہند) کے کونے کونے میں علماء اہل سنت کی معیت میں نظریہ پاکستان کی اہمیت واضح کی۔ صوبہ جات مدراس، گجرات، کاٹھیاواڑ، جوناگڑھ، راجپوتانہ،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہلی، یوپی، پنجاب، بہار، غیر منقسم بنگال میں کلکتہ، ہگلی، چوبیس پرگنہ، ڈھاکہ، کرنافلی، چاٹگام، سلہٹ وغیرہ کے سلسلے دورے کیے اور قیام پاکستان کے لیے فضا ہموار کی۔

تحریک پاکستان کے ساتھ آپ کے گہرے لگاؤ کا اندازہ کرنا ہو تو حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

> "پاکستان" کی تجویز سے "جمہوریت اسلامیہ" (آل انڈیا سنی کانفرنس کا دوسرا نام) کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں، خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔" (حیات صدر الافاضل ص ۱۸۶)

مطالبہ پاکستان کو موثر اور مقبول عام بنانے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کا فقید المثال اجلاس ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ، مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل (۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء) بنارس میں منعقد ہوا جس میں کل متحدہ ہندوستان کے تقریباً پانچ ہزار جلیل القدر علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ عوام کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی۔ ایسا عظیم الشان اجلاس آج تک کہیں منعقد نہ ہو سکا۔ اس اجلاس میں بالاتفاق درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

> "آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔"
>
> (حیات صدر الافاضل ص۱۸۹، ۱۹۰)

اس اجلاس نے تحریک پاکستان کو زبردست تقویت پہنچائی اور نظریہ پاکستان کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ بلاشبہ اس اجلاس کو قیام پاکستان کے لیے سنگ میل کہا جاتا ہے اور حضرت صدر الافاضل کو، جو اس اجلاس کے عظیم رکن تھے، بانیانِ پاکستان کی صف میں شامل کرنے میں تامل نہیں ہو سکتا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی، تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی اور مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے لاہور پہنچے اور مقامی علماء و زعماء سے پاکستان کے اسلامی دستور کے بارے میں گفتگو کی۔ بعدازاں کراچی تشریف لے گئے اور اسی موضوع پر مقامی علماء و زعماء سے بات چیت کی۔ بالآخر طے پایا کہ حضرت صدر الافاضل اسلامی دستور کا خاکہ مرتب فرمائیں، ہم اسے پاکستان کی اسمبلی میں منظور کرائیں گے۔ حضرت صدر الافاضل نے وعدہ فرمایا کہ میں مراد آباد جا کر اسلامی دستور کا خاکہ مرتب کر کے بھیج دوں گا، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کراچی میں ہی آپ سخت علیل ہوگئے۔ چنانچہ آپ مختصر قیام کے بعد لاہور سے ہوتے ہوئے مراد آباد تشریف لے گئے اور علالت کے باوجود دستور اسلامی کی چند دفعات ہی مرتب فرما سکے تھے کہ پیامِ اجل آ گیا۔

حضرت صدر الافاضل نے بے پناہ دینی و ملی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ آپ کی مقبول عام تصانیف کے نام یہ ہیں:

(۱) تفسیر خزائن العرفان، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ قرآن پاک کنزالایمان پر قابل قدر حاشیہ۔

(۲) اطیب البیان رد تقویۃ الایمان۔

(۳) الکلمۃ العلیا (مسئلہ علم غیب میں محققانہ تصنیف)

(۴) سیرت صحابہ (وسیلہ جمیلہ)

(۵) سوانح کربلا (اردو) اس کا ترجمہ گجراتی زبان میں بھی ہوچکا ہے۔

(۶) التحقیقات لدفع التلبیسات (المہند کارد)

(۷) کتاب العقائد۔

(۸) زاد الحرمین: حج و زیارت کے مسائل۔

(۹) آداب الاخیار۔

(۱۰) کشف الحجاب: ایصال ثواب کے موضوع پر۔ (اس کا ترجمہ سندھی میں بھی ہوچکا ہے)

(۱۱) اسواط العذاب، وغیرہ وغیرہ۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدر الافاضل بدر الاماثل، تحریک پاکستان کے عظیم رہنما حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز بروز جمعہ المبارک ۱۸ ذی الحجہ، ۱۳۶۷ھ/۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء) رات کے بارہ بج کر پچیس منٹ پر دار فانی سے سوئے فردوس روانہ ہوئے اور دنیائے سنیت کو عظیم صدمے سے دوچار کر گئے۔ آپ کی آخری آرام گاہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی مسجد کے بائیں گوشہ میں بنائی گئی۔

پروفیسر حامد حسن قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ وصال کہی ؎

سب بے سروپا ہوگئے ایسا تھا مولانا کا غم
اے قادری خستہ جگر، تاریخ رحلت کر رقم
فضل و سخا، رُشد و ہدیٰ، حلم و حیا، عدل و کرم
ہیں رُونما اب درد و غم، قہر و جفا، رنج و ستم

(۱۹۴۸ء)

(ماخوذ از عظمتوں کے پاسبان: از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجمالی تذکرہ

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ

------ از رشحاتِ قلم ------

خلیفہ اعظم، تلمیذ الاخص الاکرم، "تاج العلماء" سند الفضلاء

حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی

محدثِ اعظم، پاکستان۔ کراچی، طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

http://t.me/Tehqiqat

حضرت کا اسم گرامی "محمد نعیم الدین" لقب "صدر الافاضل" "استاذ العلماء" ولادت مبارک ماہ صفر ۱۳۰۰ھ میں ہے، تاریخی نام "غلام مصطفیٰ" ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب کے کئی فرزند قرآن کے حافظ ہو کر، زادِ آخرت ہو چکے تھے اور اولاد کا عظیم صدمہ تھا۔ اس فرزند کی پیدائش پر نذر مانی کہ مولیٰ تعالیٰ اسے عمر طبعی عطا فرمائے تو خدمت دین کے لیے اس فرزند کو وقف کر دوں گا اور جہاد ہوگا تو اس فرزند کو اپنے آگے لے کر میدانِ جہاد میں حاضر ہوں گا، چنانچہ آپ نے نذر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوری کی "خلافت کمیٹی" کے دور میں جب علماء اہلِ سُنّت پر حملے ہو رہے تھے اور ہندو مسلم اتحاد زور پر تھا۔ حضرت صدر الافاضل کے خلاف میں وہابیہ نے مسلمانوں کو بھڑکایا، اس وقت حضرت مولانا معین الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بھی جہاد ہے جس کی میں نے نذر مانی تھی، اس جہاد میں اس نذر کو پورا کروں گا' ایک روز شہر میں بڑی شورش تھی، وہابیہ نے ایک جلسہ کر کے حضرت کے مقابل بڑی زہر افشانی کی اور ایک پہلوان نے سر مجمع تلوار دکھا کر کہا: اس سے (حضرت کا نام لے کر) انہیں قتل کروں گا۔ حضرت مولانا معین الدین صاحب نے ایک قطعہ تحریر فرمایا جو کوئلہ سے آپ کی نشست گاہ میں دیوار پر لکھا تھا۔

یاالٰہی بے خطا بے جُرم ہے میرا پسر
دُشمنی رکھتے ہیں اس سے شہر والے فتنہ گر
تُو برائے احمد مختار، ابوبکر و عمر
دُشمنان را دوست گرداں دوستاں را دوست تر

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے والدِ ماجد کا نامِ نامی حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب، تخلص نزہتؔ، لقب استاذ الشعراء ہے۔ مراد آباد کی خواندہ آبادی ایک ربع حضرت مولانا معین الدین صاحب کی شاگردی کا شرف رکھتی تھی، حضرت موصوف نواب مہدی علی ذکی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، ذکی کے شاگردوں میں حضرت مولانا کفایت علی صاحب کافی، مولانا محمد حسین صاحب تمنا، نواب شبیر علی خانصاحب تنہا، اور مولانا معین الدین صاحب نزہت بہت مشہور ہیں۔

حضرت مولانا معین الدین صاحب نے محمد قاسم نانوتوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت وہابی اپنی وہابیت کو بہت چھپاتے تھے، چنانچہ مولوی محمد قاسم نے حضرت مولانا معین الدین صاحب کو میلاد شریف پڑھنے، قیام کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی اجازت دی اور بہت برکت والا عمل بتایا۔ حضرت مولانا معین الدین صاحب سے جب کہا گیا کہ محمد قاسم وہابی تھا تو انہوں نے فرمایا، میں کس طرح مانوں۔ مجھے خود انہوں نے میلاد شریف پڑھنے، قیام کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی برکت سے خبردار کیا، اور اجازت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی ہے، جب موصوف کو فتاویٰ حسام الحرمین دکھایا، اور تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی، جس میں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے، دکھائی اور عبارتِ تحذیر الناس کو فتاویٰ حسام الحرمین سے مطابق کیا، اس وقت موصوف نے ان کی بیعت فسخ کی، اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور تحریر فرمایا ہے ۔

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزہتؔ ہوں جس میں گمراہ شیخ و قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں کہ مجھ سے احمد رضا ہوں راضی!

حضرت مولانا معین الدین صاحب کے والد ماجد کا نام نامی، اسمِ گرامی مولوی امین الدین، تخلص راسخ ہے جو اپنے زمانہ کے مشاہیر سے ہیں، آپ کے چند شعر نقل کیے جاتے ہیں ۔

ہے خیالِ یار کا مسکن دلِ بیتاب میں
قید کرتے ہیں پری کو ہم چہ سیماب میں
دیکھ کر اس رُوئے روشن پر عرق حیران ہوں میں
آئینہ پر آب ہے اور آئینہ ہے آب میں
خاک ہے آغاز راسخ اور ہے انجام خاک
پھونک دے اسبابِ عالم، عالمِ اسباب میں

مولوی امین الدین صاحب راسخ کے والد ماجد کا نام نامی کریم الدین، تخلص آزادؔ ہے، ذکی کے استاد ہیں۔ ملک الشعراء ذکیؔ کہا کرتے تھے کہ جیسی اتم تشبیہ میرے استاد کے کلام میں ہے، میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ "قاصد" کی حالت کے بیان میں تحریر فرمایا ۔

دو پائے تیز رفتارش برفتن
شدہ مقراض در منزل بریدن

جب حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی عمر شریف چار سال ہوئی اور رسم مکتب بڑی دُھوم دھام سے ادا کی گئی تو حافظ سید نبی حسین صاحب سے قرآن مجید کا حفظ شروع ہوا۔ حافظ صاحب نابینا اور سخت مزاج تھے، ایک روز تشدد کے ساتھ تعلیم دے رہے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے، ایک بزرگ کا گزر ہوا، انہوں نے حافظ صاحب سے فرمایا "حافظ صاحب آپ کو دِکھتا نہیں، یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے، اس پر اتنی سختی نہ کیجئے۔ یہ منزل پر بہت جلد پہنچے گا۔" کچھ عرصہ کے بعد حافظ حفیظ اللہ خان صاحب موصوف نے چار سال میں پورا قرآن مجید حفظ کرا دیا، حضرت آٹھ سال کی عمر میں حافظ ہو گئے۔

اس کے بعد اپنے والد ماجد سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور حضرت مولانا ابوالفضل فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ سے عربی اور طب پڑھی، حضرت مولانا ابوالفضل صاحب ایسے مقدس بزرگ تھے کہ بیس سال مسجد چوکی حسن خان کے حجرہ میں قیام فرمایا، وہیں مطب بھی فرماتے تھے، ایسے مہذب کہ آسمان کی طرف نظر اٹھانا تو کیا معنی، کسی سے نظر ملا کر بھی کلام نہ فرماتے۔ ہمیشہ نگاہ مبارک نیچی رہتی، تمام محلہ حضرت کے تقویٰ و پرہیزگاری کا معتقد تھا۔ نعت شریف سے عشق تھا، ہر جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ مسجد چوکی حسن خان میں نعت شریف کا جلسہ ہوتا، جس میں شہر کے امیر و غریب تمام لوگ شرکت کرتے۔ حضرت موصوف کا یہ جلسہ ابھی تک جاری ہے، اور نعت خواں اب بھی بعد نمازِ جمعہ یہاں آکر نعت شریف پڑھتے ہیں۔

http://t.me/rehaiqat

شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب

کی خدمت میں حاضری

مولانا ابوالفضل صاحب علیہ الرحمہ صدر الافاضل کو جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول، شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب قدس سرہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یہ صاحبزادہ نہایت ذکی و فہیم، صاحبِ فہمِ مستقیم ہیں، ملا حسن تک پڑھ چکے ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ بقیہ درسِ نظامی کی حضرت سے تکمیل کریں۔ حضرت نے قبول فرمایا۔ کتب منطق و فلسفہ اقلیدس اور دورۂ حدیث کی تکمیل حضرت مولانا محمد گل صاحب قدس سرہ سے فرمائی۔ ۱۹ سال کی عمر میں تمام فنونات و

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینیات سے فراغت پائی۔ ایک سال فتویٰ نویسی و روایت کشی کی مشق فرمائی۔ ۱۳۲۰ھ میں بیس(۲۰) سال کی عمر میں دستار بندی ہوئی۔ مدرسہ امدادیہ میں نہایت تزک و احتشام سے جلسہ منعقد ہوا۔ علماء کرام نے اس عالمِ ربانی فاضل حقانی کی دستار بندی فرمائی۔

حضرت کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب نے دستار بندی کی تاریخ تحریر فرمائی۔

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ تفضل
سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہتؔ نعیم الدینؔ کو یہ کہہ کے سنا دے
دستار فضیلت کی ہے تاریخِ فضیلت
(۱۳۲۰ھ)

جامع شریعت و طریقت، عالمِ نبیل، فاضل جلیل حضرت سراپا برکت مولانا شاہ صوفی محمد حسین علیہ الرحمہ نے جابجا شہر میں صدر الافاضل قدس سرہ کی وعظ کی مجلسیں ترتیب دیں اور حضرت صوفی صاحب موصوف کو حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی دستار بندی سے بڑی مسرت ہوئی۔ اب تو شہر میں حضرت کے بیان کا شہرہ ہو گیا اور روزانہ ہر ہر محلے میں بیانات ہونے لگے، اور شہر کے لوگ بڑے ذوق و شوق سے شریک ہوتے، وہابیہ کا اثر شہر سے کافور ہوا اور اہلسنّت کو فروغ حاصل ہوا۔

پیر کی تلاش

پیر کی جستجو میں پہلی بھیت حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شاہ جی صاحب بڑی محبت و کرم سے پیش آئے اور فرمایا کہ میاں مراد آباد میں مولانا محمد گل صاحب بڑی اچھی صورت ہیں، میں مراد آباد جاتا ہوں تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، اور آپ جس ارادہ سے آئے ہیں آپ کا حصہ وہیں ہے۔ حضرت مراد آباد واپس آئے تو حضرت مولانا محمد گل صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا:

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاہ جی میاں صاحب کے ہاں ہو آئے اچھا پرسوں جمعہ ہے، نماز فجر کے بعد آئیے تو آپ کا جو حصّہ ہے، عطا کیا جائے گا۔ تیسرے روز جمعہ کو بعد نمازِ فجر حضرت مولانا شاہ محمد گل صاحب نے قادری سلسلہ میں بیعت فرمایا اور جو حصّہ تھا عطا کیا۔ یہ ہیں اولیاء کرام۔ شاہ جی محمد شیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض نہیں کیا تھا مگر انہوں نے خود ارشاد فرمادیا کہ تمہارا حصّہ وہاں ہے، یہاں حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد گل صاحب کی خدمت میں کچھ عرض نہ کیا تھا۔ پہلی بیعت کیا تھا۔ وہاں شاہ جی نے کیا فرمایا خود حضرت نے وہاں کی حاضری اور جو گفتگو شاہ جی میاں نے فرمائی تھی، اس کی اطلاع دے دی۔ شاہ جی محمد شیر میاں صاحب نے چلتے وقت دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنانِ دین پر فتح مند رکھے اور بچے عطا فرمائے، مراد آباد آنے کے بعد ایک ہفتہ گزرا تھا کہ ایک ساتھ دو فرزند پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات

جودھپور کے ایک وہابی ادریس نامی نے نظام الملک میں ایک مضمون، اعلیٰ حضرت کے خلاف شائع کیا جس میں سب و شتم و افترا اور اعلیٰ حضرت کی شان میں سخت گستاخیاں کی تھیں۔ صدر الافاضل کو یہ مضمون پڑھ کر بخار آگیا اور سخت تکلیف ہوئی، اگرچہ اعلیٰ حضرت سے ملاقات نہ تھی، مگر اعلیٰ حضرت کی تصانیف پڑھ کر عقیدت و محبت بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ رات ہی اس مضمون کا رد تحریر فرمایا اور صبح نظام الملک اخبار کے دفتر میں جا کر اسے مضمون شائع کرنے پر آمادہ کیا۔ ایڈیٹر نے مضمون چھاپنے سے انکار کیا، صدر الافاضل نے فرمایا: میرا مضمون تم چھاپو گے تو سنی خریدیں گے۔ پھر اس کا جواب جودھپوری لکھے گا تو وہابی تمہارا اخبار خریدیں گے، اس کے بعد میرا جواب الجواب شائع کرنا، تمہارے اخبار کی اشاعت بہت بڑھ جائے گی، یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے صدر الافاضل کا مضمون شائع کیا۔ جب یہ مضمون شائع ہوئے تو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں خط پہنچے کہ آپ کا مضمون جو نظام الملک میں شائع ہوا ہے، وہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمیں بھیجئے۔ اعلیٰ حضرت کو تعجب ہوا کہ میں نے تو کوئی مضمون نظام الملک میں نہیں بھیجا۔ اہلسنت کی تائید میں کس کا مضمون شائع ہوا۔ حاجی محمد اشرف صاحب شاذلی[1] مراد آباد سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، انہیں اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا کہ نظام الملک کے ایک مہینے کے پرچے لے کر بریلی حاضر ہوں، حاجی صاحب یہ پرچے لے کر بریلی حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت نے اس کے مضامین پڑھ کر بہت پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور دریافت کیا کہ یہ مضمون کن صاحب کے ہیں، حاجی صاحب نے بتایا کہ لانا محمد نعیم الدین صاحب ایک نوجوان فاضل ہیں، ۱۹ سال کی عمر میں بڑی عمدہ استعداد رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا انہیں ساتھ لے کر آئیں، حاجی صاحب مراد آباد آئے اور صدر الافاضل کو اپنے ساتھ لے گئے، اعلیٰ حضرت بڑی محبت کے ساتھ ملے، اس کے بعد کوئی مہینہ خالی نہ جاتا تھا کہ بریلی حاضری نہ ہوتی ہو۔

اعلیٰ حضرت کو صدر الافاضل علیہ الرحمہ پر وہ اعتماد تھا کہ جہاں سے مناظرے کی دعوت آتی۔ اعلیٰ حضرت اکثر و بیشتر وہاں صدر الافاضل ہی کو بھیجتے۔

نجیب آباد ضلع بجنور میں اشرف علی صاحب کے مقابلہ کے لیے اور ضلع بھاگل پور میں محمد علی مونگیری و دیگر وہابیہ کے مقابل، بریلی میں آریوں کے مقابل حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو منتخب فرمایا، جس کا بیان آگے آئے گا۔

مناظرہ

مناظرہ میں وہ ید طولیٰ حاصل تھا، تمام کفار و بے دینوں سے مناظرہ فرماتے۔ عیسائی، آریہ، روافض، خوارج، قادیانی، وہابی، غیر مقلد منکرین حدیث سب سے

[1] حاجی صاحب کو اُن کے پیر کی دُعا سے ایسی قوتِ حافظہ حاصل تھی کہ وہابیہ اور اہلسنت کی تمام کتابیں حفظ تھیں۔ بے پڑھے لکھے آدمی تھے مگر مناظروں میں حاضر ہوتے، مناظر کو بتاتے رہتے کہ فلاں مضمون، فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر ہے۔ وہ صفحات نکالتے تو مضمون موجود ہوتا، اسی طرح تمام کتب مناظرہ انہیں ازبر تھیں، بڑے مقدس بزرگ تھے۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مناظرے کیے اور غلبہ پایا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی بہت سے مناظرے ہوئے۔ محلّہ گل شہد میں قبرستان کے قریب ایک آریہ رہتا تھا' جو شخص فاتحہ پڑھنے جاتا اسے بلا کر کہتا کہ رُوح تو کسی دوسرے قالب میں پہنچ گئی' بیکار فاتحہ پڑھتے ہو' اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ جاہل مسلمانوں کو بہکاتا' حاجی محمد اشرف صاحب نے آکر یہ حال عرض کیا۔ فرمایا: چلو اور قبرستان میں جاکر فاتحہ پڑھی۔ حسبِ عادت اُس نے حضرت کو بھی بلایا اور جس طرح لوگوں کو بہکانے کے لیے تقریر کرتا تھا' تقریر شروع کی۔ حضرت نے رُوح کے متعلق اس سے سوال کیے۔ وہ لاجواب ہوا اور بہت گھبرایا۔ حضرت نے تناسخ کے باطل ہونے پر وہ دلیلیں قائم فرمائیں کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگا: میں نے آج تک کوئی ایسا محقق فلسفی نہیں دیکھا۔ اور کہنے لگا: اب میں کسی کو فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کروں گا' میری تسلّی ہو گئی۔

مراد آباد بازار چوک میں آریہ مبلغ روزانہ شام کو اسلام کے خلاف تقریریں کرتے تھے' حضرت مسجد قلعہ سے جمعہ پڑھا کر واپس آرہے تھے' ملاحظہ فرمایا کہ آریہ' اعتراض کر رہا ہے اور شاہی مسجد کے مدرسہ کے ایک مدرس مولوی قدرت اللہ کچھ جواب دے رہے ہیں اور جب مکمل جواب نہ دے سکے' تو وہاں سے فرار ہو گئے اور آریہ نے تالی بجائی کہ مولوی صاحب عاجز ہو کر بھاگ گئے' میرے اعتراض کا جواب نہ دے سکے۔ حضرت نے فرمایا: پنڈت جی! آپ کا کیا اعتراض ہے' بیان کیجئے میں جواب دیتا ہوں۔ اس نے بڑی تعلّی سے کہا کہ آپ کے مولوی صاحب جواب نہ دے سکے' آپ کیا جواب دیں گے۔ حضرت نے فرمایا: آپ اعتراض تو کیجئے پھر دیکھئے کہ تسلّی بخش جواب آپ کو ملتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے زید کی بی بی سے نکاح کر لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ زید حضور کے بیٹے نہ تھے متبنیٰ تھے' جسے اردو میں لے پالک کہتے ہیں' حضور نے کرم سے انہیں بیٹا فرمایا' شریعتِ اسلامیہ میں منہ بولا بیٹا نہیں ہوتا' نہ وہ ورثہ پاتا ہے' وہ مر جائے تو نہ اس کا ورثہ بیٹا کہنے والے کو ملے۔ آریہ کہنے لگا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہو جاتا ہے' اور ورثہ وغیرہ کے تمام احکام ہندو دھرم میں اسے ملتے ہیں۔ حضرت نے دلائلِ عقلیہ سے ثابت فرمایا کہ کسی کو بیٹا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی'

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقت میں جس کے نطفے سے وہ پیدا ہوا ہے، اسی کا بیٹا ہوتا ہے، صرف زبان سے بیٹا کہنا اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا، اسے ایسے عمدہ پیرائے سے بیان فرمایا کہ سارا مجمع اس سے متاثر ہوا، مگر وہ پنڈت ضد سے کہنے لگا کہ میں نہیں مانتا۔ سارا مجمع اس سے کہتا ہے کہ عقل کی روشنی میں دیکھ، مگر وہ کہتا ہے نہیں مانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا میں ابھی تجھے منوائے دیتا ہوں، سنو مجمع والو! میں کہتا ہوں، پنڈت جی تم میرے بیٹے ہو۔ تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا کہ پنڈت جی تم میرے بیٹے ہو۔ اب میرے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہو گئے اور بقول تمہارے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت ہو گئے، بیٹے کی بی بی حرام اور بیٹے کی ماں حلال، تو تمہاری ماں میرے لیے حلال ہو گئی۔ کہنے لگا آپ گالی دیتے ہیں۔

فرمایا: میرا مدعا ثابت ہو گیا جب تو اسے خود گالی تسلیم کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہو جاتا۔ یہ سن کر پنڈت مجمع میں چلایا کہ آپ کے مولوی صاحب چلے گئے تھے، اب میں جاتا ہوں۔ (یعنی مولوی قدرت اللہ مدرس شاہی مسجد) مجمع نے اس کے پیچھے تالیاں پیٹیں۔

دہلی میں رام چندر نامی ایک آریہ بہت خوش آواز تھا۔ غیر مقلدین نے اسے کچھ قرآن مجید کی سورتیں بھی اچھے لہجہ کے ساتھ یاد کرا دی تھیں۔ بہت ہی دریدہ دہن تھا۔ بریلی میں اس نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا، مسلمانوں نے اس کا چیلنج قبول کیا اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب کی خدمت میں آکر عرض کی کہ کوئی عالم مناظرہ کے لیے مقرر فرمائیے، انہوں نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ابھی مراد آباد تار دو، رات کو صدر الافاضل تشریف لے آئیں گے اور صبح مناظرہ شروع ہو جائے گا، تار کسی قدر تاخیر سے پہنچا۔ ریل کا وقت گزر گیا۔ صبح کو صدر الافاضل نہ پہنچے تو حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب رامپوری کو جو ایک بڑے جلیل فاضل تھے، مناظرہ کے لیے پیش کر دیا اور رام چندر سے رُوح و مادہ کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی، جس وقت حضرت صدر الافاضل جلسہ گاہ میں پہنچے تو گفتگو جاری تھی، مگر علمی بحث سے عوام کو بالکل دلچسپی نہ تھی، حضرت صدر الافاضل نے حجۃ الاسلام سے فرمایا کہ اگر میں کلام شروع کرتا ہوں تو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آریہ کہے گا آپ کے مولوی صاحب ہار گئے اس لیے دوسرے مولوی صاحب کو کھڑا کیا ہے، لہٰذا آپ صدر ہیں، اعلان کر دیجئے کہ گرمی کا وقت ہو گیا ہے، گیارہ بج گئے ہیں، بقیہ بحث رات کو ہوگی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے اعلان فرمایا کہ سب لوگ اور ہر دو مناظر چند منٹ کے لیے ٹھہر جائیں۔ میں مجمع کو بتادوں کہ پنڈت جی اور مولانا صاحب کی گفتگو کا کیا نتیجہ نکلا، سب لوگ ٹھہر گئے۔ صدر الافاضل نے رام چندر سے فرمایا کہ پنڈت جی آپ یہ کہتے ہیں کہ روح انسانی و حیوانی ایک ہے، صرف نوعیہ کا فرق ہے۔ پنڈت نے کہا جی ہاں فرمایا کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ فقط صورت ہی کا فرق نہیں بلکہ روح حیوانی اور روح انسانی میں بہت فرق ہے، مولانا ظہور الحسن نے فرمایا صحیح ہے۔ صدر الافاضل نے مجمع سے دریافت کیا آپ لوگ کچھ سمجھے، مجمع نے کہا کچھ نہیں، صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی کہتے ہیں کہ آدمی اور گدھے میں روحانی کچھ فرق نہیں۔ گدھا اور آدمی ایک ہیں۔ فقط صورت میں فرق ہے۔ تمہارے سامنے انہوں نے اقرار کیا کہ روح حیوانی اور انسانی ایک ہے، یہ سن کر تمام مجمع قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ پنڈت جی اور گدھے میں فقط صورت کا فرق ہے ورنہ دونوں ایک ہیں اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ صدر الافاضل کو زندہ و سلامت رکھے، جنہوں نے دو لفظوں میں سارے مناظرے کا نچوڑ ہمیں سمجھا دیا۔ یہ جلسہ کامیابی سے ختم ہوا، رام چندر نے کہا کہ اس وقت میں آپ کے یہاں آیا ہوں، شام کو آپ ہمارے مندر میں آئیں، وہاں گفتگو ہوگی، صدر الافاضل نے منظور فرمایا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری ہوئی، اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ رات کو آپ مندر میں جائیں گے، صدر الافاضل نے عرض کیا کہ حضور تبلیغ اسلام کے لیے مندر میں جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔ شب کو بعد نمازِ عشاء مندر پہنچے۔ رام چند نے بڑے فخر کے ساتھ کہا: مولانا آپ مجھ سے کیا بحث کریں گے، میں آپ کی کتاب یعنی قرآنِ پاک کے پندرہ پارے نوکِ زبان پر رکھتا ہوں، آپ میرے وید کے پندرہ اوراق سنا دیجئے، حضرت صدر الافاضل نے فرمایا: پنڈت جی یہ بات دوبارہ نہ کہنا، اس میں تمہاری سخت ذلت ہے۔ اس نے جواب میں کہا واہ جناب الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، آپ میری کتاب نہ پڑھ سکیں اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میری ذلت ہو، ذلت آپ کی ہوگی یا میری۔ صدر الافاضل نے فرمایا کہ ذلت تمہاری ہوگی، میں بڑی مہربانی سے یہ بات کہتا ہوں کہ اگر پھر آپ نے یہ کہا تو بہت ذلیل ہوں گے۔ پنڈت نے کہا وہ کیسے؟ صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا کہ پنڈت جی میری کتاب تو ۱۵ پارے یعنی آدھی کتاب سنا سکتے ہیں، اپنا وید جسے تم خدا کی کتاب مانتے ہو، اس کو تو آدھا ...رد، چہارم سنا دو، ۱۵ ورق ہی پانچ ورق ہی فقط پڑھ دو، اس سے قرآنِ مجید کی صداقت کا پتا چلتا ہے کہ مخالف کی زبان پر بھی اس کا یہ فیض ہے کہ وہ پندرہ پارے سنانے کے لیے تیار ہے اور اسے ماننے والے یعنی مسلمان تو کوئی جاہل سے جاہل گاؤں کا رہنے والا بھی ایسا نہیں ہے جسے کچھ نہ کچھ قرآن مجید یاد نہ ہو، کم از کم ایک آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم O ہی اس کو یاد ہوگی، قرآن پاک کا دعویٰ ہے ھدی للناس۔ یہ کتاب سارے جہان کے لیے ہدایت ہے۔ یہ دعویٰ پنڈت جی تمہارے قول سے ثابت ہوگیا، اور قرآنِ مجید کا سارے عالم کے لیے ہدایت ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا۔ اس مضمون کو حضرت نے ایسے شاندار طریق سے بیان فرمایا کہ سارا مجمع حتیٰ کہ ہندو تک بھی قرآنِ مجید کو کتابِ الٰہی ماننے پر مجبور ہوگئے۔ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت لگائے اور پنڈت رام چندر بہت خفیف ہو کر کہنے لگا، یہ مکان جلسہ کے لیے مستعار لیا گیا ہے، وقت زیادہ ہوگیا ہے اب میں جلسہ ختم کرتا ہوں، کل پر گفتگو ملتوی کرتا ہوں۔ جلسہ ختم ہوا، مسلمان کامیابی کے ساتھ فتح و ظفر کے خوشی میں نعرے لگاتے ہوئے واپس ہوئے اور پنڈت جی راتوں رات بریلی سے روانہ ہوگئے۔ صبح کو اسے تلاش کیا تو جواب ملا، جلسہ رات ختم ہوگیا، سب مہمان چلے گئے۔

نواحِ متھرا اور آگرہ میں شردھانند نے جب فتنہ ارتداد شروع کیا۔ حضرت نے اسے مناظرہ کی دعوت دی۔ اس نے دعوت قبول کی، حضرت دہلی تشریف لے گئے۔ وہ دہلی سے بھاگا اور بریلی پہنچا، حضرت نے بریلی جا کر اسے چیلنج کیا وہ وہاں سے لکھنؤ بھاگا، حضرت لکھنؤ پہنچے وہاں سے وہ پٹنہ پہنچا، حضرت نے پٹنہ اس کا تعاقب کیا۔ وہاں سے وہ کلکتہ روانہ ہوا، حضرت نے وہاں جا کر اسے پکڑا، تو اس نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔ جناب احمد حسن صاحب رضوی نے نجیب آباد سے اعلیٰ حضرت کو تار دیا کہ اشرف

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی یہاں آیا ہوا ہے، ہم نے مناظرہ کی دعوت اسے دی ہے، آپ فوراً کسی مناظر کو بھیجیے۔
اعلیٰ حضرت نے صدر شریعت مولانا امجد علی صاحب اور حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ مراد آباد اتر کر صدر الافاضل کو اپنے ہمراہ لے کر نجیب آباد جاؤ اور صدر الافاضل کو ضرور ہمراہ لینا۔ حجتہ الاسلام نے بریلی سے تار دیا اور حضرت کو ہمراہ لے کر، نجیب آباد پہنچے، وہاں پہنچ کر اشرف علی کو خط لکھا تھانوی صاحب نے صبح جواب دینے کا وعدہ کیا اور راتوں رات نجیب آباد سے بھاگ گئے۔ دوسرے دن صبح معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ روانہ ہوگئے، وہاں فتح کا جلسہ کرکے یہ حضرات واپس ہوئے،
بھاگل پور میں حضرت حامی سنت جامع شریعت و طریقت عالم نبیل فاضل جلیل مولانا الحاج الشاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی کے مریدین میں مولوی عبدالشکور کاکوری وغیرہ نے جاکر اہلسنت کے خلاف تقریریں کیں اور میدان خالی دیکھ کر مناظرہ کا چیلنج دیا، ان لوگوں نے حضرت والا درجت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت موصوف نے اعلیٰ حضرت کو یہ واقعہ تحریر کیا اور خود بھاگل پور تشریف لے گئے اور مناظرہ کی دعوت قبول کی اور خلیفہ باغ کی مسجد مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے صدرِ شریعت مولانا امجد علی صاحب اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو بھاگل پور بھیجا۔ وہابیہ نے گیدڑ بھبکیاں شروع کیں۔ پہلے المدد یا پولیس پکارا اور داروغہ کو بھیجا کہ مناظرہ کو بند کرو۔ صدر الافاضل نے فرمایا: انسپکٹر صاحب آپ کو مناظرہ بند کرنے کا اختیار نہیں، یہ اختیار مجسٹریٹ کو ہے، اس کا حکم لائیے۔ انسپکٹر نے کہا: مجھے نقص امن کا اندیشہ ہے۔ حضرت نے فرمایا: اس کا میں ذمہ دار ہوں، میں جیسا کہوں گا، مجمع اسے تسلیم کرے گا میں آپ کو تحریر لکھے دیتا ہوں۔ داروغہ صاحب مجبوراً واپس ہوئے اور وہابیہ کی یہ تدبیر کامیاب نہ ہوئی تو خلیفہ باغ کی مسجد کے متولی کو بھیجا کہ وہ متولی ہونے کی حیثیت سے مناظرہ موقوف کردیں۔ متولی صاحب نے آکر کہا کہ میں مناظرہ بند کرتا ہوں، مسجد میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا کہ متولی صاحب اپنی تولیت کی خیر منائیے اور تشریف لے جائیے، وہابیہ کی شکست پر ان حیلوں سے پردہ نہیں پڑ سکتا۔ متولی صاحب نے کہا کہ وہ مناظرہ کے لیے تیار

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے انہیں میدانِ مناظرہ میں لائیے، پھر کچھ فرمائیے۔ اس پر متولی صاحب نے کہا، میں مناظرہ بند کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: مسلمانو! تم ایسے متولی کو جو مسجد میں اللہ کے ذکر کو روکے متولی ہونے سے معزول کرتے ہو۔ مجمع پکار اٹھا: ہم نے اسے معزول کیا۔ حضرت نے فرمایا رائے عامہ متولی کو موقوف کر سکتی ہے، تشریف لے جائیے، آپ کی تولیت باطل ہوئی۔ متولی صاحب روانہ ہوئے تو وہابیہ نے یہ فریب کیا، ایک شخص کو بھیجا کہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری جو وہابیہ کی طرف سے مناظر ہیں، کہتے ہیں کہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا: منظور اور دو شرطیں ہماری طرف سے اور زیادہ ہیں، عربی میں ہوگا اور غیر منقوط زبان میں ہوگا اور نظم میں ہوگا۔ یہ سن کر وہابی حیران ہوگئے، ان میں یہ قابلیت کہاں تھی، وہ تو دھوکہ بازی اور فریب دہی کے لیے شرط لگا رہے تھے کہ علماء اہلسنّت اس شرط کو منظور نہ کریں گے۔ جب یہ فریب بھی نہ چلا تو خائب و خاسر ہو کر بھاگے اور حضرت صدر الافاضل اور حضرت صدر الشریعہ اور حضرت سراپا برکت مولانا سید احمد اشرف صاحب فتح کے جلسے کر کے مظفر و منصور واپس آئے۔

الحاصل حضرت کی ساری عمر اسی طرح احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں گزری، حتیٰ کہ صاحبِ کتاب "براہینِ قاطعہ" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی پر اعلیٰ حضرت کے فتوائے کفر پر اتمامِ حجت کے لیے ان کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور خود حضرت قدس سرہ اور آپ کی معیت میں منشی شوکت علی صاحب رامپوری اور سید حبیب صاحب مدیر "سیاست" لاہوری گئے، گفتگو فرمائی، حکم شرع مطہر سے باخبر کیا۔ وہ جواب سے عاجز و مجبور ہو کر کہنے لگا: "آپ مجھے کافر نہیں، اکفر کہئے، مگر میرے پاس جواب نہیں۔" اس طرح وہ ذلیل و رُسوا ہوا، مگر قبولِ توبہ کی جرأت رفیقِ حال نہ ہوئی۔

غرضیکہ آپ کے علمی و افادی کارہائے دینی کہاں تک بیان کیے جائیں۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آستانہ پاک حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ
''بانی جامعہ نعیمیہ، مراد آباد، ہندوستان'' (بیرونی منظر)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزار شریف حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ (اندرونی منظر)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مغربی دارالاقامہ و دارالحدیث (جامعہ نعیمیہ، ہندوستان)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارالفقہ و دارالمنطق والفلسفہ (جامعہ نعیمیہ، ہندوستان)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیاتِ صدر الافاضل کے
چند تاریخی اوراق

------ از خادمِ آستانہ نعیمیہ ------

غلام معین الدین مخدوم نعیمی غفرلہ

http://t.me/Tehqiqat

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

آپ کا اسمِ مبارک سید محمد نعیم الدین صاحب ہے۔ آپ کو تمام اہلِ سُنّت "صدر الافاضل" "استاذ العلماء" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا سید معین الدین صاحب نزہتؔ ابن حضرت مولانا امین الدین صاحب راسخ مراد آبادی قدست اسرارہم ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہدؔ شریف کے رہنے والے تھے، اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے عہدِ مبارک میں مشہدؔ سے آئے اور بڑے جلیل المناصب عہدوں پر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائز رہے، حضرت عالمگیر نے آپ کے اجدادِ کرام کا بڑا اعزاز و احترام کیا، بڑی بڑی جاگیریں عطا فرمائیں، جو نسلاً بعد نسل اس کا کچھ حصہ آپ کے ورثہ میں بھی آیا، یہ خاندان ہمیشہ علم و فضل کا آفتاب اور علوم و فنون کا ماہتاب رہا ہے، جو عزت و شرف قدر و منزلت اور علم و فضل میں عروج آپ کو حاصل ہوا، اس کی نظیر میدانِ علم کے شہسواروں میں شاذ و نادر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کا مادۂ تاریخی "غلام مصطفیٰ" (۱۳۰۰ھ) ہے۔ آپ کا وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء ہے، آپ کے وصال کا مادہ "غلام رسول" (۱۳۶۷ھ) ہے۔

آپ ذہانت و فطانت میں اتنے بلند تھے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی میں کافی دسترس حاصل کر لی تھی۔ قبل بلوغ تک ہر سال رمضان مبارک میں نوعمروں کی جماعت کے اندر نفلوں میں پابندی سے ختمِ قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔[1] حفظ قرآن کریم کے بعد آپ قدوۃ الفضلاء رأس العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد گل صاحب کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمتِ فیض درجت میں حاضر ہوئے، ۱۹ سال کی عمر شریف میں تمام علومِ عقلیہ اور نقلیہ کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں مسندِ تفوق پر آ ئے۔

زمانہ تحصیل علم میں بے شمار علمی مباحث ہیں، فکر کی جودت و ذہانت نے ہمعصروں کے دلوں پر سکہ جما دیا تھا۔ بارہا علمی مذاکروں میں ہم چشموں پر فائق و غالب رہے، آپ کی چودہ سال کی عمر شریف تھی کہ ہم جماعت طلباء میں فارسی ادب میں مقابلہ ہوا۔ دفتر ابوالفضل کو سامنے رکھ کر طے ہوا کہ ہر ایک اس کے مکتوب کے مقابلہ میں اپنی انشاء کے جواہر دکھائے، چنانچہ سب لکھ لائے، جب پڑھا گیا تو سب نے بیک زبان عجز کا

[1] آپ کی عمر تقریباً چھ سال کی تھی، حافظ صاحب نے کچھ تنبیہہ فرمائی۔ ادھر سے ایک مجذوب گزر رہے تھے، انہوں نے کہا: حافظ تو آنکھ کا اندھا تو ہے کیا دل کا بھی اندھا ہے۔ کس کو تنبیہہ کر رہا ہے، پتا ہے، یہ کون ہے؟
دوسرے دن حافظ صاحب نے آپ کے والد ماجد سے معافی مانگی کہ میں آپ کے صاحبزادے کو پڑھانے سے معذور ہوں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب دفترِ ابوالفضل سے ہم دوش ہے۔ اسی طرح دیگر علمی مذاکروں میں آپ ہمیشہ غالب رہے۔

مدرسہ امدادیہ کی دیوار کے نیچے "مدرسہ دیوبند ثانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد" کہا جاتا تھا اور دیوبند کے ساتھ ہی مولوی قاسم نانوتوی نے اس کو قائم کیا تھا، کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے، ایسے ایسے اعتراضات لاتے کہ اساتذہ مدرس شاہی مسجد حیران ہو کر تحسین و آفرین کرتے، بعض موقع پر اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد محسوس کیا کرتے تھے کہ اس نو عمر کے آنے سے ہمارا نظام اسباق خراب ہوتا ہے، اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب ہونا ہمارے وقار علمی کو ٹھیس لگاتا ہے، اسی طرح مراد آباد کے صدر مقام کمیٹی چوک میں ایک چبوترہ تھا، جس پر شام کے وقت کبھی پادری، کبھی آریہ، کبھی سناتن دھرمی، کبھی غیر مقلد اور کبھی دیوبندی عالم وغیرہ میں سے کوئی کھڑا ہو جاتا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا، آپ اپنی نو عمری میں ان سے خوب خوب مقابلہ کرتے اور ان کے باطل نظریات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے، وہ زمانہ گرما گرم بحث و مناظرہ کا تھا۔ ہندو آریہ اور دیوبندیوں کے جدید نظریہ افکار کی ابتدائی نشرو اشاعت کا دور دورہ تھا اور ان کے مناظرو مجادل عامۃ الناس کو گمراہ کرنے میں سرگرم عمل تھے، مراد آباد کی فضا میں اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب گرما گرمی تھی، چونکہ دیوبند مراد آباد کنفس واحدہ تھے، لہٰذا مراد آباد کو بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا ضروری تھا، کہیں علمِ غیبِ رسول پر بحثیں ہوتی تھیں، کہیں خاتمِ نبوت نہ ہونے پر تقریریں ہوتی تھیں، کہیں بشریت کا چرچا تھا، تو کہیں شیطان و ملک الموت کے علم کو علمِ رسول پر فوقیت نص قطعی سے ثابت کرنے کا غوغا تھا، غرضیکہ وہ وقت اس جدید مکتب فکر کی ترویج و اشاعت کے پورے عروج کا تھا اور ان کو اپنے نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی جرأت کا یوں موقع مل گیا تھا کہ

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (جس کو انگریزوں نے غدر کے نام سے مشہور و بدنام کیا) کے موقع پر ملک میں سے ایک ایک عالمِ اہلسنت کو چن چن کر یا تو پھانسی دے دی گئی، یا کالے پانی بھیج دیا گیا تھا یا مخالفین نے ان کو انگریزوں سے شکایتیں کر کے شہید کروا دیا تھا،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملک میں صرف وہی لوگ کھلے بندوں پھر رہے تھے جنھوں نے مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام کیا اور انگریزوں کی حمایت میں انگریز مخالف علماء کی شکایتیں کر کے انگریزوں سے انعام و اکرام حاصل کیے۔ کسی کو جاگیریں ملیں، کسی کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا، ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے انگریزوں نے اپنے بہی خواہوں میں سے کسی کو فوج اور اسلحہ فراہم کیا کہ وہ سرحد جا کر ان مسلمانوں کو تہہ تیغ کریں جو ایک آنکھ بھی انگریزوں کے وجود کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے، اس غرض کے لیے کھلم کھلا انگریز سے اسلحہ حاصل کر کے پشاور کی طرف چڑھائی کی۔ سو (۱۰۰) سال پہلے کی تاریخ شاہد ہے کہ آج جس کو "مجاہدِ اعظم" کہا جاتا ہے اور آزادی کا علمبردار بتایا جاتا ہے، وہ خود کس حد تک انگریز نواز اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔ بات یہ ہے کہ تاریخ کو مسخ کر کے جھوٹ کو پوری قوت اور شدومد کے ساتھ اتنا چیخ چیخ کر سچ ثابت کیا جا رہا ہے کہ عقل و دیانت حیران ہے، اس قسم کے پروپیگنڈے کا طریقہ بھی انھوں نے اپنے آقایان ولی نعمت انگریزوں سے سیکھا ہے۔

اصل واقعات یوں ہیں کہ جب سلطنتِ مغلیہ پر زوال کا دور آیا، اور انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں برسر اقتدار آنے لگی تو انگریزوں نے اپنی قوت کو مستحکم کرنے کے لیے ملکی فضا کا جائزہ لیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جب تک پنجاب میں سکھوں کی طاقت اور سرحدی علاقوں میں مسلمانوں کی قوت کمزور نہ ہوگی، اس وقت تک ہمارے قدم پوری طرح نہ جم سکیں گے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے انگریزوں نے سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو تاکا اور انھیں پٹی پڑھائی کہ تم مسلمانوں کو یہ تبلیغ کرو کہ انگریزوں سے جہاد ناجائز ہے اور عام مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم کی داستانیں سنا کر انھیں سکھوں سے جہاد کی تلقین کرو، اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے بعض وہ اعمال جنھیں تم کفر و شرک کہتے ہو، علی الاعلان بیان کر کے ایسے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دو، جو ان کے مرتکب ہوتے ہیں۔ خصوصاً سرحدی علاقوں کے مسلمان عموماً اس قسم کے امور کو اچھا سمجھتے ہیں، لہٰذا صرف سکھوں، بلکہ سرحدی مسلمانوں سے بھی لڑو، تاکہ یہ دونوں قوتیں کمزور ہو جائیں اور ہندوستان پر ہمارا تسلط پوری طرح قائم ہو سکے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاریخی ثبوت

اب تاریخی شہادتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمایئے:

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنے جہاد کی حقیقت اور تحریک کی بنیادوں نیز انگریز دوستی کی واقعیت کو کس قدر بے نقاب فرمادیا ہے "حیاتِ طیبہ" مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۲۹۶ پر ہے:

> "کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا، اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے۔ بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔"

دیکھا آپ نے کس طرح گورنمنٹ برطانیہ پر مسلمانوں کو قربان کیا جارہا ہے، کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی سے اس دوستی کا وزن کچھ کم ہے؟ ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے:

"تواریخِ عجیبہ" مصنفہ محمد جعفر صاحب تھانیسری وہابی، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلوی ص ۷۳ پر لکھا ہے:

> "یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک دن مولانا محمد اسماعیل شہید وعظ فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔"

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ بھی دیکھئے، تواریخِ عجیبہ ص۳۳۶ پر ہے:

"آپ (سیّد احمد صاحب ساکن رائے بریلی) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سیّد صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکارِ انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔"

اب ذرا اتنا بتا دیجئے کہ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کس نے لڑی؟ اور پڑھئے: تواریخِ عجیبہ ص۹۱ پر ہے:

"ہم سرکارِ انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں، اور خلافِ اصولِ مذہبی طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔"

ٹھیک ہے آپ کے نزدیک تو صرف سرحدی مسلمانوں کا خون گرانا اصولِ مذہبی کی رُو سے جائز ہے!

اور ملاحظہ فرمائیے، تواریخِ عجیبہ ص۲۲۴:

"پنجاب میں اس وقت ایک ایسی عادل اور بے ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جائز نہیں۔"

سوچنا چاہیے کہ جس کے نزدیک انگریزوں کی حکومت عادل اور بے ریا ہو، اور اس عادل گورنمنٹ کی مخالفت بھی اس کے نزدیک جائز نہ ہو، وہ انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کا علمبردار کیونکر ہو سکتا ہے؟

اور سنئے، تواریخِ عجیبہ ص۲۳۶:

"نہ با سرکارِ انگریز مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہ منازعت۔"

آپ کے مریدوں نے آپ کو ناحق انگریزوں کا مخالف مشہور کر رکھا ہے، ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے "حیاتِ طیبہ" مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ص۳۰۷ پر ہے۔

"سرکارِ انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی۔"

تاریخ کے ان حوالوں سے سیّد احمد صاحب رائے بریلوی اور ان کے مریدِ باصفا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی انگریز دوستی اور حقیقتِ جہاد نمایاں ہو گئی۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب ذرا پیشواء علماء دیوبند مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا حال سنئے:
تذکرۃ الرشید، جلد اوّل، ص ۷۳ پر تحریر ہے:

"بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی، انہوں نے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا، اور اپنی رحم دل گورنمنٹ (برطانیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔"

دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے انگریزوں کی کمپنی کے زمانہ کو امن و عافیت کا زمانہ قرار دیا، اور اس کی قدر نہ کرنے والوں کی مذمت فرمائی، پھر انگریز کی ظالم اور جابر حکومت کو رحمدل بھی کہا، اس کے بعد ایسی جابر حکومت کی مخالفت کرنے والوں کو بغاوت بتایا، ان تمام باتوں سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نزدیک کمپنی کی غارت گری اور انگریزوں کا بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا، امن و عافیت اور رحمدلی کے مترادف ہے، نیز انگریز کے مظالم کے خلاف احتجاج کرنا بغاوت کا مفہوم ہے، اب آپ خود ہی بتائیں کہ دیوبندیہ کے امام ربانی گنگوہی صاحب انگریزوں کے خلاف تحریکِ آزادی کے علمبردار ہوسکتے ہیں؟ اور سنئے:

سید احمد صاحب رائے بریلوی کی کارگزاریاں جنہیں جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، انگریز اربابِ حکومت کے نزدیک بے حد خوشی کا موجب تھیں، نہ صرف یہ بلکہ سید احمد صاحب کا انگریزی حکومت کے لارڈ ہیسٹنگز کے ساتھ اتنا گہرا گٹھ جوڑ تھا کہ جس کی بنا پر وہ بڑے بڑے مخالف امیروں اور سرداروں کو اپنی تدابیر سے انگریزوں کا خیرخواہ بنالیا کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے، "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی ص ۲۹۴ پر مرقوم ہے:

"لارڈ ہیسٹنگز سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاریوں سے بہت خوش تھا، دونوں لشکروں کے بیچ ایک خیمہ کھڑا کیا گیا، جس میں تینوں آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا، امیر خان، لارڈ ہیسٹنگز اور سید احمد صاحب، سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اُتارا تھا۔"

سید احمد صاحب کی اس تحریک کو اسلامی جہاد کی تحریک کہنے والے حضرات سے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سید احمد صاحب کی وہ کون سی بے نظیر کارگزاریاں تھیں، جن سے لارڈ ہیسٹنگز بے حد خوش تھا؟

اس کے بعد ہمارے سوال کو یہ بات اور بھی معنی خیز بنا دیتی ہے، کہ اس جہاد کی فتوحات انگریزوں کے لیے ہوتی تھیں، جنہیں سید احمد صاحب اپنی فتوحات تصور فرماتے تھے۔

دیکھئے "تواریخِ عجیبہ" ص ۱۸۰ پر مرقوم ہے:

"سلطنتِ پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد لامذہب قوم کے ہاتھوں میں آگئی جس کو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں، اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تعبیر یہی ہوگی، جو ظہور میں آئی۔"

اب ذرا الہام بھی سن لیجئے، تاکہ آپ کے ذہن میں پوری بات آجائے۔ "تواریخِ عجیبہ" ص ۱۸۰ پر ہے:

"وعدہ فتح پنجاب کے الہام کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ اس کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر اپنے مکتوب میں بھی لکھا کرتے، کہ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔"

دنیا جانتی ہے کہ اگر یہ الہام پورا ہوا تو انگریزوں ہی کی فتح سے پورا ہوا ہے جس سے اسماعیلی گروہ کی جہاد کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ تھا، یا فی سبیل الانگریز؟ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس گروہ مجاہدین کا انگریزوں کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا۔

اس شاندار گٹھ جوڑ، اور گہرے اتحاد کے ثبوت میں ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ کیجئے:

"تواریخِ عجیبہ" ص ۱۸۳ پر ہے:

"وہ (سید احمد) اس آزاد عملداری (انگریزی حکومت) کو اپنی ہی،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عملداری سمجھتے تھے۔"

اسماعیلی تحریک کا پس منظر معلوم کرنے اور اس کو سمجھنے کے لیے کہ اس کے پیچھے انگریز کا زبردست ہاتھ تھا عبارت مذکورہ بالا بہت کافی ہے۔ تائید مزید کے لیے حسبِ ذیل حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" تالیف مسعود عالم ندوی ص ۱۲۷، ۱۲۸ پر مرقوم ہے:

"یہ پہلے کہیں گزر چکا ہے کہ کمپنی کی حکومت نے پہلے پہل مجاہدین کے آنے جانے میں کوئی روک ٹوک نہیں کی، ہنٹر ایک جگہ لکھتا ہے کہ بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں سے چھٹی لے کر جہاد کو جایا کرتے تھے۔ سرسید نے ایک اور دلچسپ واقعہ کا ذکر کیا ہے، دہلی کے ایک ہندو مہاجن جس کے پاس جہادیوں کی امدادی رقمیں جمع تھیں، کچھ غبن کیا، تو مولانا شاہ محمد اسحٰق نے مسٹر ولیم فریزر کمشنر دہلی کے اجلاس میں نالش کی اور مدعی کے حق میں ڈگری ہوئی وصول شدہ رقم پھر دوسرے ذریعے سے سرحد کو بھیجی گئی، اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الٰہ آباد میں ہوا، وہاں بھی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا، شاہ محمد اسحٰق صاحب ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تھے، اس لیے یہ واقعہ قطعی طور پر ۱۸۴۲ء سے پہلے کا ہے، کہنا یہ ہے اور صاف صاف کہ جب تک مجاہدین سکھوں سے اُلجھے رہے، کمپنی کی حکومت خاموش اور غیر جانبدار رہی --- مقصود یہ تھا کہ مجاہدین اور سکھوں کی آویزش میں سرکار عالی (برطانیہ) کا کچھ نہ کچھ فائدہ ہی ہو کر رہے گا۔"

عبارت مذکورہ بالا کی تمام باتیں اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ یہ ساری تحریک انگریزوں کے اشارہ پر چل رہی تھی، اس مضمون کا ایک حوالہ تواریخِ عجیبہ ص ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیے:

"اس وقت ایک ہنڈی سات ہزار روپے کی جو بذریعہ ساہو کارانِ دہلی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی، ملکِ پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپے کی واپسی دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری بحق مدعی بحال رہا۔"

پھر اسی کا خلاصہ "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ پبلشنگ کمپنی لاہور ص ۵۱۸ پر مرقوم ہے:

"جب سید صاحب یاغستان میں تھے تو مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی نے کچھ اوپر سات ہزار روپیہ سید احمد صاحب کو بذریعہ ہنڈی روانہ کیا تھا، وہ کسی باعث سے نہیں پہنچا تھا، اس پر نالش کی گئی تھی، اور پھر روپیہ وصول کر کے دوبارہ سید صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا، سید صاحب کے اس جہاد کے لیے انگریزی مقبوضات میں بڑے زور و شور سے چندے کی مہم جاری کی گئی اور تمام ملک میں چندہ جمع کرنے اور سکھوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کا پروگرام بڑی تیزی سے چلایا گیا۔"

دیکھئے "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر، ص ۳۰۴:

"سید احمد صاحب نے سکھوں سے جہاد کرنے کے لیے روپیہ جمع کرنے کے واسطے مختلف شہروں کے خلیفے مقرر کیے، ان کا یہ کام تھا، کہ ہر قصبے اور گاؤں بہ گاؤں وعظ کہتے پھریں، اور سکھوں سے جہاد کے لیے روپیہ جمع کریں، چندہ جمع کرنے والوں کا دارالخلافہ پٹنہ کو سمجھنا چاہیے، جہاں سب سے زیادہ گرمجوشی سے چندہ جمع ہوا تھا، اور بنگالہ کا ایک حصہ اپنی جان اور دھن قربان کرنے کو آمادہ تھا۔"

ناظرینِ کرام! غور فرمائیں کہ انگریزوں کی سلطنت میں اس زور و شور سے سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنا اور ہمہ گیر چندہ کی تحریک اور اس کے لیے جابجا مراکز قائم کرنا انگریزوں کے گٹھ جوڑ کے بغیر کس طرح ممکن تھا۔ ثابت یہ ہوا کہ یہ سب کچھ انگریز کی امداد سے ہو رہا تھا۔

ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے، جس میں اسماعیلی تحریک بالکل عریاں نظر آتی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ "تواریخِ عجیبہ" ص ۱۸۲ پر ہے:

"اس سوانح اور نیز مکتوباتِ منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکارِ انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا' وہ اس کو آزاد عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکارِ انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی، تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ مدد نہ پہنچتی، مگر سرکارِ انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔"

اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ یہ ساری تحریک انگریزوں کی دلی خواہشوں اور تمناؤں کو پورا کرنے کے لیے چلائی گئی تھی --- اور بس!

اس کے بعد یہ بھی ثابت کر دوں کہ جس طرح سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب نے مسلمانوں کو انگریزوں پر جہاد کرنے سے روکا' اسی طرح انگریزوں نے بھی اپنے ماتحت حکام کو اسماعیلی گروہ کے مواخذہ سے منع کیا' اور غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا کہ ہمارے ساتھ ان کی کوئی مخاصمت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی وہابی مطبوعہ پبلشنگ کمپنی لاہور ص ۵۱۴:

"جب مہیب تحریک پھیلی تو ضلع کے حکام اس سے چوکنے ہوئے اور انہیں خوف معلوم ہوا کہ کہیں ہماری سلطنت میں رخنہ نہ پڑے اور موجودہ نظام میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو' اس نظر سے ضلع کے حکام نے حکامِ اعلیٰ کو لکھا' وہاں سے صاف جواب آ گیا' ان سے ہرگز مزاحمت نہ کرو، ان مسلمانوں کو ہم سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔"

اور ملاحظہ کیجئے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور ان کے پیرو مرشد سید صاحب کو مع ان کے ہمراہیوں کے انگریز کھانا پہنچاتے تھے "سیرت سید احمد شہید" مصنفہ سید ابوالحسن علی لکھنوی، بار دوم پر مرقوم ہے:

"فاصلہ پر چند مشعلیں آتی نظر آئیں، معلوم ہوا کہ نیل کا ایک انگریز قافلہ کے لیے کھانا تیار کرا کر لایا ہے' اس نے عرض کی کہ تین روز سے میں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی آمد کی اطلاع کریں، آج معلوم ہوا، تو یہ کھانا تیار کرا کے لایا ہوں، سید صاحب نے قبول کیا، اور وہ (انگریز) دو تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔"

اس عبارت سے اسماعیلی تحریک کا پس منظر اس قدر بے نقاب ہو جاتا ہے کہ دیکھنے والے کو ادنیٰ درجہ کا شبہ باقی نہ رہتا، سفر میں بھی انگریز کا کھانا تیار کر کے لانا اور دو تین گھنٹے تک سید احمد صاحب کے پاس ٹھہرنا اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ اس تحریک کے سفر و حضر کے ہر مرحلے پر انگریز کا تعاون اور اس کی پوری مدد شاملِ حال رہی ہے۔

اس کے بعد ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض ہے، کہ اسماعیلی مجاہدوں کی تلوار صرف سکھوں تک محدود نہیں رہی بلکہ مسلمانوں کی گردنیں بھی اس سے کاٹی گئیں اور سکھوں سے پہلے مسلمانوں کی گردنوں پر یہ تلواریں رکھی گئیں، دیکھئے تذکرۃ الرشید جلد ۲، ص ۳۰۷:

"اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّٰی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔"

یہ ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ جس کا ایک عرصے سے --- ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔

سید احمد صاحب کی انگریز دوستی کا ایک قابلِ دید منظر مرزا حیرت دہلوی نے اپنی مشہور کتاب "حیاتِ طیبہ" کے ۳۲۴ پر پیش کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے (مطبوعہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

"چونکہ ایک انگریز کا قدم بیچ میں تھا، اس لیے شاہ صاحب (سید احمد صاحب) کو بھروسہ تھا کہ مجھ سے دغا نہ ہو گا۔"

مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک انگریز پر اعتماد کرنا اور کافر کو ایماندار سمجھنا اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے، کہ سید احمد صاحب مسلمانوں سے کس قدر دور اور انگریزوں سے کس قدر نزدیک تھے۔

الحمد للہ، اسماعیلی تحریک کا تمام پس منظر، اس کی بنیادیں، اسباب و علل، اغراض و مقاصد سب کی حقیقت وہابی مورخین ہی کی تحریرات کی روشنی میں واضح ہو گئی اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوری ایک صدی سے جن واقعات کو چھپایا جارہا تھا، وہ اپنی اصلی صورت میں منظرِ عام پر آگئے۔[1]

۱۸۵۷ء کی تاریخ شاہد ہے کہ اس جدید مکتب فکر کے بانیوں نے انگریزوں کی ہمنوائی کر کے پہلے ملک سے تمام اعاظم علماء و فقہاء کا انخلا کرایا، حتیٰ کہ تمام علم و فضل کے مراکز کو علماء سے خالی کرا دیا اور جو باقی رہے بھی تو وہ غایت، خوف و ہراس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے میدان میں آنے سے بچتے تھے، غرضیکہ انہوں نے میدان صاف کرا کے پھر مستحکم طریقہ سے جدید مکتب فکر کی بنیاد ڈالی تاکہ ایسے علماء کو پیدا کیا جا سکے جو اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جری اور بے باک ہوں اور تیرہ صدی سے اہلسنت و جماعت کی تعلیمات و ارشادات کے علی الرغم جدید نظریہ فکر کے پیش کرنے اور پھیلانے میں چست و چالاک ہوں، چنانچہ ادھر دینی مدارس کے نام سے ملک میں دو مدرسے قائم کیے اور ادھر انگریز نوازی میں انگریزی تعلیم کو بامِ عروج پر لے جانے اور ملک میں مغربی تہذیب و تمدن کو رائج کرنے کی داغ بیل ڈالنے کے لیے ایک یونیورسٹی قائم کی تاکہ اگر مسلمان پادریوں کے ہاتھوں کھلے بندوں نصرانی نہ بنیں تو مسلم نما نصرانی تو کم از کم بن جائیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بیس سال کی عمر میں پہلی تصنیف

غرضیکہ یہ وقت تھا کہ ملک میں علماء اہلسنت یا تو چن چن کر شہید کر دیئے گئے یا جلاوطن کر دیئے گئے اور جو بچے تھے وہ کنج خمولی میں خاموش بیٹھے تھے اور ان حضرات کی من مانی کارروائی پر کوئی حرف گیر نہ تھا، چنانچہ اس وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ قلمی و لسانی جہاد شروع فرما چکے تھے۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے بھی بعد

[1] جناب وحید احمد مسعود صاحب محقق مورخ و مصنف ہیں، انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب بنام "سید احمد صاحب کی صحیح تصویر" لکھی ہے جو قابلِ دید ہے۔ جناب وحید صاحب ایک غیر جانبدار مصنف ہیں، انہوں نے نہایت عمدگی سے سید صاحب اور ان کے جہاد کی حقیقت واضح کردی ہے۔ اس لاجواب کتاب کا مطالعہ ازحد ضروری ہے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فراغت تعلیم بیس سال کی عمر میں اس فتنے کے سدِ باب کا ارادہ فرمایا اور یہ خیال فرمایا کہ علمِ غیبِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سلم پر ایک ایسی جامع کتاب ہونی چاہیے، جس سے معترضین کے تمام اوہام و شکوک اور باطل نظریات کا شافی و وافی مہذب پیرایہ میں جواب ہو، چنانچہ پہلے ادبی میدان میں اپنا مقام حاصل کرنے اور صحافتی طریقہ سے تبلیغ دین کے لیے مضامین کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے یہ مضامین کلکتہ کے "الہلال" اور "البلاغ" میں شائع ہوتے رہے اور ادھر ایک مستقل کتاب کی طرح ڈالی، اس وقت چونکہ آپ کے پاس ایسا جامع کتب خانہ نہ تھا کہ جس میں ہر ایک قسم کی کتابیں موجود ہوتیں، لامحالہ آپ نے رامپور اسٹیٹ کے کتب خانہ کی طرف رجوع کیا، مسلسل جاجا کر رامپور کے کتب خانہ سے حوالہ جات دیکھ کر آتے اور مراد آباد میں کتاب لکھتے، جب آپ کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی تو وہ کتاب بھی مکمل ہوگئی جو علمِ غیبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" ہے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینہ معلومات تھے، ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف صاحب شاذلی تھا (رحمۃ اللہ علیہ) حاجی صاحب موصوف حضرت قدس سرہ سے غایت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ جب حاجی صاحب نے اس کتاب کو سنا تو بے حد خوش ہوئے اور انعام کے طریقہ پر اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک پاندان اور دو اگالدان خورد و کلاں عطا فرمائے، جو آج تک آستانہ قدس میں موجود ہیں۔ صنعت گری کا کمال یہ ہے کہ ساٹھ برس سے زیادہ ہوگئے برابر استعمال میں ہیں، لیکن ان کی قلعی بھی خراب نہیں ہوئی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے پہلی ملاقات

غرضیکہ حاجی صاحب موصوف اس کتاب کو لے کر اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کو اس وقت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"بڑے مولانا صاحب" کے لقب سے اہلسنت یاد کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت وہ پہلی ہستی ہیں، جنھوں نے ۱۸۵۷ء کے کافی عرصہ بعد مردانہ وار میدان میں آکر ضلالت و بدعت کا مقابلہ کیا، حاجی صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خدمتِ اقدس میں کتاب پیش کی۔ اعلیٰ حضرت نے اس کو ملاحظہ کرکے فرمایا: ماشاء اللہ بڑی عمدہ نفیس کتاب ہے، یہ نوعمری اور اتنے احسن دلائل کے ساتھ اتنی بلند کتاب مصنف کے ہونہار ہونے پر دال ہے۔ پھر تو یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ نہ اعلیٰ حضرت کو ان کے بغیر چین تھا اور نہ حضرت قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت کے دیدار کے بغیر سکون۔ مجھ سے حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا معمول تھا کہ اعلیٰ حضرت کے آستانہ کے سفر کے لیے کبھی میرا بستر کھلا ہی نہیں، میں لازمی ہر پیر اور جمعرات کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں جاتا تھا۔

اعلیٰ حضرت کا مکمل اعتماد اور اس کے چند مظاہر

یہ رشتہ محبت و مودت اتنا بڑھا کہ اعلیٰ حضرت، قدس سرہ پر مکمل اعتماد و بھروسہ فرمانے لگے، کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ صدر الافاضل نے عرض کیا ہو اور اعلیٰ حضرت نے رد فرمایا ہو، چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک خاص مسئلہ میں درمیانی لوگوں کی شرارت کی بنا پر دو سنی عالموں میں رنجش پیدا ہوگئی، نتیجہ مقدمہ بازی تک جا پہنچا، اس موقع پر اعلیٰ حضرت نے حضرت کو مکمل اختیارات تفویض کرکے اس کی پیروی کی اجازت دی۔۔۔ اسی طرح جب حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی قدس سرہ سے خلافت کمیٹی کے بامِ عروج کے وقت گاندھی گردی کے تحت چند کلمات غیر محتاط خلافِ اسلام نکل گئے، حتیٰ کہ یہ بھی کہہ گئے کہ ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت

رفتی و نثار بت پرستے کردی

اس پر اعلیٰ حضرت نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا اور نہایت متین اور سنجیدہ لب و لہجہ میں افہام و تفہیم چاہی، مگر حضرت مولانا مرحوم گاندھی کی عقیدت کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

_https://ataunnabi.blogspot.com/

نشہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خط و کتابت سے بے پرواہ ہو گئے، پھر اعلیٰ حضرت نے "الطاری الداری لهفوات عبدالباری" دو جلدوں میں تالیف فرمائی، جب حضرت فرنگی محلی قدس سرہ کے مطالعہ میں وہ دونوں جلدیں آئیں تو تبحر علمی کے ساتھ خشیت الٰہی نے مساعدت کی اور مفاہمت کی طرف میلان ظاہر کیا، چنانچہ اس مفاہمت کے لیے اعلیٰ حضرت نے اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قدس سرہما کو حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل شیخ الشیوخ مراد آبادی قدس سرہ کی معیت میں روانہ فرمایا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اس وفد میں گفتگو کے لیے حضرت صدر الافاضل کو منتخب کیا گیا، گفتگو ایسے خوشگوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی محلی جھکتے چلے گئے، حتیٰ کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہارِ حق کے لیے کاغذ منگایا اور اپنا توبہ نامہ غلطی ہائے مضامین پر لکھنا شروع کیا کہ اتنے میں حضرت مولانا صاحب کے ایک خصوصی معتقد مرید جو وہاں کے بوڑھوں میں سے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ حضور اس میں ہماری ذلت ہے۔ مقابلہ کے لیے چیک بک سامنے ہے، جو جتنا چاہیں خرچ فرمائیں، مگر توبہ نامہ نہ لکھیں۔ اللہ غریقِ رحمت فرمائے حضرت مولانا فرنگی محلی کو... کہ انہوں نے نہایت بے نیازانہ طور پر اسے جواب دیا کہ "کمرے سے باہر چلے جاؤ، کیا تم میرا ایمان چیک بک کے ذریعہ خریدنا چاہتے ہو؟ مجھے اپنے ایمان کی پڑی ہے تجھے اپنی دولت کا غم ہے۔ میں ایسے ہی لوگوں کو شیاطین الانس سمجھتا ہوں۔ میری یہ توبہ اپنے خاتمہ کو درست کرنے کے لیے ہے، نہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہو کر۔" حضرت صدر الافاضل نے بروقت نہایت متانت سے فرمایا: "حضرت یہ تحریر صرف شہادت ملائکہ تک ہے، یا ہم تینوں اس کے شاہد ہیں، یہ پریس میں نہیں جائے گی، اس کی اشاعت ہرگز نہ ہوگی۔" تو حضرت مولانا فرنگی محلی صاحب نے فوراً جواب دیا کہ "جب میں اپنے رب کے حضور خوف و خشیت سے تائب ہو رہا ہوں، تو اشاعت کا مجھے خطرہ نہیں، مجھے دنیا کی ذلت کے مقابلہ میں اخروی ذلت سے خطرہ ہے۔" غرضیکہ وہ تحریر لے کر اصحاب ثلٰثہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحریر پیش کی تو یہ حق پرستی و حق نیوشی اعلیٰ حضرت قدس

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرہ کی دیکھی گئی کہ اسی وقت حکم دیا "الطاری الداری" کو نذرِ آتش کردو، اس زمانہ کے اعتبار سے وہ کئی ہزار کے صرفہ سے چھپی تھی، اس کی جلدوں میں سے ایک جلد حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و مغفور اور ایک حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم انجمن حزب الاحناف کے یہاں محفوظ ہے اور اسی طرح بعض خاص متوسلین و معتقدین کے پاس محفوظ ہیں، جن کا آج تک دُہرانا یا کسی کو بتانا پسند نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح ایک مقدمہ کے دوران میں اعلیٰ حضرت نے دو کتابیں تحریر فرمائیں، ابھی ان کا مسودہ تھا، طبع نہ ہوئی تھیں، جب یہ مسودے حضرت قدس سرہ کو پڑھائے تو آپ نے دو تہائی سے زیادہ مضمون کو قلمزد کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، آپ نے کتاب کی تمام شدتیں ختم کر دیں، اگر میں اپنی ہر ایک تصنیف جو مخالفین کے رد میں لکھی ہیں سب کو دکھاتا تو آج ان کا یہ رنگ نہ ہوتا جو اس وقت ہے، غرضیکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ آپ پر بے حد اعتماد فرماتے اور آپ کی ہر عرض کو شرفِ قبول عطا فرماتے تھے۔

حضرت قدس سرہ کی تمام زندگی ملک میں فتنہ و فساد سے مقابلہ کرنے میں گزری، بے شمار تصنیفیں فرمائیں جن میں مشہور تر اور اعظم تصانیف میں سے خزائن العرفان، الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ، اطیب البیان رد تقویت الایمان، اسواط العذاب علی قامع القباب، التحقیقات لدفع التلبیسات، آداب الاخیار، فرائد النور علی جرائد القبور، سوانح کربلا، مسائل ایصالِ ثواب، سیرتِ صحابہ وغیرہ ہیں۔ حضرت قدس سرہ کی سب سے آخری تصنیف جو وصال سے چند ماہ قبل مکمل فرمائی، وہ "رسالہ قنوتِ نازلہ" ہے۔

تبلیغی جذبہ ذوق و شوق

دینِ متین کی تبلیغ کا اتنا وافر جذبہ رکھتے تھے کہ فی زمانہ تبلیغ کے لیے جتنے ذرائع درکار ہیں، آپ نے بتمامہا اختیار فرمائے، علمی تبلیغی کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں، "السواد الاعظم" رسالہ جاری فرمایا، ملک میں اہلسنت کا کوئی بڑا جلسہ نہیں ہوتا، جس میں حضرت کی شمولیت ضروری نہ سمجھی جاتی ہو، آپ کی تقریر دلپذیر سے مستفیض ہونے کے لیے دور دور سے شائقین جلسہ گاہ میں پہنچتے تھے، کامل مبلغین کی بڑی جماعت تیار کی،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارالعلوم قائم فرمایا، دشمنانِ دین سے کثیر مناظرے کیے۔ بالخصوص کفار اور آریہ دھرم کے پنڈتوں سے مناظرے کرنے میں خصوصی امتیازی شان رکھتے تھے، تبلیغ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو آپ نے اختیار نہ فرمایا ہو، آپ کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ آپ کے پروردہ اور فیض یافتہ فلکِ سُنّت پر چاند اور سورج کی طرح جگمگا رہے ہیں، اور نورِ مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ضیاء باری سے اہلسنت کے دلوں اور ایمانوں کو منوّر فرما رہے ہیں، پاک وہند کا کوئی گوشہ نہیں، جہاں حضرت کے تلامذہ تبلیغ دینِ متین میں مصروف نہ ہوں۔ حضرت مولانا ابوالحسنات قادری نور اللہ مرقدہ صدر مرکزی جمعیتہ العلماء پاکستان اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت ممدوح سے شرفِ تلمذ حاصل ہے، میرا قیام حضرت استاذ العلماء کی خدمت میں تھا، میں حضرت کے فضائل اور فواضل میں اگر اخلاقیات پر عرض کروں تو ایک دفتر بن جائے، مختصراً اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ حضرت ممدوح مجسمہ اخلاقِ نبوی تھے۔ دوست اور دشمن ہر ایک ممدوح کی طرف نظرِ احترام ڈالتا تھا، قوتِ بیانیہ میں قدرت نے وہ بلند مقام ودیعت فرمایا تھا کہ میں نے بڑے بڑے انگریزی خواں طبقے کے سرکشوں کو گردن جھکاتے دیکھا ہے، قوتِ دلائل میں یہ دستگاہ حاصل تھی کہ معترض کے اعتراض کو سن کر ہم متحیر ہوتے تھے کہ اس کا جواب کیا ہوگا، مگر ممدوح کے بے ساختہ الفاظ میں وہ براہین ہوتے تھے، کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اعتراض حضرت کے علم میں تھا، اور اس کے جواب میں پوری تیاری فرمائی ہوئی تھی۔

میں رانا دھولپور میں بلایا گیا، وہاں جلسہ کا نظام ہوا تو میری نظر سب سے پہلے حضرت کی ذاتِ اقدس کی طرف گئی۔ عریضہ دعوت پیش کیا بلا تامل تشریف آوری کا وعدہ فرمایا، جلسہ ہوا، حضرت کی پہلی تقریر نے رانا دھولپور کے آزاد طبقہ کو مسخر کیا اور بداعتقاد جماعت کے افراد کو اتنا مسحور فرمایا کہ دوسری تقریر میں ہماری نظروں نے دیکھا کہ ایک کافی اجتماع ایک طرف سے آیا اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گیا۔ منتظمین جلسہ کو شبہ ہوا کہ یہ جماعت فساد کے لیے آئی ہے ادھر سے بھی کچھ تیاریاں کرلی گئیں، مبحث تقلید کا تھا اور اسی پر تقریر تھی، مگر اس طرح اس کو دلچسپ بنایا کہ سامعین میں سے موافق و مخالف سب حیرت جلوہ گری بنے ہوئے تھے۔ جب تقریر ختم ہوگئی تو حضرت نے اعلان

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ مجھے جو کچھ مبدأ فیض سے دلائل کا افاضہ ہوا، وہ میں نے آپ کو پیش کر دیا۔ اب جس کسی کو اس میں کوئی شبہ ہو، وہ بلاخوف ابھی مجھ سے صاف کر لے، کیونکہ صبح مجھ کو واپس جانا ہے تو وہ جماعت بے تابانہ طور پر کھڑی ہوئی اور آگے بڑھی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور شبہات تو ہمیں نہیں البتہ ایک عرض ہے وہ یہ کہ جب تک ہم مخالف تھے تو آپ کی تشریف آوری اپنے لیے بار سمجھ رہے تھے۔ اب آپ کا یہ اعلان کہ ہم صبح جا رہے ہیں، ہم پر گراں ہے، ہم سے پہلے توبہ لیجئے اور کل کی دعوت قبول فرمایئے اور ہمارے محلّہ میں اسی موضوع پر کل تقریر کیجئے، حضرت نے جواب دیا "الکریم اذا وعد وفا" میرے آقا و مولیٰ کا ارشاد ہے اس بنا پر مجھے حسبِ وعدہ میرٹھ پہنچنا ہے مگر اس کے ساتھ ہی وہاں سے دھولپور واپس آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے مجبور نہ کریں بجائے کل کے چار دن بعد کا اعلان کر دیں، انشاء اللہ میں ضرور آؤں گا۔ اس مجمع نے بطیب خاطر منظور کیا اور حضرت نے انہیں توبہ کرائی اور صبح کی گاڑی سے میرٹھ روانہ ہونے کو اسٹیشن تشریف لائے تو ازدحام کا یہ عالم تھا کہ پلیٹ فارم کے ٹکٹ ختم ہو چکے تھے اور ہزارہا لوگ پلیٹ فارم پر حاضر تھے اور نہ معلوم کیوں سب اس طرح رو رہے تھے جیسے کوئی شکستہ دل مہاجرتِ محبوب میں اشکبار ہوتا ہے۔ حضرت نے چند الفاظ فرما کر سب کو تسکین دلائی اور اپنے وعدہ کو چار روز بعد پورا کرنے کا یقین دلایا۔ چار روز تک مجھے اہل دھولپور نے آگرہ نہ آنے دیا، چوتھے دن تار آیا کہ ہم چھ بجے شام پہنچ رہے ہیں۔ اس دن اہلِ دھولپور کی مسرت اور خوشی کا یہ حال تھا کہ گو کہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی ثنیۃ الوداع پر آمد کی خوشیاں منانا یاد آ گیا۔ وہاں مدینہ کی گلیوں میں لڑکیاں "طلع البدر علینا" گا رہی تھیں، یہاں بچے اور لڑکیاں ہر محلے اور کوچے میں انواع و اقسام کے گیت مدحتِ ممدوح میں گا رہے تھے۔ غرض ایسی شان کا جلوس زمین دھول پور میں اس سے پہلے چشمِ فلک نے نہیں دیکھا ہو گا اور خیال تو یہ ہے کہ شاید آئندہ بھی نہ دیکھ سکے۔ خود رانا دھول پور اور ان کے ماموں بھی حضرت کا شہرہ سن کر جلسہ گاہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے لیے علیحدہ گدی لگائی گئی، انہوں نے حضرت کے احترام میں گدی ہٹا دی اور عوام کے ساتھ بیٹھے پھر تقریر ہوئی۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرا خیال اگر غلطی نہیں کرتا تو میں کہوں گا کہ "یہ تقریر اپنی جامعیت میں اپنی مثال آپ ہی تھی۔"

فنِ حدیث

علم و فنِ حدیث کی تعلیم میں تو آپ مشہورِ خاص و عام تھے، ملک کے تمام فضلاء معترف تھے کہ جس طرح حدیث کی تعلیم آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی اس کی سماعت نہیں کی، "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" اس جامعیت سے مختصر الفاظ بیان فرماتے تھے کہ مفہوم ذہن کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا۔

فنونِ عقلیہ

فنونِ عقلیہ کی کتابوں کی پُر مغز مدلل تقاریر زبانی کیا کرتے تھے۔ درس کے وقت اپنے سامنے فنونِ عقلیہ کی کتاب نہ رکھتے تھے، طلبہ عبارت پڑھ چکتے تو آپ جس کتاب پر تقریر فرماتے تو گمان یہ ہوتا تھا کہ شاید حضرت اس کتاب کے مصنف ہیں جو کتاب کی گہرائیوں اور عبارت کے رموز اور اس کے اشارات ومالہ وما علیہ کی وضاحت فرما رہے ہیں۔ ایسا جامع، کامل اور قابل استاد مدرس دیکھنے میں نہیں آیا۔

علم التوقیت

علم التوقیت جسے علم ہیئت بھی کہتے ہیں، اس میں آپ کو جو خداداد مہارت تامہ حاصل تھی وہ بے مثل تھی۔ آپ نے متعدد کرۂ فلکی تیار کرائے جس میں سبعہ ثوابت اور سیارگان کو کرہ میں چاندی کے نقطوں سے واضح فرمایا۔ جب آپ علمِ ہیئت کی تعلیم دیتے تھے تو وہ کرہ سامنے رکھ کر طلباء کو آسمان کی سیر کرا دیتے تھے۔ یہ آسمانی کرہ آپ کی خاص یادگاریں ہیں جن سے آپ کی عظیم شخصیت کا پتا چل سکتا ہے۔ اس فن کے کثیر استادوں کا فیصلہ ہے کہ اتنا جامع اور کامل کرہ آج تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا، آپ نے ایسے کرے متعدد بنائے، چھوٹے بھی اور بڑے بھی، اب سے تقریباً چالیس سال

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلے ایک کرے کی تیاری پر دو ڈھائی سو روپے خرچ آتے تھے جو اہلِ فن فوراً ہی سر آنکھوں پر لگا کر حاصل کر لیتے تھے۔

علم التوقیت کے سلسلہ میں آپ سے جس صاحب نے مکمل اکتسابِ فیض کیا، وہ مولانا الحاج محمد ظہور صاحب نعیمیؔ مراد آبادی ہیں جن کو علم التوقیت میں اتنا ملکہ حاصل ہو گیا ہے کہ آج پاک و ہند میں حاجی صاحب موصوف کا ثانی نہیں ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے "عرض البلد" کے درجوں سے لوکل ٹائم کے تقریباً تمام دنیا کے نقشے تیار کر لیے ہیں۔

حاجی صاحب موصوف سے یا ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم لاہور سے دنیا کے جس مقام کے نماز روزے کے اوقات کے نقشے درکار ہوں، اس مقام کا عرض البلد اور طول البلد لکھ کر اور وہاں جو ٹائم مروج ہو گرینچ کے وقت سے فرق نکال کر حاصل کر سکتے ہیں۔

خوبی اس کی یہ ہے کہ یہ تمام نقشے حضرت قدس سرہ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مرتب کر کے حضرت قدس سرہ سے تصدیق کرا لیے تھے۔

اخلاقِ کریمانہ

حق یہ ہے کہ حضرت خُلقِ عظیم کے مظہر تھے، مصاحبین پروانہ وار نثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے، تلامذہ والہانہ محبت و عقیدت رکھتے تھے، یہ بات کسی استاد کے شاگردوں میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ کے کریمانہ اخلاق کے یگانے گرویدہ اور بیگانے معترف تھے۔

آپ کی خدمت میں دیگر مقامات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بکثرت علماء کرام آتے اور تعلیم و تدریس، تبلیغ و افتاء کے طور طریق سیکھتے اور علمی و روحانی فیض حاصل کرتے تھے، آپ ان کو مختلف تبلیغی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے، آپ کی ذات والاصفات بہت زیادہ فیض رساں تھی۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سخاوت

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس سے کسی سائل کو خالی واپس جاتے کبھی نہیں دیکھا گیا بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائلوں کو بدن کے کپڑے تک دے دیتے تھے، بے شمار غرباء، بیوائیں اور یتامی آپ کے دادِ دہش سے پلتے اور جیتے تھے، جس غریب و نادار کو سہارا دیا وہ ضرور کسی مرتبہ کو پہنچا۔

دار الافتاء

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بعد ملک میں آپ کا دار الافتاء ایک جامع شان کا تھا۔ اطراف و اکنافِ ملک سے روزانہ بے شمار استفتاء اور استفسارات آتے رہتے تھے، افسوس اب تک مجموعہ فتاویٰ شائع نہ ہو سکا۔

علمِ طب

آپ نے طب کی تعلیم حضرت مولانا فیض احمد صاحب امروہوی سے حاصل کی تھی۔ آپ کا جو وقت تبلیغ دین سے بچتا تھا، وہ طب کے ذریعہ خدمتِ خلق میں گزرتا تھا۔ جس طرح آپ کو علومِ منقولہ میں تفارق حاصل تھا، اسی طرح قدرت نے میدانِ طب میں بھی کمال مہارت و حذاقت عطا فرمائی تھی۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(حصّہ اوّل)

طرزِ استدلال

اور مخالفین کے جواب میں بے مثل متانت

http://t.me/Tehqiqat

مخالفین کے اعتراضات اور ان کے شبہات کے ازالہ کے سلسلہ میں آپ کے جوابات نہایت متین اور سنجیدہ ہوتے تھے، تضحیک و تمسخر سے آپ کا جواب بالکل مبرا ہوتا تھا۔ طرزِ استدلال اتنا عجیب اور انوکھا ہوتا کہ اہلِ علم عش عش کر اٹھتے تھے، اور مخالفین کو ذرہ بھر مزید اعتراض و شبہ کا موقعہ نہ رہتا تھا' اس کے لیے آپ کی تمام تصانیف شاہد و ناطق ہیں، تاہم اس جگہ ہم نمونتاً آپ کا ایک مقالہ پیش کرتے ہیں، جو علمِ غیبِ مصطفےٰ علیہ التحیتہ و الثناء کے اثبات میں ہے اور مخالفین و معاندین کے جس قدر شبہات اور اعتراضات آج تک ان کی جھولی میں رہے ہیں ان سب کا آپ نے شافی اور مسکت جواب دیا ہے لطف یہ ہے کہ مختصر ہوتے ہوئے بھی اپنی جامعیت میں بے مثل ہے، اگر ایک اسی مقالہ کو اہلِ علم اپنے ذہن میں محفوظ کرلیں تو مزید کسی کدوکاوش کی ضرورت نہ رہے اور اس مسئلہ میں ان کے لیے حتمی و یقینی، مفید و کار آمد ثابت ہو۔

سیدی قدس سرہ، نے پہلے شبہات بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد ان کے شافی جوابات دیئے ہیں لیجئے ملاحظہ فرمایئے اور حظ حاصل کیجئے۔ واللہ یھدی من یشاء۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبہ اوّل

قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا۔

(۱) قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ — کہہ دو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔

(۲) ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر۔ — اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا۔

اس پر دال ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

جواب

ان آیتوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونے کی دلیل ہے، یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے، جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ ص ۲۵۸ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے:

فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یطلعه الله عزوجل علی علم الغیب۔

اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ: ولو کنت اعلم الغیب، الخ۔ کے کیا معنی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور اس کے مقدر کرنے سے، دوسرا جواب یہ ہے کہ علمِ غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت، الایہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرض کہ یہ آیات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں، یا آیاتِ مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں، ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو بہ تعلیم الٰہی ہے، چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے: ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا الله--- خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے، علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: وقوله لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطه واما اطلاعه علیه باعلام الله تعالی فامر متحقق قال الله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی آیہ لو کنت، الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیمِ الٰہی کے، پس بیشک ہمارے حضرت کے لیے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا: عالم الغیب فلا یظهر۔ الایہ۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغہ ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں، آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی، اگر جملہ عبارات مسطورۂ بالا سے قطع نظر کر کے حسبِ مدعائے مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیہ شریفہ سے انکارِ غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لیے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کرلیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی، اس آیت میں اس امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا علم نہ ہوگا، پس اگر آیت میں بیان ہے تو اس وقت کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی، نہ اس کے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا ہے۔

شبہ دوم

قرآن شریف میں ہے: ومنهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں بیان کیا۔ پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟

جواب: آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کہا، یہ علم نہ ہونے کی دلیل نہیں اس لیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا ص ۵۰ میں فرماتے ہیں: هذا لا ينافي قوله تعالى ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك لان المنفي هو التفصيل والثابت هو الاجمال او النفي مقيد بالوحي الجلي والثبوت متحقق بالوحي الخفي۔ ہمارے حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں، پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لیے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے، یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبہ سوم

کلام اللہ میں ہے: لا تعلمھم نحن نعلمھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب: اوّل تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سردارِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہ تعلیمِ الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے: خفی علیک حالھم مع کمال فطنتک و صدق فراستک مگر حضرت بہ تعلیمِ الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۲ ص ۱۷۸ میں ہے: معنی الایۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تھجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستھزاء بہ وکان بعد ھذا لا یتکلم منافق عند النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الاعرف، بقولہ ویستدل بفحوی کلامہ علی فساد باطنہ و نفاقہ۔ دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا، چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لا تعلمھم کے مسطور ہے: فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین واثبتہ فی قولہ تعالی ولتعرفنھم فی لحن القول فالجواب ان ایۃ النفی نزلت قبل ایہ الاثبات فلا تنافی کرخی۔ پس اب ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہ چہارم

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی، الخ مخالفین کی خوش فہمیوں نے انہیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوح کا علم نہ تھا۔

جواب: سبحان اللہ جانبِ مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رُوح کا علم نہ تھا' آیت کا ترجمہ یہ ہے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے رُوح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ رُوح میرے رب کے امر سے ہے' اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا' اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں' ولا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ والا یبعدان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء۔ یعنی گمان نہ کر کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا' اس لیے کہ جو شخص رُوح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں: چگونہ جرأت کند مومن عارف کہ نفی علم بہ حقیقتِ رُوح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ ست او را حق سبحانہ تعالیٰ علمِ ذات و صفات خود و فتح کردہ بروئے فتح مبین از علوم اولین و آخرین رُوح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدا' اس سے صاف ظاہر ہے کہ رُوح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالیٰ نے حضرت کو مرحمت فرمایا۔

شبہ پنجم

کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے' کافر جھوٹے ہیں' تب حضرت کو خبر ہوئی' اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا۔

(از نصیحت المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب: سرمایہ ناز مخالفین کا یہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بے باکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ- پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں، اللہ ہوش درست نصیب فرمادے تو یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی، اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ ان کی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گا- ولا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم، حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی، پھر غم کیوں تھا؟ صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی- یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہاء زمانہ کا خیال ہے تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے:

فان قیل کیف جازان تکون امرءۃ النبی کافرۃ کامراۃ نوح ولوط ولم یجزان تکون فاجرہ وایضا فلولم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ ولو عرف ذلک لما ضاق قلبہ ولما سال عائشہ کیفیہ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات ماکونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد

پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہما السلام کی مگر فاجر اور بدکار نہ ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگ دل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے- تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے لہٰذا ممکن نہیں کہ انبیاء

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تلک الاقوال قال اللہ تعالی ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ھذا من ھذا الباب۔

علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں، دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگ دل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون۔

یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی بے ہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں۔

تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بے ہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی بے ہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ دل ہوتے تھے جس کو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرمایا ہے: ولقد نعلم انک یضیق، الآیہ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے، اس طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے وہ یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔

صاحبِ تفسیرِ کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہوں گے، یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا، مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جب تک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے، ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تقویٰ اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ چاہیے تو تھا گمان نیک، اور کی بدگمانی معاذ اللہ! تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے:

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وثانيها ان المعروف من حال عائشة قبل تلك الواقعة انما هو الصوت والبعد عن مقدمات الفجور من كان كذالك كان اللائق احسان الظن به وثالثها ان القاذفين كانوا من المنافقين واتباعهم وقد عرف ان الكلام العدو المفترى ضرب من الهذيان فلمجموع هذا القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحى۔[1]

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدمِ علمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبلِ از نزولِ وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کرلیتا دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور برأت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہو تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے، وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں گے جس کے بعد مجالِ گفتگو نہ ہو۔ حدیث افک جو بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضهن عن بعض میں ہے، اس میں ہے: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذرني من رجل بلغني اذاه فى اهلى فوالله ما علمت على اهلى الا خيرا وقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے۔ اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو

---

[1] یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدماتِ فجور سے بہت دُور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اس کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے۔ سوم یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے، پس بنابراں جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے، نزولِ وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدانِ حشر میں انشاء اللہ اس بے باک کو ضرور بے باکی کی سزا ملے گی کہ سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں، یہ دشمنِ دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اس لیے کہ آپ معصوم ہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لیے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پرتوِ فیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقتِ مشاورت بیان فرمائے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالتِ غم کا منشا بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی رُوح کے لیے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا، وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا، واقعہ سامنے کر دیا، جملہ حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت کے پیشِ نظر فرمادیئے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوبِ رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بے قرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لیے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اب ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں: ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔ عینی شرح بخاری جلد پنجم ص ۳۸۴ میں ہے:

فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر۔ یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے۔

جس نے دو بدگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا، چاہیے کہ وہ توبہ کرے۔

http://t.me/Tehqiqat

شبہ ششم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے: ان اللہ عندہ علم الساعۃ۔ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے:

عن مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ۔ (رواہ الترمذی)

جواب: اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں، ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابلِ قبول نہیں، یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نہیں مانی، نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالف وقوعِ رویت کا اثبات کیا اور اب تک جمہور علماء اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ مبحث سے خارج ہے اس لیے اس کی بحث نہیں کی جاتی۔ دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا، اور جن کے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔ انوار التنزیل میں ہے:

قوله تعالى بلغ ما انزل اليك المراد تبليغ ما يتعلق بمصالح العباد وقصد بانزاله اطلاعهم عليه فان من الاسرار الالهية ما يحرم افشائه۔

رُوح البیان جلد ۳ میں ہے:

وفى الحديث سالنى ربى اى ليلة المعراج فلم استطع ان اجيبه فوضع يده بين كتفى بلاتكييف ولا تحديد اى يد قدرته لانه سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردها فاورثنى علم الاولين والاخرين وعلمنى علوما شتى فعلم اخذ عهدا على كتمه اذ هو علم لا يقدر على حمله غيرى وعلم خيرنى فيه وعلم امرنى بتبليغه الى الخاص والعام من امتى وهى الانس والجن والملك كما فى انسان العيون۔

خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شبِ معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پس اس نے اپنا دستِ رحمت وقدرت بے تکییف و تحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے، ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں، ھذا فی مدارج النبوہ۔ اب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اسرارِ الٰہی کا جو علم حضرت کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشاء حرام ہے۔

سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بہ تعلیمِ الٰہی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان گزر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے: وقولہ لا یعلمھا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظھارہ تعالی ذلک لھم ولم یعلم حقائق اقدارھا الا ھو لانہ تعالی عرف قدرہ بالحقیقہ لا غیروایضا لا یعرف طریق وجدانھا والوسیلہ الیھا الا ھو بذاتہ تعالی عرف طرقھا لاھلھا قال تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ اس سے ظاہر ہے کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے۔

علمِ قیامت شرح مقاصد ص ۲۵۰ جلد ثانی: ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق اومعین ھو وقت وقوع القیامۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملئکۃ والبشر۔ اس سے ظاہر کہ علمِ قیامت کی اطلاع محال نہیں نہ آیت میں اس کی تعلیم کا انکار بلکہ علمِ ذاتی کا انکار ہے۔ ھکذا فی التفسیر الکبیر للامام الرازی تحت قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔

رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسے گا تو اس کا ذکر بالتفصیل ماسبق میں گزرا اور کتاب الابریز میں اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں: وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعہ من امہ الشریفہ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاخرین الذی ھو سبب کل شی ومنہ کل شی۔ انتھی، یعنی علمِ قیامت سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتا ہے جبکہ آپ کی امت شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

علم ما فی الارحام اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیمِ الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسبِ فہمِ منکرین علم نبی یہ مراد ہو کہ بہ تعلیمِ الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورتِ نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے اور شقی ہے یا سعید، چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۲۰ پر موجود ہے۔ یہ ہیں: ثم یبعث اللہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید۔ اس سے ثابت کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کرے گا کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے۔

طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنتِ خارجہ حاملہ ہیں اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں، چنانچہ تاریخ الخلفاء کے ص ۶۱ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

واخرج مالک عن عائشۃ ان ابابکر نحلھا جداذ عشرین وسقا من مالہ بالغابہ فلما حضرت الوفاہ	عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر نے ان کو ایک درخت کھجور کا دے دیا تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں، جب ان کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال یابنیة والله ما من الناس احدا احب الی عنی منک ولا اغر علی فقرا بعدی منک و انی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا فلو کنت جددته واحترذته کان لک وانما هو الیوم مال وارث وانما هو اخواک واختاک فاقسموه علی کتاب الله فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکته انما هی اسماء فمن الاخری قال ذو بطن ابنة خارجة اراها جاریة واخرجه ابن سعد وقال فی اخره قال ذات بطن ابنه خارجة قد القی فی روعی انها جاریه فاستوصی بها خیرا فولدت ام کلثوم۔

وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے بیٹی! خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار، اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے۔ تمہارے صرف دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کرلینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں، آپ نے دوسری کون سی بتا دی۔ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے کہ ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے، پس ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں:

وعن ابی لهیعة عن ابی الاسود عن عروة قال لقی رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلا من اهل البادیة وهو متوجه الی بدر لقیه بالروحاء فساله القوم عن الناس فلم یجدوا عنده خبر فقالوا له سلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال افیکم رسول الله فقالوا انعم فجاء وسلم علیه ثم قال ان کنت رسول الله

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاخبرنی عما فی بطن ناقتی هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وكان غلاما حدثا لا تسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبل على فانا اخبرك عن ذلك نزرت عليها ففي بطنها سحلة منك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكلم بكلمة واحدة حتى قفلوا واستقبلهم المسلمون بالروحاء يهنونهم فقال سلمة يارسول الله ماالذی یهنوك والله ان راوا الا عجائز صلعا كالبدن المتعقلة فنحرنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل قوم فراست وانما يعرفها الاشراف رواه الحاكم فی المستدرك وقال هذا صحيح مرسل وحكاه ابن هشام فی سیرته۔

خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش۔ اور وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے نو عمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا، اب جو کوئی کہے کہ ما فی الارحام کا علم کسی کو تعلیمِ الٰہی سے بھی نہیں تو وہ بے چارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دے گا۔

علم ما فی غد

رسالہ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۲ میں ہے:

قال عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرينا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصارع اھل بدر بالامس یقول ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطئن الحدود التی حدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘ الحدیث۔

خلاصہ یہ ہے کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتادیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا؟ دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی ما فی غد اور بای ارض تموت کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا۔

یہ شبہ کہ ان جواری کو جو دف بجا کر گانے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں‘ حضرت نے منع فرمادیا اور کہہ دیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحبِ تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو ما فی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدیدِ اسلام کراتے‘ پس جب حضرت نے تجدیدِ اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا۔ زرقانی جلد۶ ص۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے:

نبی یری ما لا یری الناس حولہ
ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب
فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غدا

اس کو حضرت حسان سے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت پر دال ہے۔ علم ما فی غد کا تو اس میں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں۔ فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسبِ مزعومِ مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے۔

اس کا علم کہ کہاں مرے گا اور کب مرے گا؟ ما ثبت بالسنہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی راس ستین سنہ من مہاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب سن کر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد اڑھائی برس زندہ رہوں گا۔ واخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رویا فقصہا علی ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف قال یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا۔ از تاریخ الخلفاص ۷۶۔

حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائیں گے، پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان میں، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے: عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان کے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفاء ص ۷۶ میں ہے۔

اخرج سعید بن منصور عن سعید ابن المسیب قال رأت عائشة رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثة اقما رفقصہا علی ابی ابکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رویاک لیدفنن فی بیتک خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عائشة ہذا خیر اقمارک۔

اب جو بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعہ الآیہ کا علم بہ تعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بہ تعلیمِ الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا۔۔۔ یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا، جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بھول گیا۔ پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو نہیں نہ ذاتاً نہ بواسطہ تعلیم الٰہی، آیت کی تفسیر بداہت کے خلاف کرتا ہے اور بہ ضلال، چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصریہ (میریہ) ص ۳۸۰ پر ہے: واذا کان کذلک مشاہدا محسوسا فالقول بان القران فدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل۔ پس یہ کہہ دینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیمِ الٰہی سے اور اس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بے دھڑک لکھ دیا کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے، اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ فقط والسلام! مورخہ ۴ ذی الحجہ بروز جمعہ۔

رشید احمد، ۱۳۰۱

(از فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۲۳)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکمِ شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دنیائے اسمٰعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی بات یہ ہے کہ اس شرک کے پٹہ سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور مرتضٰی حسن چاندپوری بھی پھنس گئے، کیونکہ وہ علمِ غیب کو نبی کے لیے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صفحہ ۴ میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوۃ کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضٰی حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں، الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جائے اس لیے تطویل سے اعراض کیا، اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعثِ ہدایتِ مخالفین فرمادے۔

شبہ ہفتم

سفر میں حضرت فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کا ہار گم ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟

جواب: مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کون سی دلیل قرار دے رکھا ہے۔ دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے اوصاف زید و عمرو اور ہر ماوشا کے منتشر خیالات پر موقوف ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے۔ اپنے خیالات واہیہ کو آیات و حدیث کے مقابلہ میں ان کا رد کرنے کے لیے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے، اس سوال کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا، اوّل تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھا، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہہ دی۔ حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزورِ زبان انکار کردیا۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا۔ امام نووی فرماتے ہیں: ان یکون فاعل وجدھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کے کیا معنی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم۔ یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے، کہیں آپ علمِ الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کیے مگر اللہ سبحانہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ، نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لیے عدمِ علم ضروری ہو۔ اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی، آنکھ والوں سے پوچھئے شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اوّل ص ۲۱۵ میں فرماتے ہیں: واستدل بذالک علی جواز الاقامہ فی المکان الذی لا ماء فیھا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے، لہٰذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا لحاظ کرنا چاہیے۔ فتح الباری میں ہے: وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت۔ اس سے علماء نے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لیے اور اس کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیے۔ فتح الباری میں ہے: ویلحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحقوق المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ۔ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہیے۔ وفیہ اشارۃ الی ترک اضاعۃ المال۔ (فتح الباری) اور یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامتہ کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا؟ کس طرح وضو کیا جائے گا؟ تو وہ بے چین ہوئے لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لیے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ۔ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ (کمر میں) انگلیاں ماریں۔ یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور ان کے زانو پر آرام کر رہے تھے اس وجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خوابِ ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو۔ فیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ ویحصل بہ تشویش النائم (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا وتکرار البرکۃ منہا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت وبرکت ظاہر ہوئی۔ عمر بن حارث کی روایت میں وارد ہوا: لقد بارک اللہ للناس فیکم۔ ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ما کان اعظم برکۃ قلادتک کہ اے صدیقہ! تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے، قیامت تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔ بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے: فواللہ ما نزل بک من امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذلک لک

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وللمسلمین فیہ خیرا۔ اسید ابنِ حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ! بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیے بہتری فرماتا ہے۔ اور عبدالرحمٰن ابنِ قاسم والی روایت میں ہے: ما ھی باول برکتکم یا آلِ ابی بکر۔ کہ اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر نے آیتِ تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا: انک لمبارکۃ۔ اے صدیقہ! تم یقیناً بے شک بڑی برکت والی ہو۔ اہلِ ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکرِ اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کردے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نُور جاتا رہا ہو، وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا۔

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور ان کے مدعائے باطل کو کسی طرح کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شبہ ہشتم

قاضی خان میں ہے:

رجل تزوج امراءۃ بغیر شھود فقال الرجل و المراۃ (خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم) قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان

ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی الاحیاء فکیف بعد الموت۔ نہیں جانتے تھے، پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب: معترض کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علمِ غیبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علمِ غیبِ نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنی وہابی بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے، پس بموجب عبارت قاضی خاں کے ان کے کفر میں ان کے فہم کے بموجب شبہ نہیں، آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے، ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق ص ۱۷ اور بہت چیزیں اور امورِ غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اور فیصلہ علمِ غیب ص ۱۳ میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں۔ بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امورِ غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[1] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خاں کی عبارت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چند آں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

---

[1] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم ان میں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک حتیٰ کہ یہ لکھ دیتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ معاذ اللہ بعض گستاخ تو یہاں تک بک اٹھتے ہیں کہ انہیں اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں۔ استغفر اللہ!

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہم معنے ہی خطا کی ہے اب عبارت قاضی خان پر غور فرمایئے کہ اس میں لفظ قالوا موجود ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو، چنانچہ شامی ص ۴۴۵ میں ہے: لفظة قالوا تذکر فیما فیه خلاف کما صرحوا به۔

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے:

وکلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیاره له حیث قال واذا صلی علی النبی علیه الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیه فی القعده الا خیرة ففی قولهٖ قالوا اشارة الی عدم استحسانه له والی انه غیر مروی عن الائمة کما قلناه فان ذلک من المتعارف فی عباراتهم لمن استقراها، واللہ تعالی اعلم۔ اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خاں کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتی کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے۔

درالمختار میں ہے: ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق الاجماع، درالمختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے۔ وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے۔ درالمختار کتاب النکاح میں ہے:

تزوج بشهادة الله ورسوله صلی الله علیه وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیة وفی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم وان الرسل بعرفون بعض الغیب قال الله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقادِ علمِ غیب سبب ہے۔ تاتارخانیہ اور حجتہ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ رُوحِ پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یظہر الخ۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانہ الروایات میں ہے: وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا۔ یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا۔

شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں: حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القران یکفر بھا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی والھام۔ یعنی غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے، پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالتاً کسی سبب کی طرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔

درالمختار میں ہے: وفیھا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالیٰ لہ وبہ لان ارادتہ تعالیٰ غیب الا لفقھاء فانھم علموا ارادتہ تعالیٰ بھم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادے کو جو ان کے ساتھ رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبہ نہم

جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب: یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لیے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہے گا مگر دیہاتی۔ امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر میں تحت آیت واحاط بما لدیھم واحصی کل شی عددا کے فرماتے ہیں: قلنا لا شک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی فاما لفظة کل شی فانھا لا تدل علی کونہ غیر متناہ لان الشئی عندنا ھو الموجودات والموجودات متناھیۃ فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا غیر متناہی نہ ہونا روشن، پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے موجودات کو غیر متناہی کہنا کون سی عقلمندی ہے۔

اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے۔

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والصلوۃ احقر الوریٰ اشرف علی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجابِ جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

اقول: سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شئی معلوم لنبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ ہے، اس کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے: مثالہ بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا۔ جو شخص ایجابِ کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کوئی کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا۔ یہ بھی خوش فہمی ہے، ایک دوسرے خصیم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جس کا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرورِ اکرم کو دیا ہی نہ گیا۔ چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دام فیضہم نے انباء المصطفٰی کے صفحہ ۴ پر فرمایا: ہاں ہاں تمام نجدیہ، دہلوی، گنگوہی، جنگلی، کوہی، سب کو دعوت عام ہے: اجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادۃ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزولِ قرآنِ عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ما کان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔ فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یہدی کید الخائنین۔ اب یہ کہہ دینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔

قولہ: تیسری وہ جو محتمل ایجابِ کلی اور ایجابِ جزئی دونوں کو ہے۔

اقول: مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں، نہ معلوم کس مصلحت سے لکھیں نہ گئیں۔ یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے، غلط ہے اس لیے کہ جو مفید ایجابِ کلی کو ہے (مثالہ فتجلی لی کل شیئ، الحدیث) وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات و احادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا۔ قولہ: اور اسی قسم میں کلام ہے۔ اقول: چہ خوش جو مدعی ایجابِ کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کرے گا؟ قولہ جو لوگ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں۔ اقول: جی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں۔ مثبتین علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت کے لیے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے۔ یہ زبردستی آپ نے ان پر چپکائی وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں۔ جیسا کہ جواب شبہ نہم میں مذکور ہوا تو قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجابِ کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجابِ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں۔

اقول: غلط، انہیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود ہو۔ موید اور چیز ہے قولہ اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علمِ محیط کی نفی کرتے ہیں۔ وہ ایجابِ جزئی پر محمول کرتے ہیں۔ اقول برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجابِ جزئی پر محمول کرتے ہیں اور باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں۔ قولہ اب بتوفیقہ تعالیٰ یہ احقر اولاً سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجابِ کلی بوجہ احدا لمحتملین ہونے کے قطعی الدلالہ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد[1] میں جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالہ پر موقوف ہے، اس سے کب استدلال صحیح ہوگا۔

اقول: کیا خوب! بنا فاسد علی الفاسد۔ حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجابِ کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلاً نہیں۔ اب آپ کی یہ سب تار و پود کنسج العنکبوت ٹوٹ گئی لہٰذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجابِ کلی پر حمل کریں یا ایجابِ جزئی پر مبحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے۔

قولہ: بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہوسکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو۔ مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلاویں گے، ملائکہ عرض کریں گے: انک لاتدری مااحدثوابعدک۔ اس میں جملہ لاتدری الخ مقید ہورہا ہے، سلب جزئی کو زمانہ ورود روایات محتملہ ایجابِ کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

اقول: تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے، جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوضِ کوثر کی طرف بلائیں گے

[1] یہ مقامِ عقائد ہے یا مبحث فضائل، تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ملائکہ یہ عرض کریں گے: انک الخ، تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر، واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دے دی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا۔ پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف ن مد خدا میں بھی مروی بینما انا نائم فاذا امرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم فقال هلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری۔ حضور فرماتے ہیں: اس اثنا میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اور ان کے درمیان سے نکل کر کہا کہاں؟ اس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز کہ انک لا تدری میں استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمة تمنها الآیہ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بایں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی میں کہوں گا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا۔ کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمالِ امت کا پیش ہونا ثابت ہے۔ صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے: عرضت علی امتی باعمالها حسنها وقبیحها۔ یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی، دوسری حدیث ابوداؤد و ترمذی میں ہے: عرضت علی اجور امتی حتی القذاة یخرجها الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ارذنبا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعظم من سورۃ القرآن و آیۃ اوتیھا الرجل ثم نسیھا۔ یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کیے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر کس طرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کس طرح سلب جزئی سمجھا کہیں اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے رہیں گے۔ بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل۔ یعنی حضور اقدس علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ میری امت روزِ قیامت غر محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ ان کے سر اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں، انہیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے۔ فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لے گا۔ عرض کیا بے شک پہچان لے گا۔ فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ ان کے پانچوں اعضاء وضو چمکتے جگمگاتے ہوں گے اور میں حوض پر ان کا پیشوا ہوں گا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قالوا کیف تعلم من لم یات بعد من امتک یارسول اللہ فقال ارء یت لو ان رجلا لہ خیل غر محجلۃ بین ظھری خیل دھم بھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی یارسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطھم علی الحوض۔ کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں ان مرتدین کے پنج اعضاء بھی چمکیں گے جس سے حضور کو ان کے مومن ہونے کا خیال ہو سکے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کس بنیاد پر،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو، معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے۔ کتنی ہی حدیثیں کے خلاف ہوں انہیں کسی کی پروا نہیں!

ایک حدیث اور سنتے چلئے--- حضور سید عالم علیہ الصلوۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائے گا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے بائیں بھی، ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہوں گی ان سب میں سے حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے۔ فرمایا کہ ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثارِ وضو سے چمکتے اور روشن ہوں گے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہوگا۔ (کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپ کے نزدیک حضور کو ان مرتدین کو پہچاننا ناممکن رہے گا۔ اب فرمایئے آپ کے سلب کا کیسا مزاج ہے؟) اور میں انہیں یوں پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور ان کی ذریت ان کے سامنے دوڑتی ہوگی۔ (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا ان کے داہنے ہی ہاتھوں میں ہوں گے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھایئے، اس میں کوئی رمق باقی تو نہیں رہی) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

انا اول من یؤذن له بالسجود یوم القیمة وانا اول من یؤذن له ان یرفع راسه فانظر الی ما بین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل یارسول الله کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک قال هم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلک غیرهم واعرفهم انهم یؤتون کتبهم بایمانهم واعرفهم تسعی بین ایدیهم ذریتهم۔ رواہ احمد۔ اب فرمایئے استفہام مقدر مانئے گا یا نہیں۔ اتنی حدیثیں آپ کے لیے کافی ہیں یا وہی کہے جایئے گا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجبوری تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا۔

بہر حال اب تو آپ کا سلب مسلوب ہوا۔ والحمدللہ فرمایئے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئے گا؟

قولہ دوسرا محتمل یعنی ایجابِ جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نقاۃ کا۔

اقول، یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نقاۃ کا مذہب ایجابِ جزئی ہے۔ خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے، وہ کیونکر نقاۃ میں شمار کیا گیا؟

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب
"تقویت الایمان" پر
حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا تبصرہ

http://t.me/Tehqiqat

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر چند اہم شبہات کے جوابات ملاحظہ فرمالیے، اس خصوص میں مکمل معلومات آپ کی تصنیف منیف "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" سے حاصل کریں۔ اب میں حضرت قدس سرہ کا وہ تبصرہ بجنسہ پیش کرتا ہوں، جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کی شرک ساز کتاب "تقویت الایمان" پر فرمایا ہے، اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتاب کس نوعیت کی ہے۔ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اس نے دردمندانِ اسلام کو بے چین کر دیا ہے، سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔

سینہ تھام تھام لیتے اور رو رو پڑتے ہیں، دشمنانِ دین کی جرأتیں اور بے باکیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں۔ انہیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے موید و حامی مل جاتے ہیں جو کفار کی خوشنودی کے لیے ایسے ایسے حرکات کر گزرتے ہیں جن کی جرأت یک بیک کفار کو ہرگز نہ ہو سکتی۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی، غیرتِ اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا، اعتبار بھی۔ رعب و ہیبت بھی، قوت و شوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے، کسی کو مجال تھی کہ شریعتِ طاہرہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بدزبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے، وہ شرعِ مطہر اور بزرگانِ دین و اکابرِ اسلام پر سخت ناپاک حملے کرنے اور افتراء و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہوگئے ہیں، مسلمانوں کی دل آزاری، اسلام کی توہین ان کا شیوہ و پیشہ ہوگیا ہے۔

یہ کیوں اور اس کا باعث کیا؟

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہوگئے جنہوں نے حرمتِ اسلام پر ہاتھ صاف کیے۔ بزرگانِ دین، اولیائے کرام بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ان کا شغل ہوگیا۔

مسلمانوں نے ان سے نفرت و بیزاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ ان کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس سے ان کی جرأتیں بھی بڑھیں اور وہ بزرگانِ اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ کر شائع کرنے لگے۔

اوّل اوّل تو کفار ان کی کتابوں کو بخوشی دیکھتے تھے مگر مسلمانوں سے چھپ کر پھر ان کی دلیری اور مسلمانوں کا اس سے متاثر نہ ہونا دیکھ کر ان میں بھی دلیری پیدا ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی ان پر اظہارِ افسوس بھی کر دیتے لیکن جب انہوں نے تجربہ کر لیا کہ مسلمان اس گالی گلوچ سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگانِ اسلام کے بدگویوں کے ساتھ ان کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انہیں یقین ہوگیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مرچکی۔ اب انہوں نے بھی زبان کھول دی، طوفان برپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف اور انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کے بدگویوں کے ساتھ مخالطت و مصاحبت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میل جول ترک نہ کریں، یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیت اسلام اور غیرتِ دین کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ بے دین گستاخ فرقوں سے مجتنب ہوں اور یکلخت علیحدگی کریں۔

وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرأت پیدا کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں، تمام عالم مشرک مباح الدم ہے اور بزرگانِ دین و مقبولینِ بارگاہِ رب العالمین کی توہین اُن کا دین و ایمان ہے۔ ردالمحتار ص ۳۱۹ میں ہے:

"کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔"

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے اہلسنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہر ویران کیے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی۔ ۱۲۳۳ھ میں فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب و غریب اصول بنائے۔ قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دیکر گمراہی میں گرفتار کرنا ان کا دستور ہے۔ جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے، اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانانِ عالم کو مشرک و کافر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرار دینے سے یہی تھا کہ ان پر جہاد جائز کیا جائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تہہ تیغ کرڈالنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آجائیں چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی، اگر اس نے گمراہی کے اصول بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کو سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک و مال کی طمع میں دین و ملت کو برباد کیا۔

ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیرزادے تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول و عرض میں کافی اثر تھا۔ بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادت مند معتقد تھے۔ اس سروسامان کو دیکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ان کو قبضہ مل سکے گا۔

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انہوں نے ذریعہ کامیابی سمجھا۔ اسی کی کتاب التوحید کا چربہ اتارا اور اسی کے مذہب کی ترویج کے درپے ہوگئے۔ اس مدعا کے لیے انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "تقویت الایمان" بہت زیادہ مشہور ہے اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی اور ہزارہا بندگانِ خدا اس کتاب سے گمراہ ہوگئے۔ مولوی اسمٰعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرماں روائی نصیب نہ ہوئی لیکن اس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگانِ دین و اکابرِ اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہوگئے جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایانِ اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس "تقویت الایمان" کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل صاحب کی بدولت معرکہ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا۔ ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن ان سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

علمائے اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے۔ تحریر و تقریر سے اس کے مفاسد کا اظہار فرمایا اور یہ ان کا فرض تھا لیکن نہ معلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے اور قلمی کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے زمانہ گزرنے سے وہ نایاب ہو گئے۔ بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے اور اب میسر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے "تقویت الایمان" کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ ناچار میں نے اس کے رد کا قصد کیا۔ اللہ سبحانہ اس کے اہتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے، نفس و شیطان کے شر سے بچائے۔ (آمین)

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے، میں اسی کے در پے رہوں گا اور بتوفیقہ تعالیٰ ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔ "واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔"

صاحب "تقویت الایمان" نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انہوں نے دو اصول لکھے ہیں اور ان پر بہت زور دیا ہے۔ ان کے لیے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں، اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہِ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لیے ضروری ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لیے خطرناک ہیں اور ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں اور دین کا محکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے:

(۱) یہ ہے کہ اسلافِ کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیے اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علمائے دین اور ائمہ مجتہدین کی پروانہ کرنی چاہیے، ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے، اس کے لیے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لیے ضروری ہیں، ایسے ہر بدمذہبی کے لیے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور معتقدین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اس وقت تک کوئی خود غرض گمراہ کنندہ اس کو اپنا طریقہ و مذہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا جب وہ اس کو اپنی کوئی بات بتائے گا وہ فوراً انکار کرے گا اور کہے گا جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں۔ یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے۔

جب اس سے اس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جب ہی وہ چمک اٹھے گا اور راضی نہ ہوگا اور اس کا یہ جواب بالکل مسکت ہوگا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقہ کے خلاف کسی بات کا سننا گوارہ نہ کرے گا اور گمراہ کنندہ ناکام نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ مضل دوسرے طریقہ سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ تمہارے دین اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے یا یہ جو نہیں کرتے ہو کرو۔ کہ قرآن و حدیث میں اس کا حکم ہے تو اس کا وہ یہ جواب دے گا کہ قرآن و حدیث پر تو میرا ایمان ہے لیکن یہ بات میں اپنے علماء سے دریافت کرلوں اگر وہ بتادیں گے کہ قرآن و حدیث میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کروں گا اور اگر انہوں نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں ایسا نہیں ہے تو ان کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے اور مان لینے کے لیے تیار نہیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ جواب سنتے ہی بے دین گمراہ کنندہ کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور مایوسی اس پر چھا جائے گی وہ جانتا ہے کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر جاہل کو بہکایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اس پر حقیقت حال ظاہر کر دے گا اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لیے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور ان کے ساتھ تعلق قطع کرائے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا، تمام گمراہ فرقے ان اصولوں پر کاربند ہونے کے لیے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض و خوارج نے یہ طریقہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو ان کے بزرگوں اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں کیں اور جن لوگوں کو انہوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کر لیا اور جن پر ان کا یہ جادو چل گیا انہیں کو وہ دین سے منحرف کر کے گمراہ کر لینے میں کامیاب ہوئے اور جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ ان کے مکائد سے امن میں رہے۔

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق خاص اسی کا مذہب ہے، رافضی، خارجی، وہابی، مرزائی وغیرہ کون اس کا دعویٰ نہیں کرتا ہر ایک اپنے مدعائے باطل کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علمائے اسلام ان کا ملمع کھول دیتے ہیں اور آیات و احادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جو دھوکا دیتے ہیں۔ علماء اس کو ظاہر کر دیتے ہیں اس لیے ہر گمراہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مسلمان اپنے علماء سے تعلق چھوڑیں تاکہ وہ انہیں بہکا سکے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے "تقویت الایمان" میں اپنے مدعا کو شروع کرنے سے پہلے انہیں دو اصولوں کو بیان کیا اور ان پر بہت زور دیا، ان کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

"اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں، کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو، جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں، سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔"

("تقویت الایمان" مطبوعہ مرکنٹائل، دہلی ص ۲)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق، بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے روکا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انہیں بھی چھوڑو اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں تو ان کو بھی ترک کرو۔ اگر علمائے دین اور ائمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو ان سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود خود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس سے بھی درگزر کرو اور "صم بکم" ہو کر اسمٰعیل کا کہا مان لو۔ متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے "تقویت الایمان" کے متبع ہو جاؤ۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد کیا مگر قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا۔

قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے:

اھدنا الصراط المستقیم○ صراط الذین انعمت علیھم۔ — ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا رستہ فرماتا ہے اور اس کی طرف ہدایت کی دُعا تلقین فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے خلاف پہلوں کی رسموں بزرگوں کے حالات علماء دین کی تدقیق۔ عقل کے ارشاد سب کے چھوڑنے کو کہتے اور قرآنِ پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ کہ پہلوں کی رسمیں، بزرگوں کے حالات، علماء کے ارشاد، عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہے۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔" جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں، قرآن پاک "صراط الذین انعمت علیھم" فرماتا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

پہلوں، بزرگوں، عالموں میں ائمہ، علماء، صلحاء اور غوث، قطب، تبع تابعین،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ، خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی آگئے۔

ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔ حضرت امام علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اپنی تفسیر "مدارک التنزیل" میں آیتِ مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

والاشعار بان الصراط المستقیم تفسیرہ صراط المسلمین لیکون ذلک شہادۃ لصراط المسلمین بالاستقامۃ علی ابلغ وجہ واکدہ۔

اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے اس لیے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو۔

امام محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں:

ھذا بدل من الاول ای الذین مننت علیھم بالھدایۃ والتوفیق وھم الانبیاء والمؤمنون الذین ذکرھم اللہ تعالٰی فی قولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔

یہ اول کا بدل ہے یعنی صراط مستقیم ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تُو نے ہدایت و توفیق دے کر احسان فرمایا اور وہ انبیاء اور مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا: "اولئک مع الذین الایہ" وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

(تفسیر لباب التاویل معروف بہ خازن جلد ا ص ۱۹)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراط مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی سورت میں تعلیم فرمائی۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے مخالف ہیں۔ وہ پہلوں کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسموں، بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کر دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا۔ (النساء، رکوع ۱۶)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں مومنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی، یہ وہی مومنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب "تقویت الایمان" میں پہلوں کی رسمیں، بزرگوں کے قصے، مولویوں کی باتیں بتا کر چھٹانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لیے جو اصول بناتے ہیں اس کتاب ہدایت میں پہلے ہی اس کا رد فرمادیا گیا۔ والحمدللہ اس مدعا پر صدہا آیات واحادیث پیش کی جا سکتی ہیں مگر نظر براختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔

اب مولوی اسمٰعیل صاحب کا دوسرا اصول بھی ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے۔ "تقویت الایمان" میں لکھتے ہیں:

"اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے، سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں، ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔" ("تقویت الایمان" مطبوعہ مرکنٹائل، ص ۴۳)

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے جو بے چارے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاف اردو کی عبارتوں کو سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں۔ آپ ان کو فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لیے بڑا علم چاہیے، غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے، اس کے لیے علم درکار نہیں، جہلاء کو جرأت دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ ہر جاہل اپنے آپ کو ائمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے مصروفِ جنگ نظر آ رہے ہیں، وہ اسی اصولِ ضلالت کا نتیجہ ہیں۔ ستم یہ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآنِ پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں، حاشا کہ یہ ناپاک مضمون قرآنِ پاک میں ہو۔ اس جرأت کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات نکالی اور اس کو قرآنِ پاک کی طرف نسبت کر دیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ

> "اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآنِ مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں، ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔" ("تقویت الایمان" ص ۳)

یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے، قرآنِ کریم پر بہتان ہے۔ اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرأت نہیں دلائی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں اس کے بعد جو آیت انہوں نے پیش کی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں، چنانچہ سورۃ بقرہ میں فرمایا ہے:

ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بھا الا الفسقون۔	اور بے شک اتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

ف: یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں (یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا کر کچھ آگے فرماتے ہیں)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کو سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔" ("تقویت الایمان" ص ۳)

قطع نظر اس کے کلام شانِ ادب سے دُور ہے، یہ دعویٰ کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے، یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے، بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے۔ آیات کا بینات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں:

"جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس آیت کا انکار کیا۔" ("تقویت الایمان" ص ۳)

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسمٰعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اس نے اس آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کے سمجھنے کے لیے علم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کافر، خارج از اسلام ہے۔ پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھئے جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے، اس کے بعد غور کیجئے کہ "تقویت الایمان" کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر، خارج از اسلام، منکر قرآن ہو گئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لیے عالم کو ضروری سمجھا۔ لکھتے ہیں:

پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم
ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلبِ اللہ و رسول
کون سکھلائے ہمیں سُنّت و قرآں دونوں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتویٰ گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک و یعلمھم الکتب والحکمہ و یزکیھم۔

اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے۔

اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا: "یزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ۔" اسی طرح سورۃ جمعہ میں فرمایا: "یعلمھم الکتب والحکمہ۔"

ان تمام آیات میں قرآنِ پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضور کی اس صفت کا ذکر ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآنِ پاک تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآنِ پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھتا اور اسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بے کار ہوتا اور قرآن پاک میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نہ قرار دیا جاتا۔ بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا:

وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔

یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم۔

اب تو ثابت ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لیے علماء کی ضرورت نہیں، قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے۔ اس مدعا پر بکثرت آیات پیش کی جا سکتی ہیں مگر بخیالِ اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔
تفصیل کے لیے "اطیب البیان رد تقویۃ الایمان" ملاحظہ کریں۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی اسمٰعیل صاحب "تقویت الایمان" پر ہمارا مسلک

"تقویت الایمان" کے کثیر کفریات اور حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بے شک کفر ہیں۔ "شفا شریف" جلد ۲ ص ۲۳۷ میں ہے:

"ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او کسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیئی علی طریق السب لہ او لازراھم علیہ او التصغیر لشانہ او النقص والعیب لہ فھو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب۔" لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لیے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا، اس کا تو اللہ کو علم ہے کہ اس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں، اگرچہ آج کل کے وہابیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و ترویج کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے رُوبرو بعض مسائل "تقویت الایمان" سے توبہ کی ہے۔ آپ نے بھی یہ بات کہیں سنی ہے یا محض افتراء ہے، اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہلِ بدعت کا ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اوّل، ص ۶۲)

لیکن جن علماء نے سنا کہ اس کی نسبت توبہ کی شہرت ہے، انہوں نے احتیاط کی اور مفتی کو ایسا ہی چاہیے جیسا کہ ائمہ دین نے یزید کی تکفیر و لعن سے احتیاط کی۔ علامہ علی قاری ضوء المعالی شرح بدر الامالی، ص ۵۱ میں فرماتے:

"لا یخفی ان الاستحلال امر قلبی غائب من ظاھر الحال ولو فرض

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجوده اولا يحتمل انه مات تائبا عنه اخرا فلا يجوز لعنه لا ظاهرا ولا باطنا۔" احتمالِ توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید کے حق میں لعن اختیار فرماتے ہیں۔ یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی لیکن اسمٰعیل کے بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شانِ انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیاں کیں اور توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار رد کے ان پر مصر رہے، توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے۔ ان کی تکفیر میں علماء عرب و عجم نے کوئی تامل نہ فرمایا اور نہ ایسی حالت میں شریعتِ طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کے نیت وحُسنِ عمل کی جزا عطا فرمائے اور اپنے بندوں کو کفر و ضلالت سے بچائے۔ (آمین)

وصلى الله تعالى على خير خلقه وسيد انبيائه محمد وآله واصحابه اجمعين۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(حصہ دوئم)

خلافت کمیٹی کی فتنہ سازیاں
اور
علماءِ اہلسنّت کی کارگزاریاں

http://t.me/Tehqiqat

حالاتِ حاضرہ

۱۹۲۰ء میں جبکہ خلافت کمیٹی کے پردے میں ہندو مسلم اتحاد کے نعرے زور و شور سے لگائے جا رہے تھے اور علماء اہلسنّت کو تحریک خلافت کا دشمن تصوّر کر کے ان کو سب و شتم، افتراء و بہتان اور قتل کی دھمکیوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس زمانہ میں سیّدی صدر الافاضل قدس سرہ نے عنوانِ بالا کے تحت ذیل کا مضمون تحریر فرما کر شائع کیا اگرچہ یہ مضمون خلافت کمیٹی کی فتنہ سامانیوں کی نقاب کشائی کرتا ہے لیکن نفسِ مضمون کی افادیت آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ بعونہ التوفیق۔ (المرتب)

سیاست اور مذہب

حالاتِ حاضرہ اور واقعاتِ موجودہ دو جہتیں ہیں۔ دنیا میں بہت سی چیزیں دو جہتیں رکھتی ہیں اور ان میں ہر ایک کی بحث ایک جداگانہ فن ہوتا ہے۔ بادشاہ کی شخصی اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذاتی حالت پر کلام کرنا اس کی صحت و تندرستی و طاقت شکل و شباہت عادات و خصائل وغیرہ کی بحثیں ایک چیز ہیں اور اس کی تدابیر ملک داری اور عقل سیاسی و طریق حکمرانی پر گفتگو کرنا، یہ ایک علیحدہ امر ہے۔ جس کو امرِ اوّل سے کوئی علاقہ نہیں۔ گویا دونوں ایک ہی شخص کے احوال ہیں مگر ہر بحث بجائے خود ایک مستقل اور علیحدہ امر ہے۔ ان دونوں کو ایک سمجھنا فرق و امتیاز کو اٹھا دینا سخت غلطی ہے۔

انسان کے جسمانی عوارض صحت و مرض اور ان کے اسباب و علامات پر سلسلہ سخن دراز کرنا ایک فن ہے لیکن اس کی اخروی سعادت و نجات اور رذائل و فضائل کو معرض بیان میں لانا دوسری چیز ہے۔ اس کی قوم، قبیلہ، نسب، خاندان کا ذکر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری شے ہے۔ اس کے طرزِ زندگی اور آپس کے تعلقات اور باہمی روابط و شرکت عمل سے بحث کرنا ان سب کے سوا ایک چوتھا کام ہے۔ غرضیکہ جب کسی چیز کے متعدد پہلو ہوں تو ہر پہلو پر مستقل کلام ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

سلطنتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ

حالات حاضرہ میں سلطنتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ کا معاملہ سب سے اہم ہے، جس نے تمام عالمِ اسلام کو بے چین کر دیا ہے اور اسلامی دنیا اضطراری یا اختیاری طور پر حرکت میں آ گئی ہے۔ جوش کے دریا میں تلاطم کی کیفیت نمایاں ہے اور نوعمر بچہ سے لے کر کبیر السن شیخ تک ہر شخص ایک ہی درد کا شاکی اور ایک ہی صدمہ کا فریادی نظر آتا ہے۔

سیاسیات کی بحثیں

سیاسیات کی بحثیں ہمارے کلام کا موضوع نہیں اور ہمارے رسالہ کے مقاصد سے خارج ہیں، لیکن یہ معاملہ صرف ایک سیاسی پہلو ہی نہیں رکھتا، اس کا مذہبی رُخ ہمارے مبحث سے خارج نہیں ہے اس لیے ہم اجمال و اختصار کے ساتھ اس کے مذہبی پہلو پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترکی کی تباہی

سلطنتِ اسلامیہ کی تباہی و بربادی اور مقاماتِ مقدسہ بلکہ مقبوضاتِ اسلام کا مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا ہر مسلمان کو اپنی اور اپنے خاندان کی تباہی و بربادی سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ شاق اور گراں ہے اور اس صدمہ کا جس قدر بھی درد ہو، کم ہے اور اس درد سے جس قدر بے چینی ہو، تھوڑی ہے۔ مسلمانوں کا اقتدار خاک میں ملتا ہے، ان کی سلطنت کے حصے بخرے کیے جاتے ہیں، ارضِ اسلام کا چپہ سے چپہ لڑ جاتا ہے، قیامت نما زلازل بلادِ اسلامیہ کو تہہ و بالا کر ڈالتے ہیں۔ مقاماتِ مقدسہ کی وہ خاکِ پاک جو اہلِ اسلام کی چشمِ عقیدت کے لیے طوطیا سے بڑھ کر ہے، کفار کے قدموں سے روندی جاتی ہے۔ حرمین محرمین اور بلادِ طاہرہ کی حرمت ظاہری طور پر خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ مسلمانوں کے دل کیوں پاش پاش نہ ہو جائیں، ان کی آنکھیں کیا وجہ ہے کہ خون کے دریا نہ بہائیں۔ سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت و حمایت، خادم الحرمین کی مدد و نصرت مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسلام نے تمام مسلمانوں کو تنِ واحد کے اعضاء کی طرح مربوط فرمایا ہے۔ ایک عضو کی تکلیف کا اثر دوسرے اعضاء پر پڑتا ہے اور اعضاء رئیسہ کے صدمہ سے تمام بدن متاثر ہو جاتا ہے۔

چو عضوی بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

عالمِ اسلام کے ہر متنفس کا صدمہ دوسرے مسلمان کو محسوس ہونا چاہیے، چہ جائیکہ سلطان المسلمین کا صدمہ خادم الحرمین کا درد۔

مسلمانوں کی جدوجہد

دوسرے ممالک میں کیا ہو رہا ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں لیکن ہندوستان میں مسلمان برابر جلسہ کر کے پُرزور تقریروں میں جوش کا اظہار کر رہے ہیں۔ سلطنتِ برطانیہ سے ترکی اقتدار کے برقرار رکھنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ ترکی مقبوضات

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس دینے کے مطالبے کیے جاتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں، وفد بھیجے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تدبیریں کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہیں، لیکن امید کے لمبے لمبے ہاتھ دل آزردہ مسلمانوں کی گردنوں میں حمائل ہو کر انہیں جابجا لیے پھرتے ہیں۔ خدا کامیاب کرے مسلمانوں نے ان مساعی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری سمجھا ہے کہ ہندوؤں کو اپنے ساتھ شریک کریں اور اپنا ہم آواز بنائیں تاکہ ان کی صدا میں زور آئے اور سلطنت ان کی درخواست کان لگا کر سنے۔

مذہب کا فتویٰ

اگرچہ یہ مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است

رفتن بہ پائمردی ہمسایہ در بہشت

لیکن مذہب کا فتویٰ اس کو ممنوع اور ناجائز نہیں قرار دیتا اور اس قدر جدوجہد جواز میں رہتی ہے۔

صورتِ حالات

لیکن صورتِ حالات کچھ اور ہے اور اگر اتنا ہی ہوتا کہ مسلمان مطالبہ کرتے اور ہندو ان کے ساتھ متفق ہو کر بجا ہے اور درست ہے پکارتے، مسلمان آگے ہوتے اور ہندو ان کے ساتھ ہو کر ان کی موافقت کرتے تو بیجا نہ تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو امام بنے ہوئے آگے آگے ہیں اور مسلمان آمین کہنے والے کی طرح ان کے ہر صدا کے ساتھ موافقت کر رہے ہیں۔ پہلے مہاتما گاندھی کا حکم ہوتا ہے، اس کے پیچھے مولوی عبدالباری کا فتویٰ، مقلد کی طرح سر نیاز خم کرتا چلا جاتا ہے۔ ہندو آگے بڑھتے ہیں اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے اپنا دین و مذہب ان پر نثار کرتے چلے جاتے ہیں۔

پہلے تو ہندوؤں نے سود کے پھندوں میں مسلمانوں کی دولتیں اور جاگیریں لے لیں، اب وہ مفلس ہو گئے اور کچھ پاس نہ رہا تو مقاماتِ مقدسہ اور سلطنتِ اسلامیہ کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمایت کی آڑ میں مذہب سے بھی بے دخل کرنا شروع کر دیا۔ نادان مسلمانوں نے جس طرح دریا دلی کے ساتھ جائیدادیں لٹائیں، آج اسی طرح فیاضی کے ساتھ مذہب فدا کر رہے ہیں۔ کہیں ہندوؤں کی خاطر سے قربانی اور گائے کا ذبیحہ ترک کرنے کی تجاویز پاس ہوتی ہیں، ان پر عمل کرنے کی صورتیں سوچی جاتی ہیں۔ اسلامی شعائر مٹانے کی کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ کہیں پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کفر کا شعار (ٹریڈ مارک) نمایاں کیا جاتا ہے، کہیں بتوں پر پھول اور ریوڑیاں چڑھا کر توحید کی دولت برباد کی جاتی ہے۔ معاذاللہ۔

کروڑ سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کی جائیں۔ مذہب کسی سلطنت کی طمع میں برباد نہیں کیا جا سکتا، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے بہت خوب فرمایا کہ لعنت ہے اس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔ ترکی سلطنت کی بقا کے لیے مسلمان کفر کرنے لگیں، شعائرِ اسلام کو میٹ دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسلام ہی کے صدقہ میں تو اس سلطنت کی حمایت کی جاتی ہے ورنہ ہم سے اور ترکوں سے واسطہ مطلب۔ جو کوشش کی جائے، اپنا دین محفوظ رکھ کر کی جائے، مگر ۔

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الہالکین

جب ہندو پیشوا ہوں اور مسلمان ان کی کورانہ تقلید پر کمر باندھیں پھر مذہب کا محفوظ رکھنا کیونکر ممکن ہے۔

مسلمانوں کی نادانی کمال کو پہنچ گئی۔ نصاریٰ کے ساتھ ہوئے تو اندھے ہو کر موافقت بلادِ اسلامیہ میں جا کر لڑے، مسلمانوں پر تلواریں چلائیں، ان کے ملک ان سے چھین کر کفار کو دلائے۔ اب اس خود کردہ کا علاج کرنے چلے اور مشت بعد از جنگ یاد آیا تو ہندوؤں کی غلامی میں دین برابر کرنے پر تل گئے۔

ہندو ناداں نہیں

ہندو ناداں نہیں، ان کی کوئی حرکت عبث اور بیکار نہیں۔ وہ ہر کام کے لیے کوئی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقصد رکھتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اسی مقصد کے محور پر گردش کرتا ہے۔ جب تم نے انہیں پیشوا بنایا تو وہ اپنے مقصد کو مقدم رکھیں گے یا آپ کے۔

ترکِ تعاون

انسان مدنی الطبع ہے۔ اس کے کام ایک دوسرے کی امداد اور شرکت عمل سے پورے ہوتے ہیں۔ جس طرح چرند پرند اپنے اپنے ضروریات میں اپنے ابنائے نوع سے مستغنی اور بے نیاز ہیں، اپنے پاؤں سے چلتے ہیں اور اپنی روزی خود تلاش کرتے ہیں، اس میں انہیں کسی ابنی نوع سے استمداد کی ضرورت نہیں، نہ کسی کی نوکری کرتے ہیں نہ کوئی کارخانہ کھولتے ہیں، اپنا آشیانہ خود بنا لیتے ہیں، اس طرح انسان اپنے آبنائے نوع کی شرکتِ عملی سے غنی اور بے پروا نہیں، اس کو اپنے خوردونوش کے لیے کاشتکار کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کھیتی کے کام انجام دے کر غلہ بہم پہنچاتا ہے، پھر پیسنے اور پکانے والے کی حاجت پڑتی ہے، گرمی سردی بارش سے محفوظ رہنے کے لیے بافندہ کی طرف دستِ احتیاج دراز کرنا پڑتا ہے۔ قطعِ مسافت کے لیے سواری مطلوب ہوتی ہے۔ ضروری سامان محفوظ رکھنے کے لیے ظروف اور الماریاں وغیرہ لازمی ہوتی ہیں، ان ضرورتوں کے لیے کارخانے کھولنے پڑتے ہیں۔ نوکری، مزدوری، طاعت، فرمانبرداری پر راضی ہونا پڑتا ہے۔ کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنے تمام ضروریات اپنے ہاتھ سے انجام دے سکے اور اس کو کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑے، اسی کو تعاون کہتے ہیں۔

ترکِ تعاون کا یہ مطلب ہے کہ اس نظام کو مختل کر کے تمدن خراب کیا جائے۔

حکومت کا تعلق ہمارے ساتھ تمدن میں اس قدر نہیں جتنا سیاست میں ہے۔

تمدن کو فاسد کرنے کا بڑا اثر ہم پر پڑے گا۔

اوّل بظالمان اثر ظلم می رسد
پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ می کند

برابر والے سے جنگ کرنے میں بھی پہلے اپنے آپ کو تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے، سامانِ حرب مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی تلاش اور حملہ کے موقع کی جستجو میں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرگردانی کرنا ہوتی ہے۔ تب کہیں اس کو تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے۔ اس پر بھی اپنا غلبہ یقینی نہیں۔ جب زبردست سے مقابلہ ہو تو اپنے آپ کو کس قدر مصیبت برداشت کرنا پڑے گی اور اس کا برداشت کرنا ہم پر اتنا ہی دشوار ہوگا جتنا ہم میں ضعف ہے اور ہمارے حملہ کا تحمل اور برداشت مقابل میں بقدر اپنی طاقت کے ہوگا، ہمیں تو پہلے حملہ کی تیاری ہی فنا کے دروازے تک پہنچادے گی اور اپنی انتہائی جدوجہد سے باہزار مشقت ہم نے جو حملہ کیا تو ہمارا کیا حال ہوگا کیا ہم اس کو برداشت کر سکیں گے، یہ تو اس صورت میں ہے کہ ہم ترکِ تعاون کی تمام منزلیں طے کر لیں لیکن جس قوت کے مقابلہ میں یہ اسلحہ تیز کیے جاتے ہیں، وہ ان کے تیز ہونے تک ہمارے ساتھ کیا کرے گی۔ خیر میں اس بحث میں نہیں پڑتا، نہیں چاہتا کہ ترکِ تعاون ممکن ہے یا نہیں اور اگر ہو بھی جائے تو اس کا ہم پر کیا اثر پڑے گا اور گورنمنٹ پر کیا۔

مسٹر گاندھی

میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ترکِ تعاون کا خیال مسٹر گاندھی کے دماغ میں مدتِ دراز سے مرکوز ہے۔ ان کے کارنامہ زندگی سے اس کے دلائل ملیں گے، لیکن وہ اپنے اس مقصد میں اپنی خواہش کے موافق کامیابی سے محروم رہے ہیں۔

سلطنتِ اسلامیہ کے معاملہ میں عیسائیوں کی زیادتیوں سے جو مسلمانوں کے جذبات کو صدمے پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو اُبھار کر اپنے اس خیال میں شریک کر لینے کا موقع سمجھا اور تھوڑی سی لفظی شرکت کر کے انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ مگر عجب دانائی کے ساتھ ان کو اپنے مقصد میں شریک کیا، اپنا ہمنوا اور موافق بھی بنایا اور انہیں کو رہینِ منت اور ممنونِ احسان بھی کیا۔ اب مسلمان ان کی اس عنایت کے صلہ میں کہیں گائے کی قربانی ترک کرتے ہیں، کہیں قشقے کھینچتے ہیں، کہیں بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ کس کس خرافات میں مبتلا ہیں۔

اس قدر عرض کر دینا اور بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں کی رضاجوئی کے لیے قربانی کا ترک حرام، شعارِ اسلام ہونے کی وجہ سے اس کا ترک ممنوع، اس کے علاوہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترکِ قربانی میں ایک سخت جُرم ہے جس کو اسلام گوارہ ہی نہیں کر سکتا، وہ یہ کہ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں، بتوں کی طرح گائے ان کا معبود ہے، اس کی قربانی انہیں راضی کرنے کے لیے چھوڑنا بت پرستی کی اعانت ہے۔ کیا اسلام اس کو روا رکھ سکتا ہے۔

مسٹر گاندھی کا طرزِ عمل

ایک طرف تو مسٹر گاندھی مسلمانوں سے یہ خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے مطالبات بالکل بجا ہیں اور تم حق بجانب ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں، دل آزردہ مسلمان ان الفاظ سے جوش میں آجاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ مسٹر گاندھی سلطنتِ اسلامیہ کے مقبوضات واپس دلا دیں گے------ دوسری طرف مسٹر گاندھی لہجہ بدل کر یہ فرما دیتے ہیں کہ دیکھو خبردار قانون کے حدود سے باہر قدم نہ رکھنا۔ امنِ عامہ میں خلل اندازی کرنے سے باز رہنا، میں تمہارے ساتھ نہیں جس سے وہ گورنمنٹ کو مسلمانوں کی شوریدہ سری اور قانون شکنی اور امنِ عامہ میں فساد انگیزی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو امنِ عامہ اور قانون کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا طرزِ عمل تو گورنمنٹ کی نگاہوں میں خراب کر دیا اور اپنے آپ ادھر بھی سرخرو رہے، ادھر بھی۔ کیا دانائی ہے۔

https://t.me/Tehqiqat

مسلمان کیا کریں؟

سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت اور مقاماتِ مقدسہ کی حمایت و حفاظت کے لیے مسلمان ہر ممکن تدبیر عمل میں لائیں لیکن اپنے دین مذہب کو محفوظ رکھیں، اپنے آپ کو ہندوؤں کے ہاتھوں میں نہ دے ڈالیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اپنی عقل و حواس کو معطل نہ کریں۔ اپنے ہوش و خرد کو کام میں لائیں۔ نہایت فرزانگی کے ساتھ اپنے نیک و بد اپنے انجام و مآل پر نظر ڈالیں۔

بے شک سلطانِ اسلام اور سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت فرض ہے لیکن یہاں کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ میں ڈالنا بھی جائز نہیں۔ ہندوستان میں وہ طرزِ عمل اختیار کرنے سے پرہیز لازم ہے جس سے آئندہ اسلام کی بے حرمتی کا اندیشہ ہوا اور یہاں کے مسلمان اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں بھی مجبور ہو جائیں۔ لاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ۔ حریفانِ وطن کی چالوں سے بھی مطمئن نہ رہنا چاہیے۔ اپنی باگ اپنے ہاتھ میں ہو اپنی تدبیریں اپنی رائے سے کی جائیں ایسی بے رائی کہ ہر بات میں گاندھی پر نظر ہے کچھ کام نہیں آسکتی۔ فرض کرو آج گاندھی تمہارے موافق ہیں اور تم ہر مشورے میں ان کی رائے کے محتاج ہو، کل اگر گاندھی کا رنگ بدل جائے تم کیا کرو گے، یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم میں کوئی ایک بھی مدبر نہیں، اگر ایسا ہے تو خاموش رہنا چاہیے۔

گورنمنٹ سے مقابلہ

یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور بیدار اور آئین ملک داری سے خوب واقف ہے اور تم انتہا درجہ کے کمزور، کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے، وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت اندیشی سے دُور ہے۔

کیا جہاد فرض ہے؟

یہ کون کہتا ہے کہ جہاد فرض نہیں، آج موقع ہو تو ترکی کا ملک بزورِ تلوار واپس لیا جائے اور مقاماتِ مقدسہ کو اپنی جانیں نثار کر کے محفوظ کیا جائے۔ اللہ اکبر کے نعرے لگا کر اٹھ کھڑے ہوں اور دشمنوں کی صفیں اُلٹ دیں، لیکن اپنی طاقت کا دیکھنا بھی تو شرط ہے۔ ہم نے ہتھیار تو خواب میں بھی نہیں دیکھے۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ بندوق کدھر سے چلائی جاتی ہے۔ اپنے اتفاق و اتحاد کا یہ حال کہ دو شخص ایک خیال پر ہی نہیں۔ آج بھی جب مقرر پُر زور تقریریں کر کے مجمع کو ہلا دیتے ہیں اور سلطنتِ اسلامیہ کے درد و غم سے آہ و بکا کا ایک شور برپا ہو جاتا ہے، مگر وہ تقریریں کتنوں کے حلق سے نیچے اترتی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور کتنوں کے دل واقعی رنجیدہ ہوتے ہیں، اس کا ثبوت شادی کے ان جلوسوں سے ملتا ہے جو تاشے باجے کے ساتھ آئے دن بازاروں میں نکالتے رہتے ہیں اور جشن و طرب کی محفلیں، رقص و سرود کی مجلسیں ترتیب دی جاتی ہیں، تھیٹروں کے پنڈال مسلمانوں سے لبریز نظر آتے ہیں، کیا انہیں کے قلوب میں سلطنتِ اسلامیہ کا درد ہے۔ کیا یہی بے چین اور مضطرب ہیں۔ ایسی حالت میں بجز اس کے کہ ہم اپنی ہستی کو فنا کر دیں، اور کیا کر سکتے ہیں۔

ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کو کفار نے مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا، کعبہ مقدسہ میں بت رکھتے تھے۔ اللہ کا حبیب جس کے اشاروں پر چاند سورج پھرتے تھے، اشجار و نباتات مطیع فرماں تھے، ملائکہ کے لشکر امداد کے لیے حاضرِ خدمت رہتے تھے، ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کو آباد کرتا ہے، اس وقت جہاد کا حکم نہیں دیا جاتا، تلوار نہیں اٹھائی جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے لیے اپنی قوتِ ظاہری کا دیکھنا بھی شرائط میں سے ہے۔ طاقت نہ ہو تو ایسا خیال غلط و باطل اور اپنی ہستی کو بیکار ضائع کرنا ہے۔

یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں، نہ اس سے سلطنتِ اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مولانا فاخر قید میں

حضرت مولانا مولوی سید محمد فاخر صاحب بے خود اجملی الہ آبادی جیل میں گئے اور ان کو ایک سال قیدِ بامشقت کی سزا ہوئی۔ یہ سچ ہے کہ انہوں نے اپنے اجداد کرام کی استقامت و استقلال کا نمونہ دکھا دیا اور وہ نہایت بہادری اور دلیری کے ساتھ مردانہ مصائب برداشت کرنے کے لیے شاد شاد جیل پہنچے۔ ان کے جذبات سچے تھے اور انہوں نے امتحان میں اپنی صداقت کا ثبوت دیا۔ جس وقت مولانا موصوف کا خیال آتا ہے، بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ جو شخص سیکنڈ کلاس کے سفر کا عادی تھا، جس کے لیے مسلمان آنکھیں بچھاتے تھے، جس نے نہایت آرام و راحت کے ساتھ زندگی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسر کی، آہ آج وہ جیل میں قید کی مشقت کس طرح برداشت کرتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کو رہا فرمائے، مسلمانوں نے ان کے پسماندوں کے لیے کیا کیا۔ کم از کم دو سو روپیہ ماہانہ ان کی ضروریات کے لیے درکار ہیں اور سنا گیا کہ مولانا مقروض بھی ہیں، ادائے قرض کی فکروں میں رہتے تھے، اب کیا کر سکتے ہیں۔ قرض کا بار دم بدم بڑھتا ہی جائے گا۔ مسلمانوں نے اس کا انتظام کیا کیا ہے۔ اگر قوم اس وقت مولانا کی ضروریات اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ ہمدردی کرے اور ان کے اخلاص و ایثار کی قدر کرے تو یہ اس کی سعادت ہے، مولانا عالم ہیں، سیّد ہیں، اولیاء کرام کی اولاد ہیں، دائرہ شریف کے سجادہ نشین ہیں، ہر طرح خدمت و عظمت کے مستحق ہیں، لیکن مجھے علم نہیں کہ اب تک ان باتوں کا کیا انتظام ہوا ہے۔ جہاں مسلمان ہزارہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں، امید ہے مولانا کے لیے دریغ نہ کریں گے اور اپنی قدر دانی اور دریا دلی کا ثبوت دیں گے۔ اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا سیّد محمد فاخر صاحب نے اپنے جذبات کی صداقت ثابت کردی لیکن میں ان کے اس طرزِ عمل سے متفق نہیں۔ ایک عالم کے جیل میں جانے سے مسلمان اس کے علوم سے محروم ہوگئے، اس کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوا۔ کیا ترکی کو کوئی قوت بہم پہنچ گئی۔ آئین کے اندر رہ کر کوشش کرتے، اس سے بھی گئے۔

ترکوں کی اعانت کا طریقہ

ہر مرض کے علاج کے لیے اس کے اسباب کی تلاش از بس ضروری ہے۔ ترکی کو یہ روزِ بد کیوں دیکھنا پڑا۔ مقدر ایسا ہی تھا مگر عالمِ اسباب میں اس کے لیے اسباب ہیں۔ سب سے بڑا سبب جو اصل ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو کہیں کسی معاملہ میں کوئی ناکامی ہو، اس سب کی علت ہے، وہ احکامِ اسلام سے علیحدگی ہے۔ مسلمان جب پکے مسلمان ہوں اور ہر امر میں فرمانِ اسلام کے سامنے سرِ نیاز خم کریں تو "انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب و بامراد ہی رہیں گے، یہ بحث بہت تفصیل چاہتی ہے، لہٰذا اس کو انہیں الفاظ میں مختصر طور پر سمجھیے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترکی میں مسلمانوں کی خانہ جنگیاں انہیں کمزور کرتی چلی گئیں، اگر طاقت کافی ہوتی تو دشمن انہیں کیا مغلوب کر سکتے۔

ترکوں کے بدخواہ ان کے اپنے حلقوں میں پیدا ہو گئے جنہوں نے دشمنوں سے موافقت کی اور ترکوں نے ان پر اعتبار کیا۔

طوائف الملوکی اور ہر شخص کا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی سلطنت علیحدہ قائم کرنے کی طمع رکھنا یہ اسباب تھے جنہوں نے برباد کر دیا۔ اگر ترکی سلطنت کی اعانت کرنا ہے تو واقعی اعانت جب ہی ہو سکتی ہے، جبکہ یہ اسباب رفع کیے جائیں۔ کیا اس مقصد کے لیے مسلمانوں کا کوئی وفد قسطنطنیہ پہنچا جو ترکوں میں اسلامی ہمدردی پیدا کرنے اور غداری سے تائب ہونے کی کوشش کرتا اور اسلامی اتحاد کا جوش پیدا کر کے انہیں سلطنتِ اسلامیہ کی حمایت میں کھڑا کر دیتا اور ملت فروشوں کی اصلاح کرتا اور آئندہ ملت فروشی کو عام نگاہوں میں ذلیل بنا کر اس زہریلی وبا کے اثر سے وہاں کے باشندوں کو بچانے کی تدابیر کرتا اور مسلمانانِ دنیا کے جذبات کی ترجمانی کر کے ان میں نئی سرگرمی پیدا کرتا جس سے خود بخود سلطنت کے مردہ قالب میں جان آجاتی اور دشمن ان کی قوت سے مرعوب ہو کر دستِ تعدی دراز کرنے میں جری نہ رہ سکتے۔

کیا عربوں کو ترکوں کے ساتھ موافق کرنے کے لیے کوئی جماعت گئی جو وقت کی نزاکت اور عام تباہی اور آنے والے خطرات سے آگاہ کرے۔ انہیں ترکوں کی مدد پر آمادہ کرتی۔ کیا عربوں کی باہمی کشاکش اور جنگجوئی کو روکنے کے لیے کوئی تدبیر عمل میں لائی گئی۔ اگر دو مسلمان لڑیں، تیسرا ان میں صلح کرا دے۔ کبھی اس کے لیے کوئی فکر کی گئی یا صرف شریف مکہ کو کوسنے اور برا کہنے سے ہمارے مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ سلطنتِ اسلامیہ کی حمایت و اعانت کی یہ تدبیریں ہیں یا یہ کہ فقط سودیشی پر زور دیا کیجیے، بالخصوص ایسی حالت میں کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں کوئی تجارت بھی نہیں۔ مجھے اس وقت یہ غور کرنا ہے کہ بلحاظ ان افعال کے ترکوں کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے، امید ہے کہ اہلِ الرائے اپنے دماغوں کو دوسروں کی عقل سے زائل کرنے والے جوش سے خالی کر کے اس پر غور فرماویں گے۔ یہ جو کچھ کیا گیا نظر بااسباب ظاہر تھا، لوالا میر بید اللہ!!

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقتہ الامر

حقیقتہ الامر یہ ہے کہ مشیت الٰہیہ کے سامنے تمام تدابیر ہیچ ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ "وتعز من تشاء وتذل من تشاء" جس کو وہ ذلیل و خوار کرے تمام عالم ایک شمہ اس کی ذلت سے کم نہیں کر سکتا، جس کو وہ غلبہ دے کوئی اس کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا۔ "ان الحکم الا للہ" سلطنتِ ترکی کمزور اور عاجز ہو سکتی ہے، بادشاہ اسلام کا اقتدار فنا ہو سکتا ہے، برین و بحرین کے مالک کو ہائی کنٹرول لکھنے ملنے والوں کی وساطت سے درخواستیں کرنا پڑتی ہیں، وہ اپنے حدودِ ملک میں اپنی رعایا تک نامہ و پیام پہنچانے کے لیے عیسائی افسروں سے التجا کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں، جمعہ کی نماز کے لیے بادشاہ کے ساتھ مسلح فوج کا جلوس نکالنے کی غرض سے ترکی فرمانروا کے وزراء کو ہائی کمشنروں کی خدمت میں عرضی دینے کی نوبت آ سکتی ہے، ان کے شاہانہ جبروت و اقتدار کا اس طرح خاتمہ ہو سکتا ہے مگر فرمانِ الٰہی کے نفاذ کو کوئی طاقت انہیں روک سکتی۔ پریذیڈنٹ ولسن کے اصول کالعدم ہو سکتے ہیں، لیکن آسمانی عدالت کے فیصلوں اور احکم الحاکمین کے احکام میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا۔ تمام قوتیں اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وہ نمرود کے غرور کو پشہ سے پامال کرا دیتا ہے، فرعون کی خودبینی کو دریائے نیل میں غرق کر کے ذلیل کرتا ہے۔ مسلمان اعمالِ بد سے توبہ کریں اور سچی توبہ استغفار پڑھیں۔ خلوتوں میں، تنہائیوں میں عجز و نیاز کے ساتھ الحاح و زاری کے ساتھ، خلوصِ صادق سے پروردگارِ عالم کے حضور میں اپنی مصیبتیں عرض کریں۔ ترکی سپاہ بے سلاح کی جا سکتی ہے، ان کے ہتھیار چھینے جا سکتے ہیں مگر دردمند کی آہ کا تیر نہیں چھینا جا سکتا، مستجاب دعاؤں سے مقابلہ ناممکن ہے۔ عالم میں انقلاب ڈالنے والا اور جہان کے بلند و پست کو زیر و زبر کرنے والا عاجز کو غالب اور غالب کو مغلوب کرنے پر قادر ہے۔ جو چھوٹے پرندوں، بے حقیقت چڑیوں سے اصحابِ فیل کو تباہ کرا کے بیت اللہ کی حفاظت فرماتا ہے، اس کی بارگاہ میں عرض کرو۔ تمہارے وفد ناکام ہو سکتے ہیں، ڈیپوٹیشن بیکار پھر سکتے ہیں، مسٹر گاندھی کی تدبیریں ضائع

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جا سکتی ہیں لیکن دردمند کی آہیں، مصیبت زدوں کی سحر خواستہ دعائیں اس کے کرم سے رد نہیں ہو سکتیں۔ مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کا واسطہ دے کر آنسو بہاتے ہوئے دُعا تو کرو: "ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔" پھر دیکھو کیسی آسمانی مدد آتی ہے، کیسی نصرت ہوتی ہے، کیسی فتحِ مبین عطا فرماتا ہے، کس طرح ظالم تباہ و برباد کیے جاتے ہیں۔

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید۔ (السواد الاعظم ماہ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ)

میں عالم کا بادشاہ ہوں

میں عالم کا بادشاہ ہوں، جہاں کا فرماں روا ہوں، بر و بحر میں میرا حکم نافذ ہے، مشارق و مغارب میں میرا سکہ رائج ہے، معمورہ دنیا میرے زیر نگیں ہے، تری و خشکی کا چپہ چپہ میری قلم رو ہے، دشت و جبل میں میرے پھریرے لہراتے ہیں، ہشت اقلیم میں میرے علم بلند ہیں۔ دنیا میرے دبدبہ سے کانپتی ہے، جہاں میری سطوت سے تھراتا ہے۔ میرے رُعب و جلالت کے حضور عالم سرا فگندہ ہے، ہر متنفس میرا بندۂ فرمان ہے، ہر متکبر میرے آگے سر بہ گریبان ہے، قیاصرہ و اکاسرہ میرے آستانہ بوس ہیں، ہیبت و اقتدار والے بادشاہ عظمت و جلال والے سلاطین میرے نقشِ قدم پر جبیں سا ہیں۔ دنیا کو زیر و زبر کر دینے والے ملوک میرے حلقہ بگوش ہیں، میری آستانہ بوسی سلاطین کی عزت ہے، خواتین کی آبرو ہے، میں بچپن سے دشمنوں میں پلا بڑھا ہوں، اعداء کے جھگڑوں میں رہا ہوں، ہمیشہ مفسدوں کی جماعتیں میرے مقابلہ کے لیے اٹھیں اور ناکام ہوئیں۔ شریروں نے سر اٹھائے اور پامال ہوئے۔ بدسگالوں نے مکر و کید کی چالیں چلیں اور برباد ہوئیں، مخالفت کی ہواؤں میں، میں نے نشو و نما پائی، بارہا مصیبت کی آندھیاں آئیں اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں، آفتوں کے طوفان اُمڈے اور میرا کچھ نہ کر سکے۔ بلاؤں کے تلاطم برپا ہوئے اور مجھے شمہ بھر نہ ہٹا سکے، زمانہ ہمیشہ برسرِ جنگ رہا اور مغلوب ہوا۔ دنیا مدۃ العمر مصروفِ کید رہی اور خائب و خاسر ہوئی، حوادث کے لشکر آئے، مصائب کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فوجیں ٹوٹیں ! سب کو ہزیمت ہوئی، میرا ستارۂ اقبال روز بروز بلند ہوتا گیا۔ میری سلطنت و حکومت کے حدود دم بدم وسیع ہوتے رہے ۔

نہ مٹا پر نہ مٹا دبدبہ میرا لیکن ۔
مٹ گئے آپ ہی سب میرے مٹانے والے

ہرچند کہ میرے دشمن ناکام ہوئے، لیکن عداوت کے سمندر میں طغیانی کی موجیں اٹھتی رہیں، میرے مقابلہ کے لیے متحارب قوتیں متحد ہوئیں، مختلف قبائل مجتمع ہوئے ملک کے ملک کالی اور ڈراؤنی گھٹاؤں کی طرح امنڈ امنڈ کر آئے۔

دنیا کے نامور بہادروں نے مجھے ضرر پہنچانے بلکہ مٹا ڈالنے کی قسمیں کھائیں۔ بے شمار لوگوں نے اپنے جان و مال آبرو میری ایذا رسانی کی فکروں میں ضائع کیے، سلطنتیں مجھے نقصان پہنچانے کی تدبیروں میں مدتوں سرگرداں رہیں، دوست نما دشمنوں نے میری جماعت میں شامل ہوکر اخلاص و عقیدت کے پردہ میں قرنوں مکارانہ چالیں چلیں، مگر کسی کی پیش نہ گئی۔ کوئی میرے بڑھتے قدم کو روکنے میں کامیاب نہ ہوا۔ یہ تام روئیں قلعے اور آہنی دیواریں میرے جنبشِ قدم سے تودہ ہائے خاک کی طرح منتشر ہوگئیں اور ان کا ذرہ ذرہ آوارہ ہوگیا اور میرے اشاروں سے تمام طلسم ٹوٹ کر رہ گئے۔ میرے دشمن سربخاک ہوئے اور ان کی عناد کی کوہ سامان عمارتیں طرفۃ العین میں نابود ہوگئیں، میں ہی ہوں جس نے دنیا کو تہذیب کا سبق دیا، اخلاقِ حمیدہ اور عاداتِ پسندیدہ سکھائے، انسان کو آدمی بنایا، علم سے جہاں کو معمور کیا، شائستگی اور ادب کو رواج دیا، راست بازی اور نیکوکاری کی بنیادیں رکھیں۔

خدا شناسی کی راہیں واضح کیں، معارف و حکم کے درس دیئے، طہارت کے آئین بنائے، عبادت و ریاضت کے طریقے بتائے، علومِ یقینیہ سے خلق کو مالا مال کیا، جہالت و ضلالت کی فوجوں کو شکست دی۔ اسیرانِ ہوا کو وساوس و اوہام کے پنجوں سے رہا کیا، مردم خواری، دل آزاری کی عادتیں چھڑائیں، ظلم اور ناانصافی کو بیخ برکندہ کیا۔ الغرض انسان کو رذائل و قبائح کے ناپاک دلدل سے نکال کر پاک کیا اور فضائل و محاسن کے لباس ہائے فاخرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ میں نے توحید کے علم بلند کیے، کفرو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرک کے عروج کو پامال کیا، بت کدوں سے بتوں کو نکالا، بت خانوں کو مسجد بنایا، جہاں
رسوم شرک ادا کی جاتی تھیں، وہاں توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں، جھوٹے
معبودوں کی جھوٹی خدائی باطل ہوئی۔ میں نے آتش خانوں کی صدہا سالہ آگ سرد کر
دی، مخلوق پرستی سے مخلوق کو بچایا، یہود و نصاریٰ، ہنود و مجوس، گبر و ترسا کی پیشانیاں
خداوندِ عالم کی بارگاہ میں سجدہ کے لیے جھکائیں، میں چھٹی صدی عیسوی میں مکہ مکرمہ
کے مقام پر پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نام اسلام رکھا۔ میں نے کونین کے تاجدار،
دارین کے سردار حضور سید انبیاء محبوبِ کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوشِ
اقدس میں تربیت پائی۔ سرورِ عالم کی گود میرا گہوارہ تھی۔ رحمتِ عالم نے میرے لیے
کیا کیا تکلیفیں گوارا فرمائیں، صحابہ نے مجھ پر جانیں تصدق کیں، احد اور تبوک میں
حضور کے جانثاروں نے میرے لیے سر قلم کیے، بیر معونہ میں ستر حافظِ قرآن صحابی مجھ پر
فدا ہو گئے، سارے جانبازوں کی کہاں تک شمار کراؤں، ہزارہا مقبولانِ بارگاہ ہر زمانہ میں مجھ
پر نثار ہوتے رہے، یہاں تک کہ فاطمہ کے لختِ جگر، علی مرتضیٰ کے نورِ نظر، سلطانِ دارین کے
فرزند کربلا کے جلتے دشت میں تین دن بھوکے پیاسے رہ کر اپنے نونہالوں کو مجھ پر قربان کر
گئے اور خود بھی مجھ پر قربان ہو گئے اور خود بھی مجھ پر تصدق ہو گئے۔ ان کی بیبیاں میری
وجہ سے بیوہ ہوئیں۔ ان کے بچے میرے لیے یتیم ہوئے۔ انہوں نے میری وجہ سے
کربلا کی زمین کو اپنے خونوں سے لالہ زار بنایا۔ مصطفیٰ کے لاڈلے امام حسین (رضی اللہ
عنہ) مجھی پر جان دیتے رہے، میری ہی وجہ سے ذبح کیے گئے۔ میرے ہی پیچھے ان کا تنِ
نازنین (آہ) جو سید انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا بوسہ گاہ تھا گھوڑوں کے سموں سے روندا
گیا۔ تنِ والا اقدس ریزہ ریزہ ہو گئیں، نرگسِ نیم خواب نے خاک پر بستر کیا، گلاب کی پتیاں
خاک میں مل گئیں، سروِ چمن پیوندِ زمین ہو گیا، مرحبا رکے تیز نیزے پر شمشیر کے [illegible] گیا ہے
[illegible]
[illegible] کیسی کیسی حسین جانوں کی میرے لیے قربانیاں ہوئیں، کیسے کیسے قیمتی خون میرے
لیے دریا کی طرح بہائے گئے، جنید و شبلی میرے ہی پروانے تھے، معروف کرخی و سری
سقطی مجھی پر بٹنے والے تھے، امامِ اعظم میرے ہی غلام ہیں، مالک و شافعی میرے ہی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدام ہیں، بلادِ اسلامیہ کے کتب خانے میرے ہی احکام سے لبریز ہیں۔ قرآنِ پاک کے اوراق میں میرے ہی حسن و جمال کی توصیف ہے۔ ممالک و بلدان، اقطار اکناف سے وطن مالوف چھوڑ کر لاکھوں عاشق میرے ہی لیے بحر و بر کے سفر کر کے احرام پوش جان فروش بن کر ہر سال میرے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں۔ دشت و جبل میں میرے فداکار میری دعوت پر لبیک پکارتے ہیں، روزانہ پانچ وقت میرے حکم سے روئے زمین کے ہر طبقے اور خطے میں کروڑوں فرزندوں کے سر خاک پر رکھے جاتے ہیں۔ ہر سال عید الاضحیٰ کے زمانے میں کفار کے معبود مجھ پر قربان کیے جاتے ہیں، میرا بول بالا ہے اور میرا حکم اعلیٰ گو کہ ہر زمانے میں دشمن میری عداوت کے لیے کھڑے رہے اور کیادوں نے اپنی چالوں میں فرو گذاشت نہیں کی لیکن دورِ حاضر کے دوست نما دشمن چالوں سے بڑھ گئے۔ یہ میرا نام لے کر میری حمایت کے پردے میں میری بیخ کنی چاہتے ہیں، میری عمدگی آڑ میں میری ہستی مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے ہوا خواہ بن کر میرے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں اور ان کی مردہ حسرتوں میں جان ڈالنے کے لیے مسیح الملک بن جاتے ہیں، گائے کی قربانی جو میرا شعار ہے، ہنود کا معبود ہونے کی جہت سے چھوڑنے کے درپے ہوتے ہیں، ان کی خوشنودی کے لیے مجھے ناخوش کرتے ہیں، رضاکارانِ اسلام نام رکھ کر رام لیلا کے انتظام کرتے ہیں اور جلوس کی ترویج میں کفار کی معاونت اور میری مخالفت کرتے ہیں، ٹیکے لگاتے ہیں، قشقے کھینچتے ہیں، عام جلسے کر کے میرے حلقہ بگوشوں کو میرے شعار ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، کفار کو پیشوا بناتے ہیں، بت پرستوں کو رہنما ٹھہراتے ہیں، انبیاء علیہم الصلوۃ سے منحرف ہوتے اور دشمنانِ اسلام کو نبی اعتقاد کرتے ہیں۔ مولوی اسحاق علی ظفر الملک نے رفاہِ عام لکھنؤ کے جلسہ عام میں کہا:

"اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے باالفاظ دیگر یہ کہ مسٹر گاندھی بالقوۃ نبی ہے اگر بالفعل نہ سہی۔"

(دبدبہ سکندری یکم نومبر ۱۹۲۰ء)

مجھے ان سے جو صدمے پہنچے ہیں، وہ بہت سخت ہیں، میں پروردگارِ عالم کے حضور میں ان کی شکایت کروں گا، سید انبیاء علیہ التحیتہ والثناء کے روضہ طاہرہ پر فریاد لے کر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاؤں گا، اور عرض کروں گا۔

اے بسرا پردۂ طیبہ بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

کفر کا زور ہے، اسلام دبا جاتا ہے:

ع المدد اے شہ دیں کفر مٹانے والے

لیکن یہ یاد رکھیں کہ قرونِ سابقہ میں میرے لاکھوں بدخواہ اور مٹا ڈالنے والے خود مٹ گئے۔ یہ بھی بے نام و نشان ہو جائیں گے اور میری سطوت و صولت نہ گھٹا سکیں گے، اگرچہ ان کا ضرر پچھلوں سے بڑھ کر ہے، مگر یہ کب تک اور ان کا ضرر کب تک۔ آخر میرے حلقہ بگوش غالب ہوں گے۔ یہ ناکام اور میرا ہی بول بالا ہوگا، سید انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرما چکے ہیں: "لا یزال طائفہ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خالفھم والحق یعلوا ولا یعلی۔"

(السواد الاعظم، ماہ صفر ۱۳۳۹ھ)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہندوؤں اور غیر مسلموں سے ہر قسم کی دوستی و تعاون حرام ہے

۱۹۲۱ء میں جبکہ خلافت کمیٹی کے کارپردازوں نے نان کوآپریشن یعنی ترکِ تعاون کی تحریک اٹھائی تھی، مگر ہندوؤں اور غیر مسلموں سے ہر قسم کی دوستی و تعاون میں برابر بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے، اس وقت سیدی صدر الافاضل قدس سرہ نے ایک جامع اور بسیط مقالہ تحریر فرما کر ملک کے گوشہ گوشہ میں شائع کرایا تھا۔ اس مقالہ کو موالات کے عنوان سے موسوم فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ اس وقت مسلمانانِ ملک کے لیے بروقت رہنمائی تھی، مگر نفسِ مضمون کی جامعیت اور اس کی افادیت آج بھی اسی طرح قائم و باقی ہے، عامہ اہلسنت کے علاوہ علماء اہلسنت کے لیے ایک نصیحت آموز درس ہے، بنظر غائر مطالعہ کریں اور صاحبِ تحریر قدس سرہ کو دعاؤں اور ایصالِ ثواب سے یاد کریں۔ (المرتب)

موالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید انبیائہ ورسلہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موالات اور ولاء اور تولی سب کا مادہ "وَلْیٌ" ہے جو لغت میں قُرب و اتصال کے معنی میں آتا ہے، چونکہ یار و مددگار دوست محرمِ اسرار اور رفیق مختار کار کو بھی قُرب و اتصال حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس کو بھی ولی کہتے ہیں اور کسی کو ایسا دوست بنانا موالات کہلاتا ہے کہ اس کو ناصر و مددگار یا مصاحب و واقفِ اسرار یا اپنے اُمور میں متصرف و مختار بنایا جائے، قرآنِ پاک میں یہ لفظ ان معانی میں وارد ہے۔ موالات کا مفہوم بتانے کے لیے دوستی جامع اور اچھا لفظ ہے۔

موالات بہ کفار

کفار کے ساتھ دوستی و موالات کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ کافر میں دو حیثیتیں ہیں:

(۱) مذہبی۔ (۲) شخصی۔

مذہبی حیثیت

مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط و اتحاد، دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں اور بالفرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل و رغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباء ھم وابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ (سورۃ مجادلہ: ع ۳)	تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں، اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں، ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المعنی انہ لا یجتمع الایمان مع ولایۃ اعداء اللہ وذالک لان من احب احدا امتنع ان یحب مع ذلک عدوہ۔ (تفسیر کبیر، جلد ۸، ص ۱۷۰)

معنی یہ ہیں کہ ایمان دشمنانِ خدا کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور یہ اس لیے کہ جو کسی کو محبوب رکھتا ہے، ممکن نہیں ہو سکتا کہ باوجود اس کے اپنے محبوب کے دشمن سے بھی محبت کر سکے۔

(۲) ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء۔ (سورۃ المائدہ، ع ۱۱)

اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو کفار کو دوست نہ بناتے۔

تفسیر مدارک میں ہے:

یعنی ان موالات المشرکین تدل علی نفاقھم۔ (تفسیر مدارک، ج ۱، ص ۲۸۵)

یعنی مشرکین سے ان کا دوستی کرنا اس پر دلیل ہے کہ وہ منافق ہیں۔

(۳) یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ (سورۃ المائدہ، رکوع ۸)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی انہیں دوست بنائے وہ انہی میں سے ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

ای من یتخذھم اولیاء فانہ منھم بای من جملتھم وحکمہ حکمھم ومعھم فی النار وھذا اذا تولیھم لدینھم (تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۱۵۷)

جو ان کو دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے یعنی ان کے دین پر ہے اور ان کے ساتھ ہے دوزخ میں اور یہ اسی صورت میں ہے جبکہ انہیں ان کے دین کی وجہ سے دوست بنایا ہو۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام فخر الدین رازی انکم اذا مثلھم کے تحت فرماتے ہیں:

قال اہل العلم ہذا یدل علی من رضی بالکفر فہو کافر۔ (تفسیر کبیر، جلد ۳، ص ۴۸۹)

اہلِ علم نے فرمایا کہ یہ اس پر دلالت کرتا ہے جو کفر کے ساتھ راضی ہوا، وہ کافر ہے۔

مفتی ابو السعود نے آیہ کریمہ "ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا" کی تفسیر میں فرمایا:

اتریدون بذلک ان تجعلوا للہ علیکم حجۃ بینہ علی انکم منافقون فان موالاتھم اوضح ادلۃ النفاق۔ (تفسیر ابو السعود، ج ۸، ص ۴۸۲)

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لیے اپنے اوپر اپنے منافق ہونے کی ظاہر حجت قائم کرو کیونکہ کافروں سے موالات کرنا منافق ہونے کی واضح تر دلیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اس کے دین کی وجہ سے دوستی کرنا یا اس کے دین کو پسند کرنا یا اس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اور کسی مومن سے بحالتِ ایمان ممکن نہیں کہ ایسی دوستی کر سکے، جس کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن نہ رہا۔

(۲) دوسری حیثیت محض وذاتی ہے، یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین وملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے، مگر اس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے، یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعارِ دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے، یا وہ دینِ اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزاء کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان اور آیاتِ مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

(۳) وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک وہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلهم ان الله جامع المنافقین والکفرین فی جهنم جمیعا۔

(سورۃ نساء: رکوع ۱۹)

اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو، بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرے گا۔

خازن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی انکم ایها الجالسون مع المستهزء ین بآیات الله اذا رضیتم بذلک فانتم وهو فی الکفر سواء قال العلماء وهذا یدل علی ان من رضی بالکفر فهو کافر۔

(تفسیر خازن، ج ۱، ص ۴۱۴)

یعنی اے آیاتِ الٰہیہ کے ساتھ ہنسی کرنے والوں کے ہم نشینو! جب تم اس کے ساتھ راضی ہوئے تو تم اور وہ کفر میں برابر ہو، علماء نے فرمایا اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کفر کے ساتھ راضی ہوا وہ کافر ہے۔

تفسیر ابو السعود میں ہے:

ای لا تقعدوا معهم فی ذلک الوقت انکم ان فعلتموہ کنتم مثلهم فی الکفر۔ (ہکذا فی البیضاوی و رُوح البیان)

یعنی اس وقت تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ بے شک اگر تم یہ کرو گے تو کفرو عذاب میں ان کی مثل ہو جاؤ گے۔

(تفسیر ابو السعود، ج ۳، ص ۴۷۹)

(۵) یایها الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولهم منکم فاولئک هم الظلمون۔

(سورۃ توبہ: ع ۳)

اے ایمان والو! نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائیں بے شک وہی ظالم ہیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون قال ابن عباس یرید مشرکا مثلھم لانہ رضی بشرکھم والرضاء بالکفر کفر۔ (تفسیر کبیر، ج ۱۶، ص ۲۰۹)

اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائیں وہ ظالم ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ ان کی طرح مشرک ہے اس لیے کہ وہ ان کے شرک سے راضی ہوا اور کفر کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے۔

امام رازی نے آیہ کریمہ "لاتجد قوما" (الآیۃ) کی تفسیر میں عدمِ اجتماعِ ایمان مع ودادِ کفار کی دو وجوہات بیان کیں، ان میں سے اوّل یہ ہے:

انھما لا یجتمعان فی القلب فاذا حصل فی القلب وداد اعداء اللہ لم یحصل فیہ الایمان فیکون صاحبہ منافقا۔ (تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۱۷۰)

ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان اور کفار کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتی پس جب دل میں دشمنانِ خدا کی محبت حاصل ہوئی، اس میں ایمان حاصل نہیں ہوا تو وہ شخص منافق ہوا۔

اور اگر محبت اس درجہ پر نہیں پہنچی تو اس کے دو حال ہیں، یا وہ محبت جبلی ہوگی جیسے اولاد کو والدین کے ساتھ یا ماں باپ کو اولاد کے ساتھ یا بھائی کو بھائی کے ساتھ طبعاً بے اختیار ہوتی ہے تو یہ مراتبِ محبت جس پر اختیار نہیں، زیرِ حکم نہیں اور نہ امر و نہی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مدارِ تکلیف وسعت و اختیار ہے، جو چیز اختیار سے باہر ہے بندہ اس پر مکلف بھی نہیں: "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔" (۵)

تفسیر مدارک میں ہے:

لان التکلیف لا یرد الا بفعل یقدر علیہ المکلف۔ (کذا فی شرح التاویلات، مدارک)

کیونکہ تکلیف اسی پر وارد ہوتی ہے جس پر مکلف قدرت رکھے۔

مفتی ابو السعود فرماتے ہیں:

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احب الیکم من اللہ ورسولہ بالحب الاختیاری المستتبع لاثرہ الذی ھو الملازمۃ وعدم المفارقۃ لا الحب الجبلی الذی لا یخلو عنہ البشر فانہ غیر داخل تحت التکلیف الدائر علی الطاقۃ۔ (تفسیر ابوالسعود، ج ۴، ص ۱۰)

(اگر باپ اولاد وغیرہ) تمہیں اللہ، رسول سے زیادہ محبوب ہوں، محبت اختیاری جو اپنا اثر ملازمت وعدم مفارقت اپنے ساتھ رکھتی ہے، نہ جبلی محبت جس سے بشر خالی نہیں ہوتا کیونکہ تکلیف جو طاقت پر دائر ہے یہ اس کے تحت داخل ہی نہیں۔

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں ہے:

المراد حب الاختیاری دون الطبعی فانہ لا یدخل تحت التکلیف التحفظ عنہ۔ (تفسیر بیضاوی: ص ۳۳۰)

مراد محبت اختیاری ہے، نہ طبعی کیونکہ طبعی سے بچنا تحت تکلیف داخل نہیں۔

اور جو محبت طبعی و جبلی نہیں، اور اس درجہ پر بھی نہیں کہ کفر و شعار کفر کی نفرت قلب سے کم کر دے یا دین میں مداہن بنا دے، یعنی امور خلاف شرع پر انکار و اعراض اور کراہیت و نفرت برقرار رکھے اور اس سے اسلام یا مسلمانوں کو ضرر بھی نہ ہو، جب بھی شان مومن کے خلاف اور ممنوع ہے اور مطلقاً مودۃ کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات وارد ہیں کہ مختصر میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

(۶) یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق۔ (سورۃ ممتحنہ، ع ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

(۷) الم تر الی الذین تولوا

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قوما غضب الله عليهم ما هم منكم ولا منهم- (سورۃ مجادلہ: ع ۳)

دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے ہیں نہ اُن میں سے تم۔

(۸) يايها الذين امنوا لا تتولوا قوما غضب الله عليهم- (سورۃ ممتحنہ: ع ۳)

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

(۹) انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون ○ ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغالبون- (سورۃ مائدہ: ع ۷)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

(۱۰) ولو كانوا يؤمنون بالله والنبى وما انزل اليه ما اتخذوهم اولياء ولكن كثيرا منهم فاسقون- (سورۃ مائدہ: ع ۷)

اور اگر وہ ایمان لائے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی آیت (۶) کے تحت لکھتے ہیں:

فان قلت كيف قال لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء والعداوة والمحبة لكونهما متنافيتين لا تجتمعان فى عمل واحد

اگر تو یہ کہے کہ اللہ تعالٰی نے یہ کیسے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ بحالیکہ عداوت و محبت منافاۃ کی وجہ سے ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور ان کو جمع کرنے سے ممانعت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والنهي عن الجمع بينهما فرع امكان اجتماعهما في قلب انما كان الكفار' اعداء المؤمنين بالنسبة الى معاداتهم الله ورسوله ومع ذلك يجوزان يتحقق بينهم الموالاة الصداقة بالنسبة الى الامور الدنيوية والاغراض النفسانية فنهى الله تعالى عن ذلك يعني فلم يتحقق وحدة النسبة من الوحدات الثمان وحيث لم يكتف بقوله عدوى بل زاد قوله وعدوكم دل على عدم مروتهم وفتوتهم فانه يلقى في عداوتهم لهم وترك موالاتهم كونهم اعداء الله سواء كانوا اعداء لهم ام لا- (رُوح البیان، ج ۴، ص ۳۱۶)

کرنا ان کا اجتماع ممکن ہونے کی فرع ہے، (یعنی محبت و عداوت کا ایک محل میں جمع ہونا ممکن ہو تب تو اس کی ممانعت کی جائے اور جب ممکن ہی نہیں تو ممانعت کے کیا معنی) میں اس کے جواب میں کہتا ہوں، بے شک کفار اللہ اور رسول کے دشمن ہونے کے باعث مومنین کے دشمن ہیں، اور باوجود اس کے ممکن ہے کہ دنیوی اور نفسانی اغراض کی وجہ سے کافر اور مومن میں موالات دوستی ہوسکے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ منطق کے پیرایہ بیان میں حاصل جواب یہ ہے کہ آٹھ وحدتوں میں سے جو تناقض میں شرط ہیں، وحدت نسبت نہ پائی گئی تو تناقض نہ رہا۔ اجتماع ممکن ہوا اور نہی درست اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے عدوی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ "عدوکم" زیادہ کیا یہ (کفار سے دوستی کرنے والوں کی) عدمِ مروت اور فتوت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان کی عداوت و ترکِ موالات کے لیے کفار کا دشمنِ خدا ہونا ہی کافی ہے خواہ وہ ان کے دشمن ہوں یا نہ ہوں۔

(۱۱) يايها الذين امنوا لا تتخذوا اباء كم واخوانكم

اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو، اگر وہ ایمان پر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون۔

کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

(سورۃ توبہ)

امام علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمہ آیہ "لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لما امر المؤمنین بالتبری من المشرکین قالوا کیف یمکن ان یقاطع الرجل اباہ واخاہ وابنہ فذکر اللہ ان مقاطعۃ الرجل اھلہ واقاربہ فی الدین واجبۃ فالمؤمن لا یوالی الکافر وان کان اباہ واخاہ وابنہ۔ (خازن، جلد ۲، ص ۲۱۲)

جب مسلمانوں کو مشرکین سے بے زاری کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا: یہ کیونکر ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ اور بھائی اور اپنے بیٹے سے مقاطعہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ دین کے معاملہ میں آدمی کا اپنے اہل واقارب سے مقاطعہ کرنا واجب ہے، پس مومن کافر کو دوست نہیں بناتا، خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا۔

انہی علامہ نے "لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینھم میثاق" کی تفسیر میں فرمایا:

ھذا الاستثناء یرجع الی القتل لا الی الموالات لان موالاۃ الکفار والمنافقین لا تجوز بحال۔

یہ استثناء (جو آیت میں مذکور ہے) قتل کی طرف راجع ہے نہ موالات کی طرف کیونکہ کفار و منافقین کی دوستی کسی حال میں جائز نہیں۔

(تفسیر خازن، ج ۱، ص ۳۸۶)

امام فخر الدین رازی آیہ "لا تجد قوما یومنون باللہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والثانی انھما تجتمعان لکنہ معصیۃ کبیرۃ وعلی

دوم یہ کہ وہ دونوں (موالاۃ کفار اور ایمان) جمع ہو جائیں لیکن کفار کی دوستی گناہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هذا الوجه لا يكون صاحب هذا الوداد كافرا بسبب هذا الوداد بل كان عاصيا فى الله۔

(تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۱۷۰)

کبیرہ ہے اور اس درجہ پر یہ دوستی کرنے والا اس دوستی کی وجہ سے کافر نہ ہوگا بلکہ گناہ گار ہوگا۔

صورتِ اخیرہ کے سوا محبت کفار کی باقی صورتوں کے احکام سابق میں مذکور ہو چکے کہ وہ منافی ایمان ہیں، اس صورت کا حکم امام رازی علیہ الرحمہ نے یہ بتایا کہ معصیت و کبیرہ ہے۔ پھر اس مودت کی ممانعت میں مبالغہ فرمانے کے وجوہ میں پہلی وجہ تو وہی ذکر فرماتے ہیں کہ یہ مودت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتی، اس کا پہلی صورتوں میں ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری وجہ میں فرماتے ہیں:

قوله ولو كانوا اباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشيرتهم والمراد ان الميل الى هؤلاء اعظم انواع الميل ومع هذا يجب يكون هذا الميل مغلوبا مطروحا بسبب الدين۔

(تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۱۷۰)

آیہ کریمہ "ولو كانوا اباء هم" الآیہ، میں مراد یہ ہے کہ باپ بیٹوں بھائیوں عزیزوں کی طرف میل و رغبت، محبت کے اقسام میں بہت بڑی چیز ہے اور باوجود اس کے واجب ہے کہ دین کی وجہ سے یہ میل و رغبت مغلوب و مطروح ہو۔

اس سے چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

المعنى ان من انعم الله عليه بهذا النعمة العظيم كيف يمكن ان يحمل فى قلبه مودة اعداء الله۔

(تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۱۷۰)

معنی یہ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظیمہ ایمان کے ساتھ انعام فرمایا، کیونکر ممکن ہے کہ ان کے دل میں دشمنانِ خدا کی محبت حاصل ہو سکے۔

امام علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من الممتنع ان تجد قوما مؤمنين يوالون المشركين والمراد انه لا ينبغي ان يكون ذلك وحقه ان يمتنع ولا يوجد مجال مبالغة في التوجية بالتصلب في مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم ومعاشرتهم۔

یہ ناممکنات سے ہے کہ آپ ایمانداروں کو مشرکین سے دوستی کرتے پائیں۔ مراد یہ ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیے اور اس دوستی کا حق ہی یہ ہے کہ یہ ناممکن ہو اور کسی حال میں نہ پائی جائے، یہ دشمنانِ خدا کی مخالطت و معاشرت سے پرہیز اور دُوری و علیحدگی پر سختی سے قائم رہنے کے لیے زور دیا جاتا ہے۔

اس مضمون پر کثرت سے آیات و عبارات ملتی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔

مذکورہ بالا آیات و عبارات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت کرنا تو مومن سے ممکن و متصور ہی نہیں اور اگر بالفرض کسی کو ایسی محبت ہو تو وہ مومن نہیں، کافر ہے۔

اور کافر کی ذات سے اس درجہ کی محبت ہونا کہ اسلام کی مخالفت و استہزاء پر یہ شخص اس محبت کی وجہ سے راضی ہو جائے یا کافر دوست کی رضاجوئی کی وجہ سے صبر کرے یا کافر کی محبت کے باعث کفر و شعارِ کفر کے ساتھ اس کے قلب کو نفرتِ تامہ نہ رہے تو یہ بھی دولتِ ایمان سے محروم اور زمرۂ کفار میں داخل ہے، اور اگر محبت اس درجہ کی نہیں کہ اپنے دین کی پروانہ رہے یا کافر کے دین کی نفرت دل سے کم ہو بلکہ باوجود اس کے کہ دل میں کفر اور شعارِ کفر و مراسمِ کفر کی پوری نفرت اور اپنے دین کی اہانت و مخالفت گوارا[1] نہ کر سکے

[1] گوارا نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ فقط دل سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور اس کو بُرا جانے، مگر خاموش رہے، بلکہ یہ معنی ہیں کہ ایسا ہو تو اپنی ناگواری کا اظہار کرے اور ان کی مجلس سے اٹھ جائے۔ تفسیر روح البیان میں "لا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره" کی تفسیر میں فرمایا: "فيه دلالة على ان المراد بالاعراض عنهم اظهار المخالفة بالقيام عن مجالسهم والاعراض بالقلب اوبالوجه۔" (تفسیر روح البیان، ج۱، ص ۵۰۵)

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو بھی کافر کی طرف قلب کا میلان اور اس کے ساتھ محبت کرنا (بشرطیکہ یہ محبت جبلی و طبعی نہ ہو) معصیت و کبیرہ اور ممنوع و ناجائز ہے اور مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

مومن جو اللہ سبحانہ پر ایمان رکھتا ہے، اس کی شان نہیں کہ دشمنانِ خدا کی محبت اس کے قلب میں رہے اور اس کے دل کو ان کے ساتھ ربط و وابستگی ہو، ایمان اس کا روادار نہیں کہ انسان حلاوتِ ایمان کی لذت سے پورے طور پر بہرہ مند ہونے کے بعد بلکہ یوں کہئے کہ محبوبِ حقیقی کی محبت کے ذوق سے آشنا ہو کر دشمنانِ خدا کی مودت و دوستی کی تلخی برداشت کر سکے اور اس کا دل جو محبوبِ حقیقی کے عشق و محبت کی جلوہ گاہ بن چکا ہے، مغضوبانِ الٰہی کی الفت و وداد کی تاریکیوں کو قبول کر سکے، جو زبان شیرینی کی عادی اور خوگر ہو، وہ تلخی سے استلذاذ کرے یہ متصور نہیں، مجازی و معمولی محبتوں میں محبوب کے دشمنوں کے ساتھ قلب کو نفرت ہو جاتی ہے اور دوست کا ادنیٰ مخالف دشمن سے بدتر معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ قرابتوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عشقِ الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو کر کوئی دل کفار کی طرف مائل ہو سکے اور باوجود ایمان کے دل میں محبت کفار کی گنجائش رہے، یہ آیات و عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل و مفاد ہے اور اس سے محبت و مودتِ کفار کا حال معلوم ہوا۔

کفار کے ساتھ مخالطت و معاملت

یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مخالطت و معاملت مطلقاً داخلِ موالات اور ممنوع نہیں، کیونکہ موالات اور دوستی کا اطلاق جیسا کہ محبت و ربط قلب پر ہوتا ہے ایسا ہی رفیقانہ اختلاط اور دوستانہ میل جول پر بھی ہوتا ہے۔ کفار کے ساتھ ایسی مجالست و مصاحبت مواکلت و مشاربت تناصر و تعاون بھی ممنوع ہے، انہیں رازدار بنانا اپنے اُمور ان کے ہاتھ میں دینا بھی ناجائز ہے، اس کی قدرے تفصیل گزارش کروں۔

(ا) کفار کے ساتھ ایسا طرزِ عمل، ایسا میل جول، ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامتِ موالات ہو سکے، گو محبت و مودت کے ساتھ نہ ہو، وہ بھی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داخلِ موالات اور ناجائز ہے۔

علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ آیہ کریمہ "لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای جانبوھم مجانبۃ کلیۃ ولا تقبلوا منھم ولایۃ ولا نصرۃ ابدا۔

ان سے بالکل علیحدہ رہو اور ان کی نصرت و ولایت ہرگز قبول نہ کرو۔

(کذا فی تفسیر ابی السعود، روح البیان، ج ۲، ص ۲۰۴)

علامہ مفتی ابوالسعود "لا تتخذوا الیھود والنصری" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای لا یتخذ احد منکم احدا منھم ولیا بمعنی لا تصافوھم ولا تعاشروھم مصافات الاحباب ومعاشرتھم لا بمعنی لا تجعلوھم اولیاء لکم حقیقۃ فانہ امر ممتنع فی نفسہ لا یتعلق بہ النھی۔

تم میں سے کوئی ان میں سے کسی کو ولی نہ بنائے یعنی تم ان سے یاری نہ کرو اور ان کے ساتھ دوستوں کا سا معاملہ اور ان کی سی معاشرت نہ کرو، یہ معنی نہیں کہ انہیں حقیقتاً اپنا دوست نہ بناؤ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں، اس کے ساتھ نہی کیونکر متعلق ہو۔

(تفسیر ابو السعود، ج ۳، ص ۵۱۵)

(۲) جو تعلق اور میل جول کہ حقیقتاً محبت و مودت کے ساتھ نہیں ہے اور نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکتا ہے، مگر اس سے مسلمان کا کوئی مقصد اور حاجت معتبرہ بھی نہیں اور کفار کا اس میں نفع ہے، وہ بھی موالات کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے، کیونکہ یہ اگر علامتِ موالات نہیں تو کم از کم صورتِ موالات تو ہے ہی۔

تفسیر ابو السعود صفحہ ۵۹۵ میں ہے:

وفیہ زجر شدید للمؤمنین

اس میں مومنین کو کفار کے ساتھ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عن اظهار صورة الموالاة لهم وانْ تكن موالات في الحقيقة ۔ (کذا فی رُوح البیان)

صورت موالاۃ ظاہر کرنے پر زجر شدید فرمایا ہے، گو حقیقتاً موالات نہ ہو۔

(۳) جس تعلق میں ربط قلب و مودت بھی نہ ہو اور وہ علامتِ دوستی بھی نہ ہو اور مسلمان کا اس میں کوئی مقصد بھی ہو، مگر اسلام یا مسلمانوں کے حق میں اس سے کوئی ضرر ہوتا ہو وہ بھی اسی کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے جیسے مسلمانوں سے لڑائی کے وقت بہ طمعِ زر لشکر کفار میں داخل ہونا یا انہیں رسد یا مال سے مدد پہنچانا وغیرہ اس کے امثال۔

تفسیر خازن میں "ومن يتولهم منكم فانه منهم" کے تحت فرماتے ہیں:

يعني ومن يتولى اليهود والنصرى دون المؤمنين فينصرهم على المؤمنين فهو من اهل دينهم وملتهم۔

(خازن، ج ۱، ص ۴۷۲)

جو مومنین کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کو دوست بنائے اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرے، وہ انہیں کے دین و ملت والوں میں سے ہے۔

تفسیر مدارک میں "فترى الذين في قلوبهم مرض يسارعون فيهم" کے تحت میں فرماتے ہیں:

في معاونتهم على المؤمنين وموالاتهم۔

(جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ) کفار کے ساتھ موالات اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ موالات کی مسطورہ بالا صورتیں ممنوع ہیں، جن کے احکام مع دلائل مفصلاً مذکور ہو چکے اور جن کا لبِ لباب یہ ہے کہ کفار کو دوست بنانا، ان پر اعتماد کرنا، ان کو رازدار ٹھہرانا، ان کو مددگار سمجھنا، ان کو اپنے اُمور کا والی اور دخیل قرار دینا، انہیں قوت پہنچانا، ان سے بے ضرورت دوستانہ میل جول، اختلاط و ارتباط کی رسمیں برتنا، مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی امداد کرنا، یہ سب باتیں ممنوع اور داخلِ موالات ہیں اور قرآنِ پاک میں ان کی ممانعت فرمائی گئی ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ کے احکام سراسر حکمت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور مسلمانوں کی مصلحتیں ان میں ملحوظ۔ جہاں کفار کا غلبہ ہو یا وہ حاکم و والی ہوں اور مجانبت کلیہ و انقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو، وہاں ان کے ساتھ ایسے اُمور میں شرکت جو ممنوع نہیں ہیں، اور جس سے اسلام اور اہلِ اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے، جائز ہے۔ قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے:

آیت: ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منھم تقئہ۔

اور جو ایسا کرے گا (کافروں سے دوستی کا برتاؤ کرے گا) اسے اللہ تعالیٰ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو۔

تفسیر ابو السعود میں ہے:

الا ان تخافوا من جھتھم امرا یجب اتقاء ہ ای الا ان یکون الکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک وما لک فحینئذ یجوز لک اظھار الموالاۃ وابطان المعاداۃ۔

مگر یہ کہ تمہیں ان کی طرف سے کسی ایسی بات کا خوف ہو جس سے ڈرنا ضروری ہے یعنی مگر جبکہ کافر کو تم پر غلبہ ہو اور تم کو اس سے اپنی جان و مال کا خوف ہو، اس وقت تمہیں موالات اور ابطان معادات جائز ہے۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:

معنی الآیۃ ان اللہ نھی المومنین عن موالاۃ الکفار ومداھنتھم ومباطنتھم الا ان یکون الکفار غالبین ظاھرین او یکون المومن فی قوم کفار فیداھنھم بلسانہ وقلبہ مطمئن بالایمان دافعا عن نفسہ من غیران یستحل دما حراما او مالا حراما اوغیر

معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ مداہنت اور رازداری کی ممانعت فرمائی، مگر جبکہ کافر غالب ہوں یا مومن قوم کفار میں ہو تو اپنی جان سے رفعِ ضرر کے لیے زبانی مداہنت کر سکتا ہے بشرطیکہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور کسی خونِ حرام یا مالِ حرام کا استحلال یا اور کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے، نہ کفار کو مسلمانوں کے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذلک من المحرمات یظھر الکفار علی عورات المسلمین۔

راز پر آگاہی دے۔

(۴) جو تعلق مذکورہ بالا باتوں سے خالی ہو، یعنی وہ نہ حقیقت میں محبت کی بنا پر ہو، نہ اس کی علامت و دلیل، نہ اس سے اسلام یا مسلمانوں کا ضرر یا نقصان متصور ہو، نہ کفار کا فائدہ و نفع مقصود اور اس میں مسلمان کی کوئی حاجت و ضرورت یا مقصد صحیح ہو تو وہ جائز ہے اور موالاتِ محرمہ میں داخل نہیں۔

رُوح البیان میں "من یتولھم منکم فانہ منھم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای ھو علی دینھم ومعھم فی النار وھذا اذا تولا ھم لدینھم واما الصحبة المعاملة شراء شیئی منھم او طلب عمل منھم مع المخالفة فی الاعتقاد والامور الدینیة فلیس فیہ ھذا الوعید۔

جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے یعنی ان کے دین پر اور ان کے ساتھ دوزخ میں۔ یہ جب ہے کہ ان سے ان کے دین کی وجہ سے دوستی کی ہو، لیکن صحبت کسی معاملہ خرید و فروخت کے لیے یا ان سے کوئی کام خدمت لینے کے لیے باوجود مخالفتِ اعتقاد اور مخالفتِ اُمور دینی کے، یہ اس وعید میں داخل نہیں۔

یہی علامہ آیہ "لا تجد قوما الایہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

واما المعاملة للمبایعة او للمجاورة او للمرافقة بحیث لا تضر بالدین فلیست بمحرمة۔ (رُوح البیان، ج ۴، ص ۷۵)

لیکن معاملہ کرنا خرید و فروخت کے لیے یا پڑوس کی وجہ سے یا ہمراہی کے سبب سے اس طور پر کہ اس سے دین میں ضرر نہ ہو، حرام نہیں۔

اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ محل و موقع پر حسبِ حاجت مکارمِ اخلاق کا برتاؤ بھی جائز ہے، تاکہ وہ بھی اہلِ اسلام کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہدایہ میں ہے:

وان علم انهم یاخذون منا ربع عشر او نصف عشر یاخذوه بقدره وان کانوا یاخذون الکل لا یاخذا لکل لانه غدر وان کانوا لا یاخذون اصلا لا یاخذ لیترکوا لاخذ من تجارنا ولانا احق بمکارم الاخلاق۔

گر یہ معلوم ہو کہ وہ (اہلِ حرب) ہم مسلمانوں سے چہارم عشر یا نصف عشر لیتے ہیں تو اتنا ہی لے اور اگر مسلمانوں کا کل مال لے لیتے ہوں تو یہ کل نہ لے اس لیے کہ یہ غدر ہے اور اگر وہ بالکل نہ لیتے ہوں تو یہ بھی بالکل نہ لے تاکہ وہ ہمارے تجار سے لینا ہی چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ ہم اخلاقِ کریمہ کے سزاوار تر ہیں۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہنود و نصاریٰ اور
محارب و غیر محارب کا فرق

http://t.me/tehqiqat

کفار خواہ کوئی بھی ہوں، مجوس یا ہنود، نصاریٰ یا یہود، موالات سب سے ممنوع اور منہی عنہ ہے۔ اس باب میں محارب و غیر محارب میں کوئی فرق نہیں، بات یہ ہے کہ کفار سب ہی اسلام و اہلِ اسلام کے دشمن ہیں "الکفر ملۃ واحدہ" اپنے موقع پر کوئی بھی مسلمانوں سے درگزر کرنے والا نہیں، جس کو موقع ملا، اس کے جنگ کی جس کو موقع نہیں ملاوہ ہر دم موقع کی تلاش میں ہے اور اس کے سینے میں بھی وہی عداوت بھرا دل ہے، وہی جوش غضب ہے جو محارب کے دل میں۔ یہ اس سے کسی طرح کم نہیں، لڑائی بھی قسم قسم کی ہے۔ کوئی تلوار لے کر مقابلہ میں آتا ہے، کوئی دوست بن کر خفیہ تدابیر سے کام کر جاتا ہے، اور صیاد کی طرح گرفتار مصیبت کرنے کے لیے دانہ سامنے رکھتا ہے اور جال خاک میں چھپاتا ہے اور اپنی کیادی و مکاری سے ضرر عظیم پہنچاتا ہے، مسلمانوں کا دوست ان میں ایک بھی نہیں:

یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما	اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری برائی میں درگزر نہ کریں گے، ان کی آرزو ہے جتنی تمہیں ایذا پہنچے۔ دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون○ ھانتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتومنون بالکتب کلہ واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور○ ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوابھا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط۔

ہو چکی ہے اور جو ان کے سینے پوشیدہ رکھتے ہیں اور بھی بڑا ہے۔ ہم نے تمہیں کھول کر نشانیاں سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے، حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصّہ سے۔ تم فرما دو کہ مرجاؤ اپنی غیظ میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بُرا لگے اور تم کو بُرائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کیے رہو تو ان کا داؤ تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا، بے شک ان کے سب کام اللہ کے احاطہ میں ہیں۔

کفار کی عداوت قرآن پاک نے اس صراحت کے ساتھ بیان فرمائی اور ان کے آتش عناد کے تیز شراروں سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔ ہر صاحبِ عقلِ سلیم اور ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ جن کے قلوب عداوت سے لبریز اور جن کے باطن دشمنی و عناد کا دریائے طوفان خیز ہیں ان سے غافل و مطمئن ہونا، ان کو خیر خواہ اور دوست سمجھنا خودکشی کا مترادف ہے۔

عداوت جس کی طبیعت بن گئی، وہ موقع نہ پانے سے دوست سمجھ لینے کے قابل نہیں ہو جاتا، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سانپ دو قسم کے ہیں: ایک تو وہ جو مجھ پر حملہ کر چکا وہ تو بیشک احتراز کے قابل ہے لیکن دوسرا وہ جس نے مجھ پر حملہ نہیں کیا، اس سے احتراز کرنا کم ہمتی اور بد خلقی ہے۔ حملہ آور اور غیر حملہ آور کے ساتھ ایک سلوک

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہایت بیجا ہے۔ بایں دلیل کالے زہریلے سانپ سے احتراز نہ کرے اس کو گود میں پرورش کرے تو اس کو لامحالہ عقل و نادان کہا جائے گا اور ہلاکت اس کا مآل کار ہوگا۔ قرآن پاک نے اس پر جابجا تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو باخبر اور ہوشیار کیا ہے:

ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء و ودوا لو تکفرون۔

کفار اگر تم پر موقع پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:

ان یثقفوکم، ای یظفروا بکم ویروکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء۔ ای بالضرب والقتل والشر والسب (وودوا) ای تمنوا (لو تکفرون) ای ترجعون الی دینھم کما کفروا والمعنی ان اعداء اللہ لا یناصحونھم لما بینھم من الخلاف فلا تناصحوھم انتم تتوادوھم۔

(کفار اگر تم کو پائیں) یعنی اگر تم پر دسترس پائیں اور تمہیں دیکھ لیں (تو تمہارے دشمن ہو جائیں گے، اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے یعنی ضرب و قتل اور سب و شتم کے ساتھ) اور آرزو کریں گے کہ تم کافر ہو جاؤ، یعنی ان کے دین کی طرف پلٹو جیسا کہ وہ کافر ہوگئے، اور معنی یہ ہیں کہ دشمنانِ خدا اللہ والوں کے ساتھ اخلاص و محبت نہیں کرتے کیونکہ ان کے درمیان مخالفت ہے۔ پس تم بھی ان کے ساتھ دوستی و محبت نہ کرو۔

تفسیر مدارک میں ہے:

(ان یثقفوکم) ای یظفروا

یعنی اگر تم پر موقع پائیں اور قادر ہوں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بكم وتمكنوا منكم (يكونوا اعداء) خالصي العداوة ولا يكونوا لكم اولياء كم انتم (ويبسطوا اليكم ايديهم والسنتهم بالسوء) بالقتل والشتم وودوا لو تكفرون' تمنوا لو ترتدون عن دينكم فاذا موادة امثالهم خطاء عظيم منكم والماضي وان كان يجرى في باب الشرط مجرى المضارع ففيه نكتة كان قيل ودوا قبل كل شئ كفركم وارتدادكم يعني انهم يريدون ان يلحقوا بكم مضار الدنيا والدين من قتل الانفس وتمزيق الاعراض وردكم كفارا سبق المضار عندهم ولولها لعلمهم ان الدين اعز عليكم من ارواحكم لانكم يدانون لها دونه والعدواتهم شئ عنده صاحبه۔

تو تمہارے دشمن خالص العداوۃ بن جائیں، اور تمہاری طرح وہ تمہارے دوست نہ ہوں اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور زبان بدی کے ساتھ دراز کریں قتل و شتم کے ساتھ اور تمنا کرتے ہیں کہ تم اپنے دین سے مرتد ہو جاؤ۔ ایسی حالت میں ایسوں سے دوستی کرنا خطائے عظیم ہے اور ماضی اگرچہ باب شرط میں مضارع کے قائم مقام ہوتی ہے پس اس میں نکتہ ہے۔ گویا کہ کہا گیا کہ انہیں ہر چیز سے پہلے تمہارے کافرو مرتد ہو جانے کی آرزو ہے، یعنی وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں دینی و دنیوی ضرر پہنچائیں۔ جانوں کا قتل آبرو ریزی اور تمہیں کافر بنانا سب سے پہلا ضرر ہے۔ ان کے نزدیک کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ دین تمہیں جانوں سے زیادہ پیارا ہے کیونکہ اس کے لیے انہیں خرچ کرنے والے ہو اور دشمن کے نزدیک وہی چیز اہم ہوتی ہے جو اس کے حریف کے نزدیک سب سے اہم ہو۔

قرآن پاک نے صاف بتایا کہ مسلمانوں کی عداوت کفار کے قلوب میں راسخ ہے، وہ ان کی مصیبت سے خوش اور راحت سے ناخوش ہوتے ہیں، ان کی زبانوں سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے، دلوں میں اس سے سخت تر عناد ہے۔ وہ اگر موقع پائیں تو ہاتھ اور زبان

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے تکلیف پہنچائیں، قتل کریں، ماریں، گالیاں دیں، بُرا کہیں کوئی تکلیف ایسی نہیں ہے، کہ ان کے اختیار میں ہو اور وہ درگزر کر جائیں۔

اب ثابت ہو گیا کہ ترکِ موالات کا حکم تمام کفار سے ہے، محارب و غیر محارب اور ہنود و نصاریٰ کا فرق باطل ہے، موالات تمام کفار سے ممنوع ہے اور ہنود تو بدترین کفار میں سے ہیں۔

بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ ہندو ہم سے برسرِ جنگ نہیں ہیں، انہوں نے ہمیں گھروں[1] سے نہیں نکالا، وہ ہمارے اخراج پر مطالبہ نہیں کرتے اس لیے ان کے ساتھ موالات جائز اور نصاریٰ کے ساتھ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ وہ برسرِ جنگ ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ یہ بیانِ واقع کے خلاف ہے۔ رات دن کے حالات، ظاہر مخفی عداوتیں، حریفانہ چالیں، قسم قسم کی ایذائیں جو ہندو پہنچاتے رہے ہیں۔ آرہ[2] اور کتارپور کے واقعات، مسلمانوں کو قتل کرنا، عورتوں، بچوں کو جلانا، گھروں کو پھونکنا، قرآن شریف اور مسجدوں کی بے حرمتی کرنا اور طرح طرح کی ایذائیں، سب اس کے مکذب ہیں، ان سب سے قطع نظر کیجئے تو یہ تفرقہ قرآن پاک کی کثیر آیتوں کے خلاف ہے جو اوپر مذکور ہو چکیں، اور جو اس سے زیادہ ہیں کہ مختصر میں جمع کی جائیں۔ آیہ کریمہ:

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔	اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اس موقع پر استدلال میں پیش کرنا مستدل کی فاحش غلطی ہے۔ اس لیے کہ اوّل

[1] اور اب کفار کا بغض و عناد قیامِ پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد سے آج تک ہندوستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام اور مکانوں سے اخراج بالکل واضح ہو چکا ہے۔ (مرتب)

[2] یہ واقعات ۲۲ء سے ۲۶ء تک ہوئے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو یہ آیت جس معنی پر مستدل کو نفع دے سکے منسوخ ہے، تفسیر جلالین میں ہے:

وھذا قبل الامر بالجھاد۔ — یہ حکم جہاد سے قبل تھا۔

(تفسیر جلالین، ص ۴۵۵)

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں:

سورۃ الممتحنۃ فیھا من المنسوخ ثلثۃ احکام الحکم الاول قولہ تعالی لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الی قولہ تعالی ان اللہ یحب المقسطین نسخ بقولہ تعالی اقتلوا المشرکین۔

سورہ ممتحنہ میں تین حکم منسوخ ہیں۔ حکم اول لا ینھاکم تا مقسطین۔ آیہ اقتلوا المشرکین سے منسوخ ہوا۔

تفسیر کبیر میں ہے:

وقال قتادۃ نسخھا آیۃ القتال۔ (تفسیر کبیر جلد ۸، ص ۱۹۰)

قتادہ نے کہا کہ اس کو آیتِ قتال نے منسوخ کیا۔

اور بالفرض اگر آیت منسوخ نہ ہو تو بھی اس سے یہ استدلال کسی طرح درست نہیں، کیونکہ "الذین لم یقاتلوکم" سے کفار ہی مراد ہوں، اس پر کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔

(۱) اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے اہلِ عہد مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ترکِ قتال و مظاہرہ پر عہد کیا تھا اور وہ قوم خزاعہ تھی۔ اس آیت میں حضور کو حکم کیا گیا کہ اس معاہدہ کی مدت تک وفا فرمائیں، یہ قول ابنِ عباس اور مقاتل اور کلبی کا ہے۔

(۲) مجاہد کا قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں، جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے، اور انہوں نے ہجرت نہیں کی۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) اور کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں اور بچے ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ یہ آیت اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہما) کے حق میں نازل ہوئی جن کے پاس ان کی والدہ بحالتِ شرک ہدیہ کے طور پر چند چیزیں لے کر آئی تھیں اور انہوں نے نہ ان کا ہدیہ قبول کیا نہ انہیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ حضور ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ ان کا ہدیہ قبول کریں اور انہیں گھر میں داخل ہونے دیں اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کریں۔

(۵) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کی ایک قوم مراد ہے۔

(۶) حسن سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ و احسان کی اجازت چاہی، بہرحال اقوال بہت ہیں، "والکل فی التفسیر الکبیر" اس پر جزم کر لینا کہ آیت "عن الذین" سے کفار ہی مراد ہیں، کس طرح ممکن ہے، جائز ہے کہ وہ کافر مراد ہوں جو لڑنے کے قابل نہیں جیسے عورتیں، بچے، بوڑھے، چنانچہ مفسرین کے یہ تمام اقوال ملتے ہیں۔

اور فرض کرو کہ کافر ہی مراد ہیں تب بھی استدلال صحیح نہیں کہ مراد کفار معاہدین ہیں، کیونکہ آیت سے ان کے ساتھ بر و اقساط ثابت ہوگا اور وہ ان سے ترکِ موالات کے منافی نہیں، نہ اس سے موالات کا جواز لازم آتا ہے، موالات ممنوع ہونے پر بھی ان کے ساتھ بر و اقساط ممکن ہے، الحاصل آیت سے یہ ثابت کرنا کہ ہنود سے غیر محارب ہونے کی وجہ سے موالات جائز ہے، کسی طرح صحیح نہیں۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے:

"کان الظاھر من امر المقابلۃ فی الایتین ان یقال فی الاولی ان تولوھم کما فی الثانیۃ او بعکس ویقال فی الثانیۃ ان تبروھم کما فی	دونوں آیتوں میں جو مقابلہ ہے اس کے لحاظ سے ظاہر یہ تھا کہ پہلی آیت میں ان تولوھم فرمایا جاتا اور دوسری میں پہلی کی طرح ان تبروھم فرمایا جاتا۔ یا ہر ایک کو دونوں آیتوں میں ذکر کیا جاتا لیکن دلائل

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاولی او یذکر کل منھما کل من الایتین لکن الدلائل العقلیۃ والشواھد النقلیۃ دلت علی ان موالاہ الکافر غیر جائزۃ مقاتلا کان او غیرہ بخلاف المبرہ فانھا جائزۃ لغیر المقاتل غیر جائزۃ للمقاتل کالموالاۃ۔

عقلیہ و شواہد نقلیہ اس پر دال ہیں کہ کافر کی موالات ناجائز ہے، خواہ وہ مقاتل ہو یا غیر مقاتل بخلاف مبرہ کے کیونکہ غیر مقاتل کے لیے جائز اور مقاتل کے لیے یہ بھی موالات کی طرح ناجائز ہے۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ کافر سے مطلقاً موالات ممنوع ہے، عام ازیں کہ وہ محارب ہو یا غیر محارب اور یہ مضمون آیاتِ کثیرہ سے ثابت ہے۔

یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا۔

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری بُرائی میں درگزر نہ کریں گے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقیل المراد بھذا جمیع اصناف الکفار ویدل علی صحۃ ھذا القول معنی الایۃ لان اللہ تعالی قال لا تتخذوا بطانۃ من دونکم فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من دون المومنین فیکون ذلک عن جمیع الکفار۔

(خازن، ج ۱، ص ۲۵۴)

کہا گیا اس سے کفار کے جمیع اصناف مراد ہیں اور اس قول کی صحت پر آیت کے معنی دلالت کرتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا تتخذوا بطانہ من دونکم تو مومنین کو غیروں کے رازدار بنانے سے منع فرمایا، یہ تمام کفار کے لیے ممانعت ہوئی۔

یایھا الذین امنوا ان

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین۔ | پر چلے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پلٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے۔

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت مسطور ہے:

قیل ہو عام فی جمیع الکفار وعلی المؤمنین ان یجانبوھم ولا یطیعوھم فی شیئی حق لا یتجبروھم الی موافقتھم۔ | کہا گیا کہ یہ تمام کفار کے حق میں عام ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں۔ کسی بات میں ان کا کہنا نہ مانیں تاکہ وہ انہیں اپنی موافقت پر مجبور نہ کریں۔

(تفسیر مدارک، ج ۱، ص ۲۹۱)

تفسیر کبیر میں "یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا" الآیہ کی تفسیر میں ہے:

اعلم انه تعالی نھی فی الایة المتقدمة عن اتخاذ الیھود والنصاری اولیاء ومساق الکلام فی تقریرہ ثم ذکر ھھنا النھی العام عن موالاة جمیع الکفار وھو ھذہ الایة۔ | جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے ممانعت فرمائی اور اس کی تقریر میں کلام جاری فرمایا پھر یہاں تمام کفار سے موالات کی عام ممانعت فرمائی۔

ان آیات و عبارات سے معلوم ہوا کہ کفار حربی ہوں خواہ غیر حربی، جنگجو ہوں یا نہ ہوں سب سے موالات ممنوع اور انقطاع واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اعوان و انصار اور ظہیر و مددگار بن کر آئیں تو بھی ان کے ساتھ موالات ناجائز اور مجانبت واجب ہے اور ان کی نصرت و امداد نامقبول۔

لا یتخذ المؤمنون | مومن ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔

کو دوست نہ بنائیں۔

تفسیر مدارک میں ہے:

عن ان یوالوا الکافرین بقرابه بینهم اوالصداقه قبل الاسلام او غیر ذلک۔ (تفسیر مدارک، ج ۱، ص ۲۲۸)

کفار کی موالات اور دوستی سے مسلمانوں کو ممانعت کی گئی، خواہ دوستی کسی قرابت کی وجہ سے ہو یا اسلام سے پہلی رسم و راہ کی وجہ سے۔

تفسیر خازن میں ہے:

قیل ان عبادة بن الصامت کان له حلفاء من الیهود فقال یوم الاحزاب یارسول الله ان معی خمسمائة من الیهود قد رایت ان استظهر بهم علی العدو فنزلت هذه الآیة وقوله لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء یعنی انصارا او اعوانا من دون المؤمنین والمعنی لا یجعل المؤمن ولایة لمن هو غیر مومن نهی الله المؤمنین ان یوالوا الکفار اویلا طفوهم لقرابة بینهم او محبة او معاشرة والمحبة فی الله والبغض فی الله باب عظیم واصل من اصول

کہا گیا ہے کہ عبادہ بن صامت کے یہود میں حلفا تھے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ نے جنگِ احزاب کے روز حضور سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھ پانچ سو یہود ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد لوں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی اور لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء کے معنی یہ ہیں کہ مومن کفار کو اعوان و انصار نہ بنائیں اور مسلمانوں کے سوا کسی کو یار و مددگار نہ ٹھہرائیں۔ مطلب یہ کہ مومن کے ولاء و دوستی غیر مومن کے لیے نہیں، اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ ملاطفت سے منع فرمایا خواہ وہ کسی قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے ہو۔ اور اللہ کے لیے دوستی اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الایمان۔ (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۲۲۷)

اسی کے لیے دشمنیِ ایمان کے اصول میں سے بڑی اصل ہے۔

تفسیر خازن میں آیہ "لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا" کے تحت میں ہے:

یعنی ینصرکم علی اعداء کم لانھم اعداء۔ (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۳۸۷)

یعنی کفار کو ایسا مددگار نہ بناؤ کہ وہ تمہارے دشمنوں پر تمہاری مدد کریں کیونکہ وہ دشمن ہیں۔

مدارک شریف میں اسی آیت کے تحت میں فرمایا:

وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرہ فلا تقبلوا منھم۔ (تفسیر مدارک، ج ۱، ص ۳۷۶)

اگر وہ تمہارے لیے ولایت و نصرت صرف کریں تو ان سے قبول نہ کرو۔

تفسیر کبیر میں "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا" کی تفسیر میں ہے:

لا شک ان الولایۃ المنھی عنھا ھی الولایۃ بمعنی النصرۃ۔ (ج ۳، ص ۶۲۰)

اس میں شک نہیں کہ ولایت ممنوعہ ولایت بہ معنی نصرت ہی ہے۔

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

انما ذکر اللہ ھذہ الکلام طیبیا لقلوب المؤمنین وتعریفا لھم بانہ لا حاجۃ بھم الی اتخاذ الاحباب والانصار من الکفار وذلک لان من کان اللہ ورسولہ ناصرا لہ ومعینا لہ فای حاجۃ بہ الی طلب النصرۃ والمحبۃ من الیھود والنصاری۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۶۲۰)

اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اس لیے ذکر فرمایا کہ مومنین کے قلوب کو مسرت حاصل ہو اور ان کو معرفت کرائی جائے کہ انہیں کفار کو یار و مددگار بنانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے کیونکہ اللہ و رسول جس کے ناصر و مددگار ہوں، اس کو یہود و نصاریٰ سے مدد چاہنے اور محبّت کرنے کی کیا حاجت۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والمراد ان اللہ تعالی امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین۔

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو حکم فرمایا کہ دوست اور مددگار نہ بنائے مگر مسلمان کو۔

(تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۶۲۲)

اور آگے چل کر فرماتے ہیں:

فلا تتخذوھم اولیاء وانصارا واحبابا فان ذلک کالامر الخارج عن العقل والمروء ہ۔

تم انہیں اولیاء اور یارومددگار نہ بناؤ کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی بات عقل و مروت سے خارج ہو۔

(تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۶۲۳)

کفار غیر محارب کفار تو ہیں، دوستی و موالات تو اہلِ بدعت اور فساق و فجار سے بھی ممنوع ہے۔

تفسیر خازن میں "لا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ" کی تفسیر میں فرمایا:

قال ابن عباس دخل فی ھذہ الایۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیمۃ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں قیامت تک کے بدعتی داخل ہیں۔

(تفسیر خازن، ج ۱، ص ۴۱۰)

تفسیر کبیر میں آیہ "لا تجد قوما" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فالایۃ زجر عن التود الی الکفار والفساق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اللھم لا تجعل لفاجر

آیت میں کفار و فساق کی دوستی و محبت سے بزجر منع کیا گیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، حضور یوں دعا فرماتے تھے: یارب! مجھ پر کسی فاجر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولالفاسق عندی نعمة فانی وجدت فیما وحیت لا تجد قوما الی اخرہ۔
(تفسیر کبیر، ج ۹، ص ۱۷۱)

وفاسق کا احسان مت رکھ کہ میں نے قرآنِ پاک میں یہ آیت پائی ہے لا تجد۔ (الآیہ)

تفسیر رُوح البیان میں ہے:

وینبغی ان یعلم ان المؤمن کما یلزم لہ ان یقطع الموالآت عن الکفار کذلک یقطع ذلک عن الاقرباء الفجار۔

جاننا چاہیے جیسا کہ مومن پر کفار سے قطع موالات لازم ہے، ایسا ہی بدکار فاجر رشتہ داروں سے بھی مقاطعہ ضروری ہے۔

اسی رُوح البیان میں ہے:

عن سهل بن عبداللہ التستری قدس سرہ من صحیح ایمانہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوہ والبغضاء۔
(تفسیر رُوح البیان، ج ۴، ص ۴۷۵)

سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ سے منقول ہے جس نے اپنا ایمان درست کرلیا، اس کو اہلِ بدعت سے اُنس نہ ہوگا نہ وہ اس کے ساتھ ہم نشینی کرے، نہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو، نہ اس سے یارانہ کرے اور اس سے نفرت و عداوت ظاہر کرے گا۔

اس تفسیر میں ہے:

ینبغی للمومن الکامل ان ینقطع عن صحبة الکفار والفجار واهل البدع والاهواء وارباب الغفلة والانکار۔
(تفسیر رُوح البیان، ج ۱، ص ۵۸۵)

مومن کامل کو چاہیے کہ کفار و فجار اور اہلِ بدع و ہوا، اور اربابِ غفلت و انکار کی صحبت سے انقطاع کرے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر احمدی میں ہے:

ان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع۔

قوم ظالم مبتدع اور فاسق و کافر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔

(تفسیر احمدی، ص ۳۰۸)

جبکہ مبتدع اور فاسق و فاجر کے ساتھ بھی موالات ممنوع ہے تو کافر کے ساتھ ممنوع ہونے میں کیا تامل ہے، کافر غیر محارب کافر تو ہے، اس سے ترکِ موالات کوئی تعجب کی بات نہیں، شریعت مطہرہ فاسق مومن سے بھی ترکِ موالات کا حکم فرماتی ہے، اور ہنود تو مشرک و بت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں۔ تفسیر خازن میں تحت آیہ "یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا" (الایہ) فرمایا۔

انما فصل بین اھل الکتاب والکفار وان کان اھل الکتاب من الکفار لانہ کفر المشرکین من عبدۃ الاصنام اغلظ وافحش من کفر اھل الکتاب۔ (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۴۷۴)

اہلِ کتاب اور کفار کا جُدا جُدا ذکر فرمایا اگرچہ اہلِ کتاب داخلِ کفار ہیں، اس لیے کہ مشرکین بُت پرستوں کا کفر اہلِ کتاب کے کفر سے اغلظ و افحش ہے۔

اب ظاہر باہر ہو گیا کہ ہنود سے بھی ترکِ موالات فرض ہے، اور آیت "لا ینھکم اللہ" (الایہ) سے کفار غیر محاربین کے ساتھ جواز معاملات ثابت کرنا باطل محض ہے، ہنود تو غیر محارب ہیں نہ ذمی، بلکہ وہ اہلِ کتاب سے بدرجہا بدتر ہیں۔ ان سے موالات درکنار بر و احسان بھی جائز نہیں، کیونکہ آیت ممتحنہ سے اگر بر و احسان کا جواز ثابت ہوتا ہے تو ذمی کے لیے، نہ کہ حربی کے لیے۔ تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:

الا ولی فی جواز الاحسان الی الذمی والثانیۃ فی عدمہ

پہلی آیت ذمی کے ساتھ جوازِ احسان کے بیان میں ہے اور دوسری اس کے عدم

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الی الحربی۔ (تفسیر احمدی، ص ۵۷۷) جواز میں حربی کے ساتھ۔

اور موالات تو کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں، حربی ہو یا غیر حربی، اس مدعا پر آیاتِ کثیرہ پیش ہو چکی ہیں۔۔۔ آیت ممتحنہ میں جوازِ موالات پر کوئی دلالت نہیں، تفاسیر کی عبارتیں گزر چکیں، موالات تو کجا، کفار سے خواہ وہ غیر محارب بلکہ ذمی ہے، سے بے ضرورت سلام تک جائز نہیں، چہ جائیکہ موالات۔ تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:

عن ابی حنیفة رحمه الله لا یبتدا بالسلام فی کتاب ولا فی غیره وعن ابی یوسف رحمه الله لا تسلم علیهم ولا تصافحهم۔ (تفسیر احمدی، ص ۲۲۹)

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کافر ذمی سے خط وغیرہ میں ابتداء سلام جائز نہیں اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان پر سلام نہ کرو، نہ ان سے مصافحہ کرو۔

جب اسلام و مصافحہ بھی جائز نہیں تو موالات کہاں سے جائز ہو گئی، شریعت مطہرہ نے نکاح تک میں مسلمانوں پر کافروں کی خواہ وہ کوئی بھی ہوں، ذمی یا غیر ذمی شہادت تک جائز نہیں رکھی۔ (ہدایہ صفحہ ۲۸۶ میں ہے)

ولا بد من اعتبار السلام فی انکحة المسلمین لانه لا شهادة للکافر علی المسلم۔

مسلمانوں کے نکاحوں میں اسلام کا اعتبار ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں پر کافر کی گواہی جائز نہیں۔

نیز ہدایہ میں ہے:

لا ولایه لکافر علی مسلم لقوله تعالی ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا ولهذا لا تقبل شهادته علیه۔ (ہدایہ، ص ۲۹۸)

کافر مسلمانوں کا ولی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مسلمانوں پر راہ نہ کرے گا۔ اسی لیے مسلمان پر کافر کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

اگر اس مسئلہ میں عباراتِ فقہیہ کا التزام کیا جائے تو بہت زیادہ ہوں، لہٰذا میں اسی

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدر پر اکتفا کر کے کلام ختم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ بنی نوع کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین کتبہ العبد المتعصم بذیل سید المرسلین محمد نعیم الدین المراد آبادی غفرلہ ولوالدیہ۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ تھا تحریکِ پاکستان کا پہلا تعمیری قدم

http://t.me/Tehqiqat

غیر مسلموں سے اختلاط و ارتباط محبت و موالات پر سیدی صدر الافاضل قدس سرہ کا جامع و بسیط مقالہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا اور یہ بات بھی واضح طریق پر معلوم ہوگئی کہ غیر مسلموں سے دوستی و موالات تک جائز نہیں تو ان کو سیاست میں شریکِ کار اور معاملات میں دخیل کار بنانا کہاں جائز ہوگا؟

اب سے تقریباً چالیس برس پہلے مسلمانوں کو دو قومی نظریہ کا یہ سبق پڑھایا اور ان کو ہندوؤں اور غیر مسلموں سے جدا رہنے کا ارشاد فرمایا گیا تو اب آزادی ہند حصول پاکستان یا اکھنڈ بھارت کے لیے ان سے اتحاد و وداد کیسے جائز ہوگا؟ پاکستان کی تعمیری بنیاد گویا سب سے پہلے مسلمانان ہند کے لیے سیدی صدر الافاضل قدس سرہ نے رکھی، جب مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد تحریک پاکستان کا نعرہ بلند کیا تو وہی لوگ اس نعرہ کے حامی و مددگار بنے جو شروع سے اس اختلاط و ارتباط سے مجتنب تھے۔ علماء اہلسنت و جماعت ہی کی مساعی جمیلہ تھی کہ پاکستان کی تحریک کے وقت نظریہ پاکستان کی صدق دل سے مسلمانوں نے متحدہ کوشش کی مگر اختلاط و ارتباط کے حامی اور ہندوؤں کے ساتھ مخلوط کوشش کرنے والے خدا اور رسول کے باغی اور ملت کے غدار مسلمان اور ملا تو آخر وقت تک وطنیت پرستی کا ہی نعرہ لگاتے رہے اور آج بھی اس نظریہ کے اکثر و بیشتر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حامی ملاو عوام پاکستان کے سخت دشمن ہیں اور ہندوؤں، غیر مسلموں کی جے پکارتے ہیں، اکھنڈ بھارت کے شرمندہ تعبیر نہ ہونے والے خواب دیکھتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی ہدایت فرمائے۔ اب میں دیگر اعاظم و اکابر علماء اہلسنت کی تحریرات پیش کرتا ہوں، جنھوں نے گاندھی گردی کی آندھی اور خلافت کمیٹی کی فتنہ پردازی کے موقع پر مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھائی تھی۔

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ اور ترکوں کی حمایت، مسلمانوں کے لیے مفید مشورے

چنانچہ گزشتہ جنگ عظیم میں ترکوں پر اندوہناک مصائب اور دشمنانِ اسلام کے ظالمانہ طرزِ عمل نے مسلمانانِ عالم میں ایسی بے چینی پیدا کر رکھی تھی کہ اس کو ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

مگر افسوس کہ حسدور طبیعتیں ترکی کی اعانت اور مقاماتِ مقدسہ کی حمایت کے پردے میں خاصانِ خدا کو اپنے حسد و عناد کا آلہ بنا کر بدنام کرنا چاہتے تھے، چنانچہ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ اور دیگر علماء اہلسنت کی نسبت وہ وہ بہتان و الزام تراشیاں کیں کہ العظمۃ للہ۔

کبھی کہا گیا کہ ان کو سلطنت ترکیہ سے کوئی ہمدردی نہیں اور کبھی کہا گیا کہ وہ انگریزوں سے تنخواہ پاتے ہیں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کبھی کہا گیا کہ اعلیٰ حضرت ترکِ موالات کے مخالف ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ترکِ موالات کا سبق انہیں سے سیکھا تھا، لیکن حسدور انہیں پر غراتے تھے، اس کا وبال ان پر یہ رہا کہ ترکِ موالات کے مسئلہ میں منہ کے بل گرتے رہے اور جو راہ عمل بھی بنائی، وہ غلط رہی۔

ایسے خطرناک دور میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایک تحریر منیر اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور نمبر ۱۷ جلد ۴۹، ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی۔ بعد کو سیدی صدر الافاضل

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے "السواد الاعظم" جلد ۲، نمبر ۱، ۱۳۳۹ھ میں شائع کی، جس میں اعلیٰ حضرت نے مسلمانانِ ہند کی حالت اور بائیکاٹ کے متعلق اپنی رائے مبارک اور مسلمانوں کے طرزِ عمل کے متعلق چار مخصوص مفید باتوں کی ہدایت فرمائی اور سلطنت ترکی کی امداد کی ترغیب دی، اس سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جذبات صادقہ اور وسعت نظر کا پتا چلتا ہے، کاش اگر اس وقت سے ان ہدایات پر عمل کیا گیا ہوتا تو آج مسلمان بہت کامیاب ہو چکے ہوتے، اب بھی ان ارشادات کو دستور العمل بنائیں تو مسلمانوں کا تشتت و افتراق اور ان کی بے بسی کا خاتمہ ہو سکتا ہے، افادۂ عوام کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی وہ تحریر من و عن نقل کی جاتی ہے جو ملک التجار حاجی لعل خانصاحب کلکتہ کے مکتوب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کے جواب میں ہے۔

مکتوب حاجی لعل خان صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ حضرت مرشدی و مولائی دام ظلکم العالی تمنائے قدم بوسی کے بعد مودبانہ گزارش المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امدادِ ترک کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب:

ملاحظہ مکرم ذوالکرم حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی لعل خان صاحب دام مجدہم و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ المؤید کے چھ پرچے آئے، انہیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو، مگر اس کے برعکس اس میں رنج و ملال کی خبریں تھیں۔ بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزرے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کر سکتی۔ صدمہ کے لیے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی:

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے۔ اصلاح قلوب و احوال فرمائے، خطاؤں سے درگزر کرے۔ غیب سے اپنی مدد اتارے، اسلام و مسلمین کو غلبہ قاہرہ دے۔ آمین الٰہ الحق آمین۔ "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔"

مگر بے دلی نہ چاہیے--- "لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون" اللہ واحد قہار غالب علی کل غالب اس دین کا حافظ و ناصر ہے۔ "وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔" حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک غالبا" یہاں امر اللہ وہ وعدۂ صادقہ ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہوں گے اور رُوئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا۔ تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی۔ اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے۔ جب تو کوئی چارہ کار نہیں۔ شدنی ہو کر رہے گی۔ مگر وہ چندہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا پھر سیدنا روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام نزولِ اجلال فرمائیں گے، اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا۔ تمام رُوئے زمین پر ملت، ایک ملت اسلام ہوگی، اور مذہب، ایک مذہب اہل سنت، غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے، ابھی وہ وقت نہیں آیا، اگر ایسا ہے تو ضرور نصرتِ الٰہیہ نزول فرمائے گی، اور کفار ملاعنہ کردار کو پہنچیں گے۔ بہرحال بندگی بیچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے، ہماری حالت پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے، یہی جھٹکے جو پہنچ لیے ہیں انہی پر "زلزلوا زلزالا شدیدا" کو ختم فرمائے، اور "الا ان نصر اللہ قریب" کی بشارت سنا دے۔ "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔"

آپ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اس کا جواب میں کیا دے سکتا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں۔ اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان و مال، جنت کے عوض خریدے ہیں، "ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار، اور دشمن کے خواستگار۔ ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال اور اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں، اور میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی بھی حالت سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں، وہاں مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلسے ہیں، وہی رنگ، وہی تھیٹر، وہی سینما، وہی امنگ، وہی تماشے، وہی بازیاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں، ایک بات کو بھی کمی نہیں۔ ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار روپے دیئے۔ ایک عورت نے ایک چنیں و چناں جرگہ کو پچاس ہزار روپے دیئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ روپے دیئے اور یونیورسٹی کے لیے تو تیس لاکھ روپے سے زائد جمع ہو گیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لیے چھبیس ہزار روپے چندہ ہوا، بمبئی میں ایک کم درجہ کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپے کو خریدی فقط اس لیے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لیے جو کچھ جوش دکھائے جا رہے ہیں، آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو عملی کارروائی ہو رہی ہے، زمین کی تہ میں ہے۔ پھر کس بات کی امید کی جائے، بڑی ہمدردی یہ نکالی کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو۔ میں اسے پسند نہیں کرتا نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہوں۔ اول تو یہ کہنے ہی کے الفاظ ہیں، نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے۔ اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہوں گے۔ جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں، یہ تو سارا یورپ ہے، پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا، اس پر کتنوں نے عمل کیا، اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا اور ہو بھی تو کیا فائدہ؟ کہ وہ سو ترکیبوں سے اس سے دس گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں، لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی۔ بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا ویسے ہی چاہیے تھا کہ اولاً باستثناء ان معدودہ باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو' اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے' اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے' یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں' گھر کے گھر تباہ ہوگئے' اور ہوتے جاتے ہیں' محفوظ رہتے۔

ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر میں رہتا' اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے' یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گڑھت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً بمبئی' کلکتہ' رنگون' مدراس' حیدر آباد وغیرہ کے تونگر مسلمان' اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بینک کھولتے' سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے' مگر اور سو طریقے نفع لینے کے لیے حلال فرمائے ہیں' بعض کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے' اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب "کفل الفقیہ الفاھم" میں چھپ چکا ہے' ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انہیں بھی فائدہ پہنچتا' ان کے بھائیوں کی بھی حاجت بر آتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائیدادیں جو بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں' ان سے بھی محفوظ رہتے۔ اگر مدیون کی جائیداد ہی لے جاتے تو مسلمان ہی کے پاس رہتی' یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنیے چنگے۔

رابعاً سب سے زیادہ اہم' سب کی جان' سب کی اصل اعظم وہ دینِ متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارجِ عالیہ پر پہنچایا' چار دانگ عالم میں ان کی ہیبت کا سکہ بٹھایا' نانِ شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا "فانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔" دینِ متین علمِ دین کے دامن سے وابستہ ہے' علمِ دین سیکھنا' پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہان کی زندگی جانتے' وہ انہیں بتا دیتا کہ اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو' تنزل ہے' جسے عزت جانتے ہو' اشد ذلت ہے' مسلمان اگر یہ چار

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باتیں کر لیں تو انشاء اللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھل جاتی ہے۔ آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمایئے کہ سوال و جواب سے حاصل کیا؟ جب کوئی اس پر عمل کرنے والا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اوّل تو یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو، تو منظور نہیں اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے، ٹھنڈے دل سے پسند۔ گرہ گرہ زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں "فھل انتم منتھون۔"

دوم کی یہ کیفیت کہ اوّل تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں، اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر و عزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں۔ اگرچہ پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہل یورپ کو دیکھا ہے۔ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو، ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خریدیں گے۔ ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا، بلکہ خراب، اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کر لیں، ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو؟ "فھل انتم منتھون۔"

سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ، بے حیائی یا بے ہودگی کے کاموں میں ہزاروں، لاکھوں اڑا دیں، وہ ناموری ہے، ریاست ہے، اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار۔ اور جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض۔ ختنہ نے انہیں مسلمان کیا، اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے۔ نہ انہیں مرنا ہے، نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا حساب دینا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔" پھر وہ سود بھی لیں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے تو یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہیں ہوں۔ ناچار حاجت مند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائیدادیں ان کے نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ انٹرینس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے، وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے، اپنی ابتدائی عمر کہ تعلیم کا زمانہ ہے، یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپٹے چلے جاتے ہیں، اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کیے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں، اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیاوی عزت بھی پالی تو وہ عند الشرع ہزار ذلت، کہئے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا وقت کون سا آئے گا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں، اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بے ہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ بفرض غلط اگر ترقی بھی ہوئی، تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی۔ کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے۔ "فھل انتم منتھون۔"

یہ وجوہ ہیں، یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ اس نے تمہیں ذلیل کر دیا، اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا، اس نے جو کچھ کیا وہ صرف اس نے۔ اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں۔ ہائے قوم، وائے قوم! یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہو گئے، تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو؟ حالانکہ حقیقتاً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے، جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے۔ "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔"

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو، تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں، پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کیے کیا ہوتا ہے۔ ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص ہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے۔ یوں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انشاء اللہ تعالیٰ سب کرلیں گے۔ چند جگہ جاری تو کیجئے، پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائے گا۔ اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی۔ وہی آیہ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہوئی۔ "ان اللہ لا یغیر" (الایہ) جس طرح رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے، یونہی نیک روش کی طرف تبدیل پر بشارت ہے کہ اپنے یہ کوتک چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل دیں گے۔ ذلت کے بدلے عزت دیں گے، اے رب ہمارے ہماری آنکھیں کھول، اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج، مدینہ کے چاند کا صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ آمین۔

خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے، مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضرورتِ امداد ترُک کی نسبت کہئے! مرثیے ہزاروں پڑھے گئے، مگر سواء بعض غرباء کے امراء و رؤساء بلکہ دنیا بھر کے والیانِ ملک نے بھی کوئی قابلِ قدر حصہ لیا؟ وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے، وہ جو لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے، وہ ہیں اور بے پروائی، گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ انہیں جانے دیجئے۔ وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہئے! کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعویٰ ہے۔ مصارفِ جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے، ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر، فقیر، غریب رئیس، اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنی ایک مہینہ کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینے کی آمدنی میں بارہ مہینے گزر کرلینا کچھ دشوار نہ ہو، اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے لیے غریبوں کا پیٹ کاٹ کر بیں لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا، اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے، اور وہ بنی بھی نہیں، یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں، اسی کو اللہ واحد قہار کی راہ میں بھیج دیجئے۔ اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوا لے گی، بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی، اس وقت جو گت ہو گی اس کا بیان پیش از وقت ہے۔ اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام و کمال روپے سلطنتِ اسلام کو بقائے اسلام کے لیے بطور قرضِ حسن ہی دے دیجئے، اور زیادہ کیا کہوں۔ "حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔"

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

غرضیکہ تحریراتِ بالا سے علماء اہل سنت و جماعت کا موقف اور مقصد واضح ہو گیا ہو گا۔ علماء اہل سنت کو اس سے ہرگز خلاف نہیں تھا کہ حدود شرع میں رہتے ہوئے جائز طریقوں سے بقدرِ استطاعت سلطنتِ اسلامی کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت میں سعی نہ کی جائے، البتہ خلاف تھا تو اس سے تھا کہ مشرکین سے وداد و اتحاد اور انہیں حلیف و معاہد نہ بنایا جائے، اور نہ ان کو رازدار و دخیل کار ٹھہرایا جائے۔

افسوس ان غدار نیشنلسٹ مسلمانوں نے انہیں یار و مددگار و غمگسار بنایا، خود پس رو بن کر غیر مسلموں کو پیشوا مانا، قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی، یا بت پرستوں پر نثار کی، قرآن و "رامائن" کو ایک ساتھ ڈولے میں رکھ کر پوجا کی، اور مشرکین و شعارِ مشرکین کی بڑی بڑی تعظیمیں کیں۔ ہندوؤں کو مسجدوں میں لے جا کر واعظ مسلمین بنایا۔ ہندو و مسلم کا امتیاز اٹھا کر سنگھم و پریاگ مقدس علامات بنایا۔ ان غداروں نے اپنے ماتھوں پر قشقے لگوائے۔ ہندوؤں اور گئو ماتا کی جے پکاری۔ "بندے ماترم" کے نعرے لگائے۔ گاندھی کا نام خطبہ جمعہ میں "مقدس ذات، ستودہ صفات" جیسی تعریفات و توصیفات کے ساتھ داخل کیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

"مولانا" ابو الکلام آزاد سے علماء اہلسنّت کا مکالمہ، آزاد کی توبہ اور انحراف

خلافت کمیٹی کے شباب کے زمانہ میں علماء اہل سنت نے جگہ بہ جگہ جلسے کیے،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانانِ ہند کی رہنمائی کی، ہنود و کفار سے اتحاد و اختلاط کی مضرتیں بتائیں، چنانچہ اس موقع پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جو "السواد الاعظم" جلد ۲، شمارہ ۵، ۱۳۳۹ھ میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے شائع فرمایا ہے۔ "جماعت رضائے مصطفیٰ" جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خدام و احبابِ اہلِ سُنّت نے قائم کی تھی، اس کے اجلاس میں خود بنفس نفیس حضرت سیدی قدس سرہ موجود تھے، آپ واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ:

وسط رجب ۱۳۳۹ھ کو بریلی میں جمعیتہ العلماء کے جلسے عظیم اجتماعوں کے ساتھ منعقد ہوئے۔ اشتہارات میں رمز و کنایہ کے ساتھ مقابلہ کے اعلان بھی کیے گئے، اس موقع پر "جماعت رضائے مصطفیٰ" بریلی نے مناسب سمجھا کہ گفتگو کر کے معاملہ صاف کر لیا جائے، اور مسلمانوں کو ان غلطیوں سے بچایا جائے جن میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں، چنانچہ مناظرہ کے لیے جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب اور "مولوی" ابوالکلام صاحب آزاد کے درمیان تحریریں ہوئیں، مگر تحریروں سے معاملہ طے نہ ہوتا دیکھ کر علماء اہلسنت کی یہی رائے ہوئی کہ وہ خود جلسہ میں پہنچیں، چنانچہ اہلسنت کے غالباً دس بارہ عالم جلسہ میں پہنچے، اور انہوں نے صدر جلسہ "مولوی" ابوالکلام صاحب آزاد سے وقت مانگا، انہوں نے ۳۵ منٹ وقت دیا۔ جناب مولانا مولوی سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری نے تقریر فرمائی۔ مجمع میں پہلے سے جوش پیدا کر دیا گیا تھا، لیکن مولانا سید شاہ سلیمان اشرف صاحب نے اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ اپنے اعتراضات بھی پیش کر دیئے اور ان کی غلطیاں بھی دکھلائیں اور مجمع میں کوئی بے چینی بھی پیدا نہ ہوئی، بلکہ مجمع قبول کے کانوں سے حضرت مولانا کی تقریر سنتا رہا، بار بار اللہ اکبر کے نعرے اور تحسین و آفرین کی صدائیں سننے میں آ رہی تھیں۔ مولانا کی تقریر میں قربانی ترک کرنے، شعارِ اسلام کو چھوڑنے، شعائرِ کفر میں مبتلا ہونے کا تذکرہ تھا۔

حضرت مولانا نے یہ بھی بیان کیا کہ موالات تمام کفار سے ناجائز و ممنوع ہے۔ عام ازیں کہ نصاریٰ ہوں یا ہنود۔ آیت "لا ینھکم اللہ" سے موالاتِ ہنود ثابت کرنا غلطی ہے۔ آج تیرہ سو برس تک کسی مفسر نے اس آیت کو آیات تحریم موالات عن الکفار کا ناسخ نہیں سمجھا، پھر اس آیت میں جواز بر اقساط مذکور ہے نہ جوازِ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موالات۔ اسی سلسلہ میں حضرت مولانا شاہ سلیمان اشرف صاحب نے مولوی عبدالباری صاحب کے خط کا تذکرہ بھی کیا، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ فقیر نان کو آپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو گاندھی صاحب کا ہے۔ ان کو اپنا رہنما بنالیا ہے، جو وہ کہتے ہیں، وہی مانتا ہوں، میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے ۔

عمرے کہ بایات و احادیث گزشت

رفتی و نثار بت پرستے کردی

اور بتایا کہ کافر کو دینی مسئلہ میں رہنما بنانا، آیات و احادیث کی عمر کو بت پرست پر نثار کرنا، شانِ اسلام سے کس قدر بعید ہے۔ یہ ایمان ہے یا کفر ہے، کیا ہے؟ اس طرح مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے اراکین خلافت کمیٹی کی بے راہیاں اور سخت فاحش شرعی غلطیاں ذکر کیں اور فرمایا کہ مسلمان، گاندھی یا کسی اور کے پس رو اور تبع نہیں ہوسکتے، کسی کے جھنڈے کے نیچے نہیں آسکتے؛ البتہ اگر کوئی غیر مسلم ملکی مفاد کے لیے ہمارے جھنڈے کے نیچے آکر ہماری زیر سیادت کوشش کرے تو ہم اس سے کام لے سکتے ہیں۔ مذہب کسی سلطنت پر فدا نہیں کیا جا سکتا، اسلام وہ مذہب ہے جس پر سلطنتیں فدا کی جاتی ہیں۔ ہم اپنے مذہب میں ہندوؤں سے اتحاد نہیں کر سکتے۔ ہمیں مقاماتِ مقدسہ، خلافتِ اسلامیہ کے مسائل سے خلاف نہیں، خلاف ان حرکات سے ہے جو منافی دین ہیں، مخالفِ اسلام ہیں، ان کی روک تھام کے لیے عوام کو ان سے باز رکھیے۔

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے اس بحث پر نہایت چست اور زبردست و موثر تقریر فرمائی۔ مولانا کی تقریر کے بعد "مولوی" ابوالکلام صاحب آزاد نے ایک مختصر سی تقریر کی، جس میں حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کے ساتھ اپنے سابقہ تعلقات دوستی و محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا کے تشریف لے آنے اور تقریر فرمانے پر بہت کچھ اظہارِ مسرت کیا، اور مولانا کے اکثر اعتراضات سے پہلو تہی کر کے صرف دو ایک باتوں کے متعلق کچھ کہا، جس میں سے بہت بڑی تو یہ ہے کہ "مولوی" ابوالکلام صاحب نے اس عام مجمع میں تسلیم کیا کہ موالات جیسی نصاریٰ کے ساتھ حرام

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے، ہنود کے ساتھ بھی حرام ہے۔ اس پر یہاں تک زور دیا کہ ہندوستان کے ۲۲ کروڑ ہندو گاندھی ہو جائیں اور مسلمان ان کا اتباع کریں تو میں کہوں گا کہ وہ سب بت ہیں اور یہ بت پرست اور اس کے ساتھ زور کے لہجہ میں یہ کہا کہ کس ذمہ دار شخص نے ہندوؤں کے ساتھ موالات جائز کہی ہے۔ الحاصل اس مجمع میں "مولوی" ابوالکلام نے حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب کے بہت سے اعتراضات کا تو جواب بھی نہیں دیا، اور جن کی نسبت کچھ لب کشائی کی، ان کو تسلیم کیا۔ کسی کسی بات میں غیر ذمہ دار شخصوں کی آڑ بھی پکڑی، مگر مجمع نے "مولوی" ابوالکلام کی تقریر سے ان کے عجز و اعتراف قصور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس کے بعد جناب مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ و ممالکِ اسلامیہ کی حفاظت و خدمت ہمارے نزدیک ہر مسلمان پر بقدرِ وسعت و طاقت فرضِ عین ہے، اس میں ہمیں خلاف نہ ہے نہ تھا، اسی طرح سلطانِ اسلام و جماعتِ اسلامی کی خیر خواہی میں کچھ کلام نہ ہے نہ تھا، تمام کفار و مشرکین و نصاریٰ و یہود مرتدین وغیرہم سے ترکِ موالات ہم ہمیشہ سے ضروری و فرض جانتے ہیں۔ ہمیں خلاف آپ حضرات کی ان خلافِ شرع و خلافِ اسلام حرکات سے ہے، جن میں سے کچھ مولوی سید سلیمان اشرف صاحب نے بیان کیں، اور جن کے متعلق جماعت کے ستر سوال بنام "اتمامِ حجت تامہ" آپ کو پہنچے ہوئے ہیں، ان کے جواب دیجئے۔ جب تک آپ ان تمام حرکات سے اپنی رجوع شائع نہ کریں گے اور ان سے عہدہ برآنہ ہولیں گے، ہم آپ سے علیحدہ ہیں اور اس کے بعد خدمت و حفاظت حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ و ممالکِ اسلامیہ میں ہم آپ کے ساتھ مل کر جائز کوشش کرنے کو تیار ہیں۔

"مولوی" ابوالکلام صاحب خاموش رہے، اور "اتمامِ حجت نامہ" کا نام سن کر ایسا اڑا گئے گویا سنا ہی نہیں۔ اسی ضمن میں حضرت مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب نے خود "مولوی" ابوالکلام صاحب سے بالخصوص مخاطبہ فرما کر یہ کہا کہ "حضرت! آپ کو بھی تو اپنی حرکات سے توبہ کرنا ہے؟" اس پر ابوالکلام صاحب نے کہا کہ میری کیا حرکات ہیں؟ مولانا حامد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ آپ نے خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھی۔ ابوالکلام صاحب نے اس سے سخت انکار کیا اور کہا کہ میری طرف یہ نسبت کذب ہے اور انہوں نے اس کے قائل پر لعنت کی۔ "مولوی" ابوالکلام صاحب کی یہ حالت دیکھ کر مجمع نے یقین کرلیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ کی طرف سے ان پر جس قدر اعتراضات کیے جاتے ہیں، وہ سب درست ہیں، اور مخالفین کے ایک زبردست مقرر کو بھی ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، کبھی وہ واقعات پر مجبور ہو جاتا ہے، کبھی تبری و تحاشی کے لیے اپنے اوپر لعنت کرنے لگتا ہے، مگر مخالف کی یہ تمام کمزوریاں کسی کام کی نہیں، جب تک وہ توبہ صادقہ کرکے اپنی روش نہ بدلے، اور صراط مستقیم پر نہ آئے۔

"مولوی" ابوالکلام صاحب نے اسی جلسہ میں ان تمام اُمور سے توبہ بیزاری شائع کرنے کا وعدہ کرلیا تھا، مگر دیکھیے کب تک وہ ایسا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے، اور قبولِ حق میں کوئی عذر مانع نہ آئے۔ آمین۔ اور اب تو آزاد صاحب قیدِ زندگی سے بھی آزاد ہو کر آنجہانی ہو چکے ہیں۔ لیکن آخر دم تک ہندوؤں، غیر مسلموں اور ملت کے غداروں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار۔"

حق و باطل کا مقابلہ اور حق کی فتح

مولانا عبدالباری پر مواخذہ اور اُن کی توبہ

حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ کی بعض عبارتوں اور قولوں پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو مواخذے فرمائے، اور انہوں نے جس حُسن و خوبی سے علی الاعلان توبہ فرمائی، اس کی تفصیل حضرت تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہ کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیے جو ۱۳۳۹ھ میں شائع ہوئی۔ تحریر فرماتے ہیں کہ:

دنیا میں باطل کا سکہ بہت رائج ہے اور اس کی نظر فریب آب و تاب کبھی کبھی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہلِ خرد کو بھی دھوکہ میں ڈال دیتی ہے' اور مدتوں تک وہ اس کے گرویدہ اور بستہ عقیدت رہتے ہیں۔ ظاہر بین طمع کی چمک و دمک سے فریب کھاتا ہے اور اس کی ظاہری آب و تاب اس کو اس قدر معتقد بنالیتی ہے کہ مبصرین کی تحقیق سے انتفاع اور فائدہ اٹھانا اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔ ایک جعلی مشک بیچنے والے کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ پہلی مرتبہ اصلی مشک دکھاتا ہوں' اس کے بعد اپنا خانہ ساز جعلی و نقلی مشک پیش کرتا ہوں' اور بیشتر خریدار اصلی کو چھوڑ کر نقلی ہی کو پسند کرتے ہیں۔ ہرچند کہ زمانہ میں باطل کو خوب گرمی بازار حاصل ہے لیکن ایک نہ ایک دن' کسی نہ کسی وقت باطل کا پردہ فاش ہو جاتا ہے' اور آفتابِ حق و صداقت کے پائیدار اور نہ مٹنے والے انوار کے سامنے اس کی جھوٹی چمک دمک فنا ہو کر رہتی ہے۔

اس موقع پر مجھے خاص طور پر عالی جناب مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا تذکرہ کرنا ہے' مولانا فرنگی محلی لکھنؤ کے ایک ممتاز فاضل تھے' اور اس زمانہ میں انہیں جو شہرت حاصل ہو چکی تھی' وہ اس سے غنی کرتی ہے کہ ان کا تعارف کرایا جائے۔ مولانا نے موجودہ زمانہ کی جدوجہد میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے اور وہ علمی امتیاز کی وجہ سے اپنی جماعت کے سرخیل رہے ہیں' ہنود کے اختلاط سے یا سادگی سے یا کسی اور وجہ سے مولانا سے بھی بہت سی لغزشیں اور غلطیاں سرزد ہوئیں' جن میں سے بعض حدِ کفر تک پہنچتی ہیں۔

مولوی عبدالباری صاحب چونکہ ایک عالم شخص تھے' ان کے علم نے ان کو اس غلطی سے بچایا' اور جب اعلیٰ حضرت نے ان کے اقوال و افعال پر گرفتیں فرمائیں اور بعض اقوال یا افعال پر کفر اور بعض پر ضلال اور بعض پر معصیت کا حکم لگایا' تو مولوی عبدالباری صاحب نے حق پسندی کی ایک عمدہ مثال پیش کی۔ اس فتویٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور اپنی ان تمام لغزشوں اور غلطیوں سے ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء کے اخبار "ہمدم" لکھنؤ میں توبہ شائع کردی جس کی نقل ذیل میں ہے۔ انہوں نے اس توبہ سے صرف اپنے آپ ہی کو نہیں بچالیا' بلکہ عام مسلمانوں پر احسان کیا ہے' جو ان کو پیشوا سمجھ کر بے راہی میں مبتلا ہو رہے تھے۔ مولانا نے جس ہمت اور حوصلہ کا کام کیا ہے' اس کی تعریف

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے زبان قاصر ہے۔

اللہ تعالیٰ دوسرے لیڈروں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ توبہ کریں۔

مواخذات

یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں، جو حضرت مولانا عبدالباری صاحب کی طرف سے لکھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے فرزندِ اکبر حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمہ اللہ، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمہ اللہ اور تاجدارِ اہلِ سنت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ لے کر ان کے پاس گئے تھے، تاکہ وہ اس پر صرف دستخط فرما دیں، لیکن انہوں نے بہت اخلاص کے انداز میں ان اُمور سے توبہ شائع فرمائی۔ "جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔"

مولانا عبدالباری صاحب کی دعائے توبہ

"اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تحریرات وبیانات پر ایک سو ایک وجوہ کفر وضلال و اضلال قائم کیے جو طوالت اور بعض دیگر وجوہ کی بناء پر چھوڑے جاتے ہیں، مگر مولانا مرحوم نے ان سب کی نہایت فراخدلی اور اعتماد کے ساتھ تصدیق کی اور مواخذات سے مکمل رجوع کے بعد حسبِ ذیل عبارت اپنے قلم سے ارقام کرکے زیادہ کی۔"

(مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں، اور بہت گناہ وہ کیے ہیں ن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے۔ میں دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر ور معاف کرا دے۔ اے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت سے چھپا کر کیے،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے ہیں اور بہت سے نادانستہ کیے ہیں، سب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے ہیں جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا، ان سب سے اور ان کے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے، محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول کر اور مجھے توفیق دے کہ تیری معصیت کا ارتکاب نہ کروں، اور وہ امور بجا لاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں، اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کر، اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔"

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ

علی برادران کی توبہ

اسی طرح سیدی صدر الافاضل قدس سرہ اتمام حجت اور خوف آخرت سے ہوشیار کرنے کے لیے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے مکان پر دہلی تشریف لے گئے، مولانا کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے عذاب و خسران سے ڈرایا، اور کفار و ہنود، غیر مسلموں سے اتحاد و وداد کے نتیجہ سے آگاہ فرمایا۔

خدا کی شان ہے کہ وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل پر اثر کیا۔ وہ کہنے لگے: مولانا! آپ گواہ رہیں، میں اب توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ہنود و غیر مسلموں سے اتحاد و وداد نہ رکھوں گا۔ حضرت نے فرمایا: میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے، لیکن مجھے کس

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح معلوم ہو کہ آئندہ کلیتا آپ مجتنب ہو گئے ہیں۔

کہنے لگے: مولانا! میں نے ہندوؤں کے ساتھ اب تک میل جول رکھ کر مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے، دعا فرمایئے کہ باقی عمر میں اس نقصان کی تلافی کر سکوں۔ اب میں گاندھی کے پاس جا رہا ہوں، آپ دیکھیں گے کہ یہ میری اس سے آخری ملاقات ہو گی، اور اس سے اب اتمام حجت کے بعد انقطاع ہو جائے گا۔

چنانچہ حسب وعدہ گاندھی کے پاس گئے، مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے رسماً چند فارمولے بتائے۔ گاندھی بڑا عیار تھا اس نے ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ نتیجہ میں مولانا اس سے لڑ کر واپس آ گئے، اور اپنی بیزاری کا اعلان کر دیا۔ خدا کی قدرت اس توبہ سے تین مہینے بعد لندن میں گول میز کانفرنس کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا، اور مقابر انبیاء علیہم السلام فلسطین میں دفن کیے گئے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور ان کے تمام عیوب و کوتاہیوں سے درگزر کرے۔ آمین۔

مولانا شوکت علی مرحوم نے بھی اسی طرح مراد آباد آ کر حضرت قدس سرہ کے دستِ حق پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنواری۔

چنانچہ مولانا شوکت علی مرحوم جب بغرضِ توبہ مراد آباد آئے، تو اچانک سیدی قدس سرہ کے آستانہ اقدس پر بلا اطلاع چلے آئے۔ چونکہ حضرت قدس سرہ کی نشست بالائی منزل پر ہوتی تھی اور زینہ بہت تنگ تھا اور مولانا عظیم الجثہ تھے ایک آدمی کے ذریعہ اوپر اپنی آمد کی اطلاع کرائی، چنانچہ اوپر سے چند کرسیاں نیچے لائی گئیں۔ حضرت قدس سرہ نیچے تشریف لائے اور مولانا نے نہایت فراخ دلی سے گاندھی گروی، اور خلافت کمیٹی، سلسلہ ہندو نوازی اور احکام اسلامی سے انحراف، سب سے توبہ کر لی۔

غرضیکہ اس فتنہ عظیمہ میں جن کو مولیٰ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی، وہ کسی نہ کسی طریقے پر رجوع و توبہ کرتے چلے گئے، اور جو شقی ازلی اور غدارِ ملت تھے، وہ برابر آج تک اسی نظریہ پر قائم ہیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ الشعراء کی رحلت

جس مہینہ میں حضرت مولانا عبد الباری صاحب مرحوم کی توبہ ہوئی، یعنی رمضان المبارک کی ۲۵ تاریخ جمعہ الوداع کے روز سیدی استاذی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے والد ماجد استاذ الشعراء حضرت مولانا معین الدین صاحب نزہتؔ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ پرانی وضع کے مقدس عالم اور بزرگ تھے۔ آپ کے اوقات، عبادتِ الٰہی میں گزرتے تھے۔ ملک الشعراء ذکی کے تلامذہ میں سے صرف یہی باقی تھے۔ آپ کے شاگرد ہزارہا ہیں۔ آپ کا کلام بلاغت نظام سند مانا جاتا تھا، فکر بلند، طبیعت نازک، زبان فصیح رکھتے تھے۔ آپ ۸۰ سال کی عمر میں چار دن بخار میں مبتلا رہ ہو کر نفی اثبات کا ذکر کرتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

حضرت کے انتقال پر ملال کی خبر جب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کو کوہ بھوالی میں پہنچی تو آپ نے فوراً حسبِ ذیل مکتوب گرامی تعزیت میں ارسال فرمایا:

صحیفہ عالیہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

مولنا المبجل المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن جعل کاسمه نعیم الدین

السلام علیکم ورحمه الله وبرکاته

ان للہ ما اخذ وما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب وانما المحزوم من حرم الثواب۔ غفر اللہ لمولنا معین الدین ورفع کتابه فی علیین، وبیض وجهه

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوم الدین - والحقہ بنبیہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی وبارک وسلم علیہ وعلی الہ وازواجہ اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کسرکم ورفع قدرکم امین-

یہ پُرملال کارڈ روزِ عید آیا، میں نمازِ عید پڑھنے نینی تال گیا ہوا تھا، شب کو بے خواب رہا تھا اور دن کو بے خورو خواب، اور آتے جاتے ڈانڈی میں چودہ میل کا سفر دوسرے دن بعد نماز صبح سو رہا، سو کر اٹھا تو یہ کارڈ پایا، اسی وقت یہ تاریخیں خیال میں آئیں، ایک بے تکلف قرآن عظیم سے اور انشاء اللہ فال حسن ہے۔ دوسری حسبِ فرمائشِ سامی فارسی میں، مگر دو شعر کے لیے فرمایا تھا، یہ پانچ ہو گئے اور مادے میں ایک کا تخرجہ کرنا ہوا جس کا میں عادی نہیں، مگر اس میں کوئی لفظ قابل تبدیل نہ تھا لہٰذا یونہی رکھا، اور اسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تابقائے حیات، انشاء اللہ تعالیٰ روز ایصال ثواب کے لیے داخل وظیفہ کر لیا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھے گئے، مگر دنیا میں ان سے ملنے کی حسرت رہ گئی۔ مولیٰ تعالیٰ آخرت میں زیرِ لوائے سرکار غوثیت ملائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

http://t.me/fa...at

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاریخ از قرآنِ عظیم

رزق ربک خیر

۱۳ ھ ۳۹

دیگر

http://t.me/Tehqiqat

یک شہادت وفات در رمضاں
مرگِ جمعہ شہادتِ دگر ست
مرضِ تپ شہادتِ سومیں
بہرِ ہر سہ شہادتِ خبر ست
در مزارست چشمِ وا یعنی
پئے دیدارِ یار منتظر ست
مردہ ہرگز نہ معین الدین
کہ ترا چوں نعیم دیں پسر ست
از رضا سال بے سر اہمال
قُرب صدقِ ملیک مقتدر ست

۱۳۴۰-۱=۱۳۳۹ھ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبِ عید کی بے خوابی اور دن کو بے خور و خواب اور دو ہرے سفر کا پیچ و تاب اس کے سبب کل شام تک حالت ردی رہی۔ میں قابلِ حاضری ہوتا تو سر سے چل کر مزار کی زیارت اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفیٰ رضا کل صبح بریلی گئے، میں نے کہہ دیا ہے کہ تعزیت کے لیے حاضرِ خدمت ہوں۔ کل شام تک طبیعت کی بہت غیر حالت نے اس نیاز نامہ میں تعویق کی، اور آج اتوار تھا۔ لفافہ نہ مل سکتا تھا، اب حاضر کرتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام، سب احباب کو سلام!

شبِ پنجم شوال مکرم ۳۹ھ از بھوالی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(حصہ سوئم)

تاجدارِ اہلِ سُنّت کی سیاسی بصیرت

علم السیاست وہ کٹھن منزل ہے جس میں موجودہ دور کے اچھے اچھے ذی علم اس سے نابلد ہیں، اور یہ قدرتِ حق کی خاص نعمت ہے، جس کو بھی سیاست میں صحیح اندازِ فکر مرحمت فرمائے۔ حضرت قدس سرہ اس میدانِ سیاست کے نہ صرف شہسوار تھے، بلکہ علمی دنیا میں اس کو ثابت کر کے دکھایا۔ بڑی بڑی تیز و تند آندھیاں چلیں، بڑے بڑے کوہِ علم علماء اس آندھی سے محفوظ نہ رہے، اور تنکوں کی طرح ادھر سے ادھر پہلو بدلتے رہے۔ آج جس کو سیاست دانی کا دعویٰ ہے، وہ اپنی سابقہ زندگی کے ادوار کا آئینہ دیکھیں کہ میدانِ سیاست میں کیسی کیسی قلابازیاں کھا چکے ہیں، اور آج بھی ان کے جو نظریات ہیں، وہ اقتدار کی آندھیوں سے ڈگمگا رہے ہیں۔ کل جس نظریہ پر کسی غرض خاص سے قائم تھے، بیک جنبش نظر آج اس کے برعکس ہیں، ضروری نہیں کہ وہ مضبوط اور مستحکم نظریہ ہو، بلکہ ر۔م۔ع کے ساتھ ملنے پر اپنی خودغرضی کے ماتحت ڈانواں ڈول ہیں، حالانکہ سیاست ایک ایسا بساط شطرنج ہے کہ اس کے مہرے اور پیادے جب تک صحیح رفتار پر نہ جائیں اور مستحکم نظریات کا موازنہ نہ کھینچیں، مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج دنیا میں نہ مبصرین سیاست ہیں، نہ مفکرین حکومت۔ ہر ایک اپنی کرسی کا خواہش مند ہے۔ ان کی بلا سے قوم ڈوبے یا ترے، ملک رہے یا نہ رہے۔ نظام بگڑے یا سنورے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مہروں کی اصلاح فرمائے جو آنکھ پر پٹی باندھے خودغرضی کے بہاؤ میں بہے چلے جا رہے ہیں۔

میرے مخدوم حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء کی ہستی ایک کوہ گراں تھی کہ ان کی اوٹ میں ہزاروں کلاہ رواں کوہ گراں بن گئے، جنہوں نے گاندھی کو "مذکر" کہا "متذر" مانا جو کانگریس کی آندھیوں میں ہندو تنظیم کی پرخار وادیوں میں گمراہ ہو چکے تھے، ان کو حکمت عملی سے راہ راست پر لایا گیا، جو غیر ہو چکے تھے، انہیں اپنا بنایا، جو دشمن بن گئے تھے، انہیں اپنا کیا۔ آہ! آج وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، مگر ان کے فیض روحانی سے ہم آج بھی مایوس نہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل کی سیاست دانی، اور کیاست دینی، دونوں بے مثل تھیں۔ آپ نے ہر سیاسی مسئلہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا، دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا، اور اسی اصول پر آخر عمر تک قائم رہے اور اہل سنت میں سے کوئی بھی ان کے نظریہ کے خلاف نہ ہو سکا۔ عناد، حسد، خودورزی، خودغرضی سے جو مخالف ہوئے بھی تو انہیں آخر حضرت کے نظریہ کی ہمنوائی کرنی پڑی۔ پھر وہ دن آیا کہ اسٹیجوں پر مخالف، موافقت میں بولے، اور حضرت قدس سرہ کی تائید میں صدائیں بلند کیں۔ اس تحریک کے ابتدائی خدوخال بظاہر خلاف نظر آتے تھے اور بعید معلوم ہوتے تھے کہ آپ نے مآل پر جو نظریہ قائم کیا ہے وہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ لیکن زمانے نے دیکھ لیا کہ جو کہا اور جو بتایا، وہی ہو کر رہا۔ ملک میں بڑی بڑی تحریکیں اٹھیں، اور آپ ہر اس تحریک سے مجتنب رہے، جس کا انجام بے دینی اور قوم کی تباہی تھا۔

آخر دنیا نے دیکھ لیا کہ اس رجل عظیم کے نظریات اٹل تھے اور آج اس کی مخالفت کرنے والے کفِ افسوس مل رہے ہیں، چنانچہ پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں خلافت کمیٹی کا دور دورہ ہوا، بڑے بڑے افاضل اس کی ظاہری صورت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، لیکن آپ نے شروع سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ یہ تحریک ایک صورت

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریب اور دھوکہ سے زیادہ نہیں ہے۔ نتیجہ میں ہندو غالب آ جائیں گے اور یہ سب کچھ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ زمانہ نے دیکھ لیا کہ خلافت کمیٹی کا کام گاندھی پرستی اور کانگریس نوازی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ملک و ملت کا بے شمار سرمایہ تو لیڈروں کی شکم پروری کے کام آیا، یا وہ کانگریس کے استحکام میں صرف ہوا۔ اس کے بعد پھر کانگریس کا دور دورہ ہوا، ملک میں وہ عنصر جو "جدید مکتب فکر" کا بانی مبانی تھا۔ جس نے گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہا تھا، وہی بالآخر مشرکوں کا بذلہ خوار ہوا۔ جبہ و دستار کو گاندھی و نہرو پر نچھاور کرنا فخر جانا اور آج بھی اس جدید نظریہ کے مرکزی مقامات کے اکثر متعلقین ان کی حمایت کو فخر سمجھ رہے ہیں۔

حضرت قدس سرہ نے اس نکتہ کو سمجھا، اور غیر مبہم الفاظ میں کانگریس میں شرکت اور اس کی تائید کو خلافِ تعلیماتِ اسلام بتایا، مگر نجدی و دیوبندی کھل کر کانگریس کے حامی ہو گئے۔

ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ ان کو حرص اور لالچ دے کر جو چاہے کرایا جا سکتا ہے، تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو یا تو مرتد کیا جائے، یا ان کا قتل عام کیا جائے، چنانچہ شدھی تحریک جو ۲۴-۲۵ء میں چلی، اس کا پسِ منظر یہی امر تھا۔ آپ نے اس فتنہ ارتداد کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ جماعت "رضائے مصطفیٰ" قائم کی گئی اور اسی جماعت کے ذریعہ آپ اور مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب، مولانا سیّد غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، حضرت امیر ملت قبلہ عالی محدث علی پوری، تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی قدس سرہ، حضرت مولانا ابو الحسنات صاحب قادری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب، حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی مبلغ اسلام رحمتہ اللہ علیہم اور دیگر اعاظم علماء اہل سنت کی معیت میں آگرہ، متھرا، بھرت پور، گوڑگانواں، گوبند گڑھ، حوالی اجمیر، جے پور اور کشن گڑھ وغیرہ تک مسلسل دورے کیے اور مبلغین بھیجے، چنانچہ موضع چھپرہ میں مولانا سیّد غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اور حضرت علامہ مولانا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوالحسنات صاحب قادری، شردھانند کے مقابلہ میں عین رمضان شریف کی تاریخوں میں روزہ کے ساتھ پہنچے اور فتنہ ارتداد پر فتح یاب ہو کر وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا، جس میں ملکانہ ٹھاکروں کی تعلیم کا نظام کیا گیا۔ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ اس تبلیغی جدوجہد کے سلسلہ میں آگرہ ایک مدتِ مدید تک جلوہ افروز رہے اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اپنا ہیڈکوارٹر آگرہ کو بنایا، آخرکار "الحق یعلو ولا یعلی" کی جلوہ گری ہوئی اور شردھانند کا شر مٹا اور ہزارہا مرتد داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچایا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا یہ کارنامہ تفصیل کا محتاج ہے۔ یہاں صرف مختصراً ہی عرض کیا گیا ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کی اوّل تاسیس

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا، گوروگوکل کی تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گئو شالے، کالج، بھون، اسٹی، قائم کیے جائیں جس میں نوعمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت و حقارت کا جذبہ ابھارا جائے۔ اس پر آپ نے یہ نظریہ قائم کیا کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا پرچار ہے، لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو خون کی ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہوگا چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ و باخبر کیا اور فرمایا، اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی، اور سلک میں منسلک نہ ہوئے تو پھر جو انجام ہونا ہے، اس کے لیے تیار ہو جاؤ، چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے ملک کے تمام اعاظم و اکابر اہل سنت علماء و مشائخ کو مراد آباد میں مدعو کیا۔ ملک کے کونے کونے سے کھنچ کر سب جمع ہوئے، چار روز غور و فکر کیا گیا، بالآخر، "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی داغ بیل ڈالی گئی، جس کے ناظم اعلیٰ آپ اور صدر امیرِ ملت قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ باتفاق رائے منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے گوشہ گوشہ میں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنی کانفرنسیں قائم کیں اور سنی مسلمانوں کو متحد کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔

سنی کی تعریف

حضرت قدس سرہ نے سنی کانفرنس میں سنی مسلمانوں کی شمولیت کے لیے سنی کی تعریف حسبِ ذیل الفاظ میں فرمائی جس کو قرطاسِ رکنیت کی ہدایت میں شامل کرکے چھاپا:

"سنی وہ ہے جو "ما انا علیہ واصحابی" کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء راشدین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمھم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہو۔

کانگریس کی عبوری حکومت

پھر جب ۱۹۳۶ء میں انگریزوں نے عبوری حکومت قائم کرکے عنانِ حکومت کانگریس کے سپرد کی، اس وقت تک کانگریس اور مسلم لیگ متحد تھیں، لیکن بہت جلدی زمانہ نے دیکھ لیا کہ کانگریس کو حکومت ملتے ہی ملک کا امن وامان اٹھ گیا اور وہ حکومت کو سنبھالنے میں ناکام رہی، آخرکار انگریزوں نے کانگریس سے عنانِ حکومت واپس لے لی۔

مسٹر جناح کی کانگریس سے علیحدگی

۱۹۳۸ء میں کانگریس کی ایک میٹنگ لکھنؤ میں ہوئی، جس میں مسٹر محمد علی جناح بھی مسلم لیگ کی طرف سے شریک ہوئے۔ اس وقت کسی بات پر نہرو نے کہا ہمیں مسلمانوں کی برابری کی ضرورت نہیں، ان کو ہم اپنے ماتحت رکھیں گے، چونکہ نہرو کو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھروسہ تھا کہ ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں، جن کو تھوڑا سا ٹکڑا ڈال کر سب کچھ کرایا جا سکتا ہے، اور ان کے جبہ و دستار کو خریدا جا سکتا ہے، وہ بھلا محمد علی جناح کی کیا پرواہ کرتے، مگر محمد علی جناح یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ

"ہم باعزت مساویانہ شرکت کر سکتے ہیں، ذلیل و ماتحت ہو کر نہیں رہ سکتے۔"

اس پر نہرو نے کامل بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا، اور مسٹر محمد علی جناح کانگریس سے نکل کر مسلم لیگ کی علیحدہ تنظیم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

جب یہ باتیں منظرِ عام پر آ گئیں، اور ہندوؤں نے اپنا چھپایا ہوا کینہ کھول کر سامنے رکھ دیا تو اس وقت حضرت قدس سرہ نے پھر فرمایا:

"دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ ہندوؤں پر بھروسہ کرنا کسی وقت بھی صحیح نہ تھا: لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر- الآیہ- فرمانِ حق، حق نکلا کفار سے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی توقع رکھنا سخت نادانی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔"

اس وقت آپ نے خیال کیا کہ انگریز اب زیادہ عرصہ ملک میں نہیں رہے گا۔ لامحالہ اس کو ملک چھوڑتے وقت کسی نہ کسی کو سپرد کرنا ہے۔ اگر نیشنل پارٹی اور کانگریس کو ملک سپرد کیا گیا، یا کم از کم ان کی بالادستی رہی تو مسلمانوں کا وہی حشر ہو گا جو قرآن کریم کا فرمان ہے اور جس کا عملی نمونہ ۱۹۳۷ء کی کانگریسی وزارتوں میں دیکھا جا چکا ہے۔ مسلمانوں کی فلاح اور ان کی مذہبی و ملی روایات کی بقا اسی میں ہے کہ جن صوبوں میں مسلم اکثریت ہے، ان کو متحد کر کے ایک علیحدہ مسلمانوں کی مرکزی حکومت بنائی جائے، اور ان صوبوں میں جو غیر مسلم آباد ہیں، ان کو ذمی یا معاہد کی حیثیت دے کر ان صوبوں کے مسلمانوں کے لیے جو غیر مسلم اکثریت میں بستے ہیں، بطور یرغمال محفوظ رکھا جائے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریکِ پاکستان

آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا، جس میں قائدِ اعظم محمد علی جناح اور دیگر زعمائے مسلم لیگ نے مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدہ مرکزی حکومت کی قرار داد پاس کی تو اب وہ مسلمان جن کو علماء اہلسنّت نے کانگریس اور اس کے بذلہ خوار نیشنلسٹ کے پنجہ سے محفوظ رکھا تھا، مسلم لیگ کا ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تحریکِ پاکستان اور سنی علماء

ادھر علماء اہل سنت نے محسوس کیا کہ اب ضرورت ہے کہ سنی علماء متحد ہو کر نظریہ پاکستان کو مستحکم کریں، اور ملک کا بٹوارہ کرا کے مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدہ "اسلامی ریاست" بنانے میں معاون ہوں۔

قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں سنی کانفرنس کی مساعی

تحریک پاکستان کا آغاز ہوتے ہی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے نظریہ پاکستان سے روشناس کرنے کے لیے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ فارم سے غیر منقسم برصغیر کے ہر شہر و قریہ میں علماء اہل سنت کی جماعت کے ساتھ دورے شروع کر دیئے۔ صوبجات مدراس و گجرات، کاٹھیاواڑ، جوناگڑھ، راجپوتانہ، دہلی، یو۔پی، پنجاب، بہار، غیر منقسم بنگال میں کلکتہ، ہگلی، چوبیس پرگنہ اور ڈھاکہ، کرنافلی، چاٹگام، سلہٹ، پٹنہ وغیرہ میں بغیر سکونِ وقفہ کے دورے شروع فرمائے۔

پھر ۱۹۴۵ء میں "سنی کانفرنس" کی تنظیم کو تیز تر کر دیا۔ صوبائی و اضلاعی اور قریہ جاتی مکمل تنظیم کرائی اور جلد ہی ایک آل انڈیا اجلاس بلانے کا اعلان کر دیا۔ اسی دوران اس راقم الحروف غلام معین الدین نعیمی کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے مرکزی دفتر کا "منصرم" مقرر فرمایا۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملک کے اکابر و اعاظم علماء و مشائخ کرام کو نظریہ پاکستان کی پر زور حمایت اور "سنی کانفرنس" کی تنظیم و احیاء کے سلسلہ میں دن رات جھنجوڑا جاتا رہا۔ اس سلسلہ میں راقم الحروف کو حضرت علامہ ابوالحسنات قدس سرہ سابق صدر "پنجاب سنی کانفرنس" کے نام حضرت قدس سرہ کے چار خطوط میسر آ گئے، جن میں سے تین خط تو حضرت کے اپنے دستِ اقدس سے تحریر ہیں، اور چوتھا خط منشی کے قلم سے ہے، اور آخر میں حضرت کے دستخط ثبت ہیں، ان خطوط کو ملاحظہ فرمائیے اور آپ کی سیاسی بصیرت اور اولوالعزمی کو دیکھئے۔ یہ خطوط راقم السطور کے پاس محفوظ ہیں، زیارت کی جا سکتی ہے۔ افسوس کہ مزید خطوط دستیاب نہ ہو سکے۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریک پاکستان اور تنظیم سنی کانفرنس کے سلسلہ میں حضرت کے چند خطوط بنام حضرت مولانا ابو الحسنات قدس سرہ صدر پنجاب سنی کانفرنس

http://t.me/Tehqiqat

مکتوب گرامی نمبر۱

حضرت مولانا المحترم اکرمکم الاکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حج وزیارت کی نعمتیں مبارک۔ تشریف آوری کی اطلاع کا منتظر ہی رہا۔ وقت پر خبر نہ ہو سکی۔ اب بھی دل آپ کے دیدار کا متقاضی ہے۔ سردی زیادہ ہے، تنفس کا مرض ہے، جس وقت بھی افاقہ ہوا اور موقع ملا آپ کے دید و برکات سے لطف اندوز ہونے کا قصد رکھتا ہوں۔ ملک بھر میں سنی کانفرنسیں قائم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں، پنجاب سنی کانفرنس آپ کے ورودِ مسعود کے لیے چشم براہ تھی۔ دنیا میں تمام جماعتیں بیدار ہیں۔ کیا سینوں ہی کی قسمت میں خوابِ غفلت ہے۔ امید یہ تھی کہ آپ حضرات کے اثر و اقتدار سے پنجاب کی سنی کانفرنس تمام صوبوں پر فائق ہو گی، مگر ابھی تک جمود ہی نظر آ رہا ہے۔

براہِ کرم چشمِ عنایت کو کام فرمایئے اور تھوڑا وقت اس دینی اہم خدمت کی نذر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیجیے۔

مولانا ابوالبرکات مولوی سید احمد صاحب سے سلام مسنون کے بعد یہی مضمون عرض کر دیجیے۔ والسلام۔

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب گرامی نمبر ۲

عزیز محترم سلمہ دعواتِ دارین و سلام مسنون کے بعد مکشوف ہو۔ آپ کا خط مسرت نمط ملا۔ ماشاء اللہ آپ کا جذبہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی۔ آپ نے جمہوریت پنجاب قائم فرمائی۔ "جزاکم المولی تعالی" آپ نے جو خط چھاپا ہے اس کی دو سو چار سو جس قدر کاپیاں آپ عنایت کر سکیں، فوراً بھیج دیجیے۔ دیوان صاحب اجمیر شریف کی تشریف آوری کا اندراج سہواً ہو گیا، اس کی اصلاح درکار ہے۔ استفسارات کے جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام "جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ" ہے۔ یہ دو ایوانوں پر مشتمل ہو گی: ایک ایوانِ عام، ایک ایوانِ علماء۔ ایوانِ علماء کا نام "جمہوریت عالیہ" ہے۔ آپ دستور اساسی طبع کرانے کے مجاز ہیں۔ اگر چھپوائیں تو ۲ ہزار یہاں کے لیے بھی چھپوالیں، مصارف ادا کیے جائیں گے۔

(۲) دستور پر نظر ثانی کر کے بعد اصلاح ارسال کیا جاتا ہے۔

(۳) روداد ابھی طبع نہیں ہوئی، مرتب کی جا رہی ہے۔

(۴) خطبہ استقبالیہ طبع ہو رہا ہے۔ صوبائی جمعیتیں اس کی جس قدر کاپیاں چاہیں گی، مناسب قیمت پر دی جائیں گی۔

(۵) "پاکستان" کی تجویز سے "جمہوریت اسلامیہ" کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں، خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ وزارتی مشن کی تجویز سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔

(۶) روزانہ اخبار کی ضرورت ہے۔ ابھی اس کے لیے کوئی باہمت تیار نہیں ہوا۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزیز مولانا مولوی سید احمد صاحب سلمہ سے سلام مسنون فرمادیں۔ والسلام
سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب گرامی نمبر ۳

عزیز القدر سلمہ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ ملا پاکستان کو شرعی پابندیوں کے ساتھ وجود میں لانا کسی طرح قابلِ اعتراض نہیں ہو سکتا۔

سنی کانفرس جلد قائم ہونی چاہیے تاکہ اس کے ماتحت اضلاع اور ان کے ماتحت مفصلات کی جمعیتیں قائم ہو سکیں۔ اور اس نظام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے موثر مساعی عمل لائی جا سکیں۔

الیکشن کے موقع پر کانگریس کے حق میں رائے دینے سے مسلمانوں کو روکنا بالکل بجا ہے اور اس میں کچھ بھی تامل نہیں، مگر اس سے آگے قدم بڑھانے کی اجازت میں آپ کو نہیں دیتا، اور آگے بڑھنے میں ہمارے اپنے مفاد خلل پذیر ہوتے ہیں، جوش میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مردانگی ہے۔

مولوی۔۔۔ صاحب کے بچہ کو مولیٰ سبحانہ صحت عطا فرمائے، میں اس کے لیے دعا کرتا ہوں۔ براہ کرم مجھے اس کی صحت سے مطلع فرمائیے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگریس سے بدتر ہے، غلط بھی ہے اور بہت خطرناک بھی۔ اگر یہ کلمے کانگریسیوں کے کان میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے میں ان سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم برحق، مولوی صاحب موصوف کی ذہنیت درست فرما دے۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہیں، نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو خدا جانے کیا سمجھتے ہیں۔ مولیٰ سبحانہ حق کی ہدایت فرمائے، ہمیں بھی اور انہیں بھی اور اپنے سب مسلمان بندوں کو، آمین والسلام۔

(دستخط) سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مکتوب گرامی نمبر ۴

عزیزی سلمہ دعواتِ وافرہ و سلام مسنون- فوری طور پر ایک اطلاع دے دی گئی تھی، جس میں نئی وبا کا علاج مقصود تھا اس کی مکمل تجویز طبع شدہ آپ کے پاس خطبہ صدارت کے ساتھ بھیج رہا ہوں- آپ کے خیال میں جو راہ اختیار کی، وہ اس ماحول پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں ہے جس میں اب تک آپ ہیں اور رائے جیسی بھی ہو، اس کا اظہار میرے نزدیک پسندیدہ ہے-

سنی کانفرنس کے شرکاء کی تعداد کروڑ سے تو ضرور متجاوز ہو چکی ہے، تو کیا آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد میں کوئی بھی عقل و دماغ والا انسان نہیں ہے؟ اس میں علماء بھی ہیں، انگریزی داں بھی ہیں، وکلاء بھی ہیں، اگر سب طبقے ناکارہ ہیں، صرف چار ہی آدمی ایسے قابل ہیں جو سیاست کی گاڑی چلا سکیں، تب تو مسلمانوں کو صبر کر کے بیٹھ جانا چاہیے- میرے نزدیک تو اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت سے سمجھدار لوگ ہیں جو اس کام کو خوبی سے کر سکتے ہیں، اور ان میں سے خود آپ بھی ہیں- اس وقت جو کونسلیں حکمرانی کر رہی ہیں، ان کے ارکان پر نظر ڈالیے، کیسے کیسے بے علم ہیں، اور آپ کے علماء میں بھی اللہ کے فضل سے ہر قابلیت کے لوگ موجود ہیں، یہاں تو مدعا ہی اور تھا- بہر حال آپ غور کر لیجیے، جو مضمون خط میں لکھا ہے، اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو، تو تار کے ذریعہ سے بھیج دیجئے اور آپ کی ملاقات یقیناً فائدہ بخش اور ضروری ہے اور اس کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ ۲-۳-۴ شعبان ۶۵ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے ہیں، اور اس کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ہیں، حضرت محدث صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے اور علماء بھی ہوں گے، آپ دونوں بھائی بھی تشریف لائیں تو بہت اچھا موقع گفتگو کا ملے گا- سفر خرچ تشریف آوری پر حاضر کیا جائے گا-

آپ کے استفسارات کے جوابات اور آپ کے جوانمردانہ عمل پر مسرت کا اظہار میں آپ کا پہلا خط پا کر لکھ چکا ہوں، تعجب ہے کہ آپ کو وصول نہیں ہوا-

دستور اساسی چھاپنے کی قطعی اجازت ہے-

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطبہ صدارت میں آپ ملاحظہ فرمائیں، اس میں سے کچھ کم نہیں کیا گیا ہے۔

والسلام۔

(دستخط) سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد

۱۹۴۶ء میں ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ اپریل کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار (۴) روزہ اجلاس منعقد ہوئے، جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، اور عام اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہوتا تھا۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے علماء مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آ گئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالیہ جو حضرت محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے، جسے راقم الحروف نے ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور کے زیر اہتمام دوبارہ یہاں شائع کرایا ہے، پڑھا گیا۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہلِ بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع، پاک و ہند میں کبھی چشمِ فلک نے نہ دیکھا تھا۔

حضرت قدس سرہ نے اس اجلاس میں شرکت کے لیے لندن سے آیا ہوا وزارتی مشن کرپس وغیرہ کو بھی مدعو کیا تھا لیکن عین اخیر وقت میں، ملک میں گوناگوں مصروفیت کے باعث عدم شرکت کی معذوری کا تار بھیج دیا۔

اس عظیم الشان فقید المثال اجلاس میں حسبِ ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

قرارداد برائے تحریک پاکستان

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے حسبِ ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:

(i) حضرت مولانا شاہ سیّد ابو المحامد سیّد محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔

(ii) حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔

(iii) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب۔

(iv) حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔

(v) حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

(vi) حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔

(vii) حضرت مولانا مولوی سیّد شاہ دیوان آلِ رسول علی خان صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔

(viii) حضرت مولانا ابو البرکات سیّد احمد صاحب لاہور۔

(ix) حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔

(x) حضرت پیر سیّد شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)

(xi) حضرت مولانا شاہ سیّد زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔

(xii) خان بہادر حاجی بخشی مصطفیٰ علی صاحب (مدراس)

(xiii) حضرت مولانا ابو الحسنات سیّد محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسبِ ضرورت و مصلحت اضافہ کر لے، یہ لازم ہو گا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لیے جائیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعمیرِ پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکاروں کی رخنہ اندازی

تعمیرِ پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشارہ پر ان بڑے بڑے جبہ و دستار والے وہابی دیوبندی مکتبِ فکر کے علماء نے ایک انوکھا اور اچھوتا نعرہ بلند کیا کہ "ہندو مسلم دو قومیں نہیں ہیں، سب ایک بھارت کے پوت ہیں، ملت، وطنیت سے بنتی ہے۔ دونوں کا وطن بھارت ہے، لہٰذا مسلم ملت کے وجود کو علیحدہ ثابت کر کے ملک کی تقسیم کرانا صحیح نہیں۔"

ڈاکٹر اقبال نے بسترِ مرگ پر ایک قطعہ میں کیا خوب ان کی قلعی کھولی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن ست
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی ست
بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

بالآخر سنی علماء کی مساعی و ہمدردی، اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی پامردی سے اسلام کے نام پر ملک تقسیم ہوا۔

حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آنا علماء کی شان کے لائق نہ سمجھا، لیکن علماء نے مسلم لیگ کے حریفوں کا سرگرمی کے ساتھ مقابلہ کیا، اور یہ مسلم لیگ پر کوئی احسان نہیں، بلکہ ہمارا نقطہ نظر شروع سے ہی اسلامی تعلیمات کے ماتحت تھا۔ اس جماعت نے ہر دور میں کبھی غیر مسلموں پر اعتماد و بھروسہ نہیں کیا، اب جو ایک قدم مسلم لیگ نے قرآن و سنت اور اس کے اسلامی احکام کے تنفیذ و ترویج کا اٹھایا، تو علماء نے اسلام کی سربلندی کے لیے مسلم لیگ کے حریفوں کا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقابلہ کیا، اور ان تمام بذلہ خواروں کو جنھوں نے پہلے سلطنتِ مغلیہ کے دور میں انگریزوں کی ہمنوائی میں بڑی بڑی رشوتیں لیں، جس کے صلہ میں "شمس العلماء" "خان بہادر" وغیرہ خطاب پائے، جاگیریں لیں، اور وہی سب ہندوؤں کے ٹکڑوں پر بک کر مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں، پردہ فاش کیا لیکن ان سب ہنگامہ رُست و خیز میں مسلم لیگ نے جہاں ملک کی تقسیم کا فرض بخوبی سرانجام دیا، وہاں چند فاش غلطیاں بھی کیں جس کی بنا پر بقول مولانا حسرتؔ موہانی مرحوم "لنگڑا پاکستان" بنا۔

(۱) پہلی غلطی یہ کہ دو صوبوں کے بُعد المشرقین کے اتصال کے لیے بری (خشکی) راستہ اپنے نصب العین میں شامل نہیں کیا۔ جب حضرت قدس سرہ اور سنی کانفرنس کی طرف سے شدت کے ساتھ مطالبہ ہوا تو آخر وقت میں مسٹر جناح نے مطالبہ میں شامل کیا، مگر وہ بعد از وقت تھا۔

(۲) دوسری غلطی یہ کہ مسلم اکثریت کے دو عظیم صوبوں کی اندرونی تقسیم گوارا کرلی، جس کی بنا پر ۱۹۴۷ء کے ہوش رُبا قیامت خیز، خونریزی، عصمت دری اور بے پناہ تبادلہ آبادی کی نوبت آئی جس سے پاکستان نہایت درجہ کمزور ہوگیا اور اسی کی بدولت کشمیر کا مسئلہ پیش آیا۔

(۳) تیسری سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ کہ آنکھ بند کرکے ریڈ کلف پر اعتماد کیا اور یہ نہ سوچا کہ تاریخ میں کبھی انگریز، مسلمانوں کا بہی خواہ نہیں رہا تو اب کیسے رہے گا وہ اصول و انصاف کو مدِ نظر رکھ کر خطِ مستقیم کیسے کھینچ سکے گا؟ اور اس میں کوئی چور دروازہ نہیں چھوڑے گا جس سے کبھی مسلمان چین سے نہ بیٹھ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کپور تھلہ جیسی مسلم اکثریت کی ریاست ہی نہیں، بلکہ مالیر کوٹلہ وغیرہ بھی انڈیا کو دے دیا۔ پھر لطف یہ کہ ہندو نوازی میں بعض تحصیلوں میں سے ان دیہاتوں کو بھی جن میں غیر مسلم تھے، کاٹ کر انڈیا سے ملا دیا۔ حیدر آباد، جونا گڑھ، مانادو وغیرہ کے ساتھ جو بے انصافی کرکے ہندوؤں کے سپرد کیا وہ سراسر انصاف کا خون ہے۔ اسی نے کشمیر کو ہم سے دور کیا حالانکہ عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں کشمیر بہرحال ہمارا ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) چوتھی غلطی یہ کہ مسلم لیگ نے قائد اعظم کو مملکت کا گورنر بنایا حالانکہ بہتر یہ تھا کہ قائد اعظم کو کسی قانونی شکنجہ میں پھانسنے کی بجائے انہیں صرف ملت کا معتمد علیہ، اور ان کو لیڈر کی حیثیت سے رکھا جاتا، چنانچہ اس کا نتیجہ ہے کہ لیڈر شپ، حکومت کی باندی و غلام بن کر رہ گئی اور ملک کے عوام اور حکومت میں کافی کشیدگی اور بعد المشرقین ہوگئی۔ عوام بہت جلد ایسی حکومت سے بیزار ہوگئے جو لیڈری سے سربراہی پر پہنچے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے تاریخ کبھی اباء نہیں کرسکتی۔

قیامِ پاکستان کے بعد
حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا
پاکستان میں ورودِ مسعود

۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ بہ معیت حضرت محدث اعظم ہند ابوالمحامد سید محمد صاحب کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس، حضرت تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس، اور یہ فقیر نعیم غلام معین الدین منصرم آل انڈیا سنی کانفرنس، قیامِ پاکستان کے بعد کانفرنس کی قرارداد کے بموجب دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز مارچ کے مہینے لاہور مغربی پاکستان تشریف لائے، یہاں اسلامی دستورِ پاکستان کے سلسلہ میں مقامی علماء و زعماء سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد کراچی تشریف لے گئے، وہاں مقامی علماء و زعماء سے اسی سلسلہ میں گفتگوئیں فرمائیں اور مرکزی وزراء سے مقامی علماء نے اسلامی دستور کے سلسلہ میں متعدد ملاقاتیں کیں۔ بالآخر یہ طے پایا کہ پاکستان کے لیے "اسلامی دستور" کا خاکہ اسلامی اصول اور ضوابط کے تحت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مرتب فرمائیں، ہم اس کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے منظور کرائیں گے۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اس کا وعدہ فرمایا کہ میں مراد آباد واپس جاکر پاکستان کے لیے "اسلامی دستور" مرتب کرکے بھیج دوں گا، مگر

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کراچی کے دورانِ قیام میں ہی سخت علیل ہو گئے تھے۔ اپنا قیام مختصر کر کے لاہور واپس تشریف لائے۔ تقریباً ایک ہفتہ مدرسہ حزب الاحناف دہلی دروازہ صاحبِ فراش رہے۔ جب حالت زیادہ خراب ہو گئی اور رُوبااصلاح کی صورت نظر نہ آئی تو آپ نے مراد آباد واپسی کا ارادہ فرمایا۔ اتفاق سے ایک اسپیشل ہوائی جہاز دہلی جا رہا تھا۔ اس میں نشستیں ریزرو کروالی گئیں۔ جب مراد آباد روانگی کا دن آیا، تو علماء و زعماء کا ایک جمِ غفیر والٹن ہوائی اڈہ پر رخصت کرنے آیا۔ حضرت قدس سرہ کی حالت دیکھ کر تمام لوگ چشمِ پُرنم تھے اور ہر ایک یہ خیال کرتا تھا کہ اب یہ نورانی صورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔

غرضیکہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے مراد آباد پہنچنے کے بعد علالت کے باوجود پاکستان کے علماء و زعماء سے کیے گئے "اسلامی دستور" کی تدوین و ترتیب کے وعدے کے ایفاء کا عزمِ صمیم فرمایا۔ مختلف ممالکِ اسلامیہ اور ترکی خلافتِ عثمانیہ کے دساتیر و قوانین کی کتابیں جمع فرمائیں، اور پاکستان کے لیے "اسلامی دستور" کے خاکہ کے لیے ذیل کے چند دفعات رقم فرمائے جو کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے اپنے دستِ مبارک کے تحریر کردہ ہیں اور اصل تحریر میرے پاس محفوظ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن اتبعہ ووالاہ۔

پاکستان

تعریف

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تصریحات کے مطابق پاکستان سے وہ آزاد اسلامی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکومت مراد ہے، جو ہندوستان کے اندر شریعتِ طاہرہ کے مطابق فقہی اصول پر قائم کی جائے گی:

۱۔ اس حکومت کا فرمانروا ایک سنی امیر ہو گا۔

۲۔ اس امیر کو مسلمانانِ اہلِ سُنّت کی اکثریت منتخب کرے گی۔

۳۔ وہ امیر دیندار اور مدبر اہلِ اسلام کی ایک جماعت کو شوریٰ کے لیے منتخب کرے گا۔

۴۔ جماعتِ شوریٰ، امیر کی ماتحت ہو گی۔

۵۔ جماعتِ شوریٰ کی تجاویز، امیر کی منظوری کے بعد مکمل سمجھی جائیں گی۔

۶۔ امیر، جماعتِ شوریٰ کے مشورہ سے ایک وزیرِ اعظم کا انتخاب کرے گا۔

۷۔ یہ وزیر جملہ اُمورِ داخلہ و خارجہ کے نظم و نگرانی کا کفیل ہو گا۔

۸۔ وزیرِ اعظم محکمہ جاتِ سلطنت کے لیے جُدا جُدا وزیر نامزد کر کے امیر سے منظوری حاصل کرے گا۔

۹۔ امیر کی منظوری کے بعد یہ وزراء اپنے محکمہ کا کام ہاتھ میں لیں گے، اور حسبِ ضرورت، عہدہ دار اور محکمے مقرر کریں گے۔

۱۰۔ محصولات، شرع کے مطابق فقہ کی رہنمائی سے مقرر کیے جائیں گے۔

۱۱۔ غیر مسلم رعایا کو معاہد بنایا جائے گا اور انہیں امن دی جائے گی، اور ان کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہو گی۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ پاکستان کے لیے "اسلامی دستور" کے سلسلہ میں مذکورہ گیارہ دفعات ہی لکھنے پائے تھے کہ علالت نے غلبہ کیا، یہاں تک کہ ماہ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کی جانب رحلت فرما ہو گئے، اور یہ دستوری خاکہ مرتب نہ فرما سکے۔

کاش کہ حضرت اقدس سرہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں پاکستان کے لیے ایک اسلامی دستوری خاکہ مرتب فرما کر عنایت کر سکتے، تو تاریخِ اسلام میں ایک عظیم دستاویز کا اضافہ ہوتا، اور اسلام پسند حلقوں کے لیے ایک اہم اور بلاشک و ریب خالص اسلامی ضابطہ و

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قوانین ہاتھ آجاتا، لیکن مشیت ایزدی میں کس کو چارہ ہے۔

سنی کانفرنس اور جمعیتہ العلماء پاکستان

ملک کی تقسیم ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بد اعتمادی کا ہونا چونکہ فطری امر تھا، اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا، تو تنظیم کے لیے گوناگوں خدشات تھے، اور یقیناً دونوں ملک تشویش کی نظر سے دیکھتے۔ اس لیے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہلسنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا، اور اس کا نام بدل کر "جمعیتہ العلماء پاکستان" رکھ دیا گیا اور حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب سابق صدر پنجاب سنی کانفرنس کو مرکزی جمعیتہ العلماء پاکستان کا صدر مرکزی منتخب کیا گیا، اور حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی کو ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ العلماء پاکستان نامزد کیا گیا۔

اسی طرح پاکستان میں "سنی کانفرنس" کی تنظیم "جمعیتہ العلماء پاکستان" کے نام سے موسوم ہو گئی۔

بھارت میں سنی کانفرنس کا خاتمہ

چونکہ "سنی کانفرنس" کی پوری تنظیم تحریکِ پاکستان کی نہ صرف حامی تھی، بلکہ ہر اعتبار سے اس کے قیام اور استحکام کی ساعی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد اگر اسے اسی طرح بھارت میں برقرار رکھا جاتا، تو بھارت کی کانگریسی اسلام دشمن حکومت، یقیناً اس تنظیم کو پاکستان کا پانچواں کالم شمار کرتی اور اس کے اراکین کو خواہ مخواہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لیے حضرت قدس سرہ نے عملاً اس تنظیم کو معطل کر دیا۔ اور پاکستان کے دورانِ قیام کراچی کے مقامی علماء و امراء کی مجلس طلب کر کے "ادارہ تبلیغ" قائم فرمایا جن میں حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب باندوی،

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا صاحب داد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ وغیرہم کو ذمہ دار قرار دے کر "سنی کانفرنس" کے سرمایہ میں سے بطور امداد دو ہزار روپے ان کو دیئے تاکہ ابتدائی کام یہ حضرات سرانجام دے سکیں اور سنی کانفرنس کے مقاصد کو "ادارہ تبلیغ" کے عنوان سے بروئے کار لا سکیں۔ حضرت قدس سرہ کی رحلت کے بعد اس ادارے نے کتنا کام کیا؟ اس کو اس کے ذمہ دار حضرات ہی بخوبی جانتے ہیں۔

جب حضرت قدس سرہ کا ماہ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مراد آباد میں وصال ہو گیا، تو حضرت تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نے سنی کانفرنس کا بقیہ سرمایہ مبلغ گیارہ سو روپے، حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی صدر سنی کانفرنس کو حضرت قدس سرہ کی وصیت کے بموجب مع دفتر کا تمام ساز و سامان اور کاغذات وغیرہ کے تفویض کر دیا۔ اس طرح بھارت میں سنی کانفرنس عملاً ختم ہو گئی۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینی وسیاسی اور تنظیمی کاوشوں پر ایک نظر

(از: حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی، کراچی)

http://t.me/Tehqiqat

روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی ایک شخص میں تمام خصوصیات یکجا نہیں ہوتیں۔ اگر ایک شخص بہتر معلم ہے، تو عمدہ خطیب نہیں، اگر بولتا اچھا ہے تو انشاء پرداز نہیں۔ پھر اسی طرح علماء میں بہت کم ایسے بزرگ ہیں جو تمام علوم و فنون میں یکساں مہارت رکھتے ہوں۔ اگر کوئی فقہ و حدیث اچھا پڑھاتا ہے، تو ادب و منطق میں رواں نہیں۔

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ علماء میں ایک ایسے فرد کامل تھے کہ تقریر و تحریر، درس و تدریس، صرف و نحو، تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، فلسفہ و منطق، ریاضی و اقلیدس وغیرہ علوم و فنون میں اس درجہ مہارت رکھتے تھے کہ ہر فن کی اوسط و اعلیٰ کتابیں بیسیوں بار پڑھائیں۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ ہر فن کی کتاب کا پہلے نفسِ مضمون ادا فرماتے، پھر اس کی تشریحات کرتے، اپنی طرف سے اعتراض قائم کر کے جوابات دیتے، کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے، نہ کسی اعتراض کی کوئی بات باقی رہ جاتی۔ ذہین و فطین طلباء مطالعہ میں بہت سے اعتراضات و ابہامات لے کر جاتے، مگر حضرت اپنے علمی تبحر اور ذکاوت سے کسی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض کا موقع ہی باقی نہ رہنے دیتے۔ طلباء پر ان کی شفقت بزرگانہ اس درجہ تھی کہ ہر ایک طالب علم یہی سمجھتا تھا کہ مجھے زیادہ چاہتے ہیں۔ طلباء کی علمی، رہائشی اور دیگر ضروریات پر نظر رکھتے، طلباء کو محنت و سادگی اور اخلاقِ نبوی کا خصوصی درس دیا جاتا۔

حضرت مولانا مرحوم حلقہ درس کے علاوہ اپنے مکان میں جس قدر قیام فرماتے اور ملاقاتیوں سے ملتے، ہر ایک ملاقات میں ان کی زبان سے اصلاحِ سخن، درستی اخلاق، محبتِ نبوی کا زیادہ سے زیادہ درس ملتا اور اکابر علماء و اتقیاء، اولیاء اللہ کی مجلسوں کا رنگ نمایاں رہتا۔

بدایوں، بریلی، مراد آباد کے خانوادوں کا یہ طرز رہا کہ ان کے مدارس و خانقاہوں میں طلباء اور حاضر باشوں کو متبع دین بنایا جاتا، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محبتِ حضراتِ اصحابِ کرام و اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء اللہ رحمہ اللہ علیہم اجمعین کی پیروی رگ و پے میں بٹھائی جاتی۔

تنظیمی کوشش

حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی ایک ایسی شخصیت تھی جو ہندوستان کے طبقہ اہل سنت اور اس کے علماء و مشائخ کی تنظیم و اتحاد کی علمبردار تھی، ان کا عرصہ سے خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے، حضرات علماء اہل سنت اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ کو مجتمع کریں۔ ان کا ایک متحدہ پلیٹ فارم ہو، جس پر تمام عناصر اہلسنت یکجا ہو کر کام کریں۔ تنظیم و یکجہتی، اتحاد و یگانگت رسمی طور پر تو بہت اچھے الفاظ و نام ہیں لیکن ان عناوین پر عمل کرانا شدید مشکل ہے۔ خصوصاً ایسی فضا میں جبکہ بعض بعض مسائل میں باہم دگر اختلافات حد کو پہنچ گئے ہوں اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی ناگوار ہو چکا ہو، ایسے ماحول میں حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کا علماء و مشائخ اہل سنت کو یکجا اور متحد کرنا، وقت کا نازک ترین مسئلہ تھا، پھر سیاسی ہنگامہ آرائیوں اور تحریکات قومیہ نے نظریاتی اور اساسی حیثیت سے باہمی خلیج پیدا کر دی تھی، بہت سے علماء اہل سنت جو سیاست میں ایک بلند مقام حاصل کر چکے تھے، اور علماء بریلی و مراد آباد سے ان

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے علائق ظاہری میں بونِ بعید پیدا ہو چکا تھا۔ تحریک مسلم لیگ و پاکستان شباب پر تھی۔

سنی کانفرنس بنارس

ایسی نازک ترین فضا میں جبکہ باہمی علائق کی زنجیریں ٹوٹ چکی تھیں، حضرت ابوالمحامد مولانا سید محمد صاحب اشرفی محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی، اور حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے اخلاص اور جماعتی مفادات کی خاطر علماء بدایون و بریلی کے دیرینہ اختلافات کے مٹانے اور ایک نقطہ نظر پر لانے کی تحریک شروع فرمائی۔ ہر دو بزرگوں کی مخلصانہ جدوجہد نے عرصہ دراز کے افتراق و اختلافات کو مٹایا۔ علماء بدایوں، جماعتی تنظیم اہلسنت کی ترقی و سربلندی کی تحریک کے موید ہو گئے اور شانہ بشانہ تنظیم اہلسنت کی تحریکات میں شامل ہو کر متحرک ہو گئے۔

http://t.me/Tehqiqat

اجلاسِ بنارس

میں نے اپنی چالیس (۴۰) سالہ قومیات کی زندگی میں صدہا کانفرنسیں دیکھیں، اور بیسیوں خود منعقد کیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح گزشتہ چالیس سالوں میں کوئی ایک کانفرنس بھی نہ ہو سکی، ہندوستان کے ہر صوبہ کے علماء و مشائخ جس کثیر تعداد کے ساتھ بنارس میں تشریف لائے، کسی اور مقام و شہر میں اس نوعیت کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔

کانفرنس، خطبات، مقالات، تجاویز اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے فقید المثال کانفرنس تھی۔ کاش کانفرنس کے اختتام کے بعد ہمارے علماء و مشائخ اپنے اپنے علاقہ جات میں کانفرنس کے لائحہ عمل کو روبکار لاتے تو وہ چند اجلاس اہلسنت، مذہبی و سیاسی و علمی زندگی کو استوار کر دیتے۔

ادھر حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی مسلسل علالت طبع مانع رہی، مگر علالت کے باوجود زندگی کے آخری لمحات تک مولانا سرگرم عمل رہے، ان کی زندگی تالیفات و مضامین، بیانات و نصائح آج بھی ہم سب کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"سوادِ اعظم" لاہور حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا نمبر بعنوان "حیاتِ صدر الافاضل" نکال رہا ہے جس میں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی مراد آبادی، مولانا مرحوم کی حیات کے مختلف عناوین پر سیر حاصل بحث فرمائیں گے۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کے اندر جو حالات ہو رہے ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے پاک مشن کو زندہ کیا جائے، جماعت اہلسنت مشائخ و علماء کرام کی تنظیمات کو از سرِ نو قائم کیا جائے، جائزہ لیا جائے کہ ہماری جماعت، تعمیری لحاظ سے کن کن چیزوں کی محتاج ہے۔

بہتر سے بہتر مدرس، واعظ، مفسر، محدث، فقیہ، قاری و امام کافی تعداد میں تیار کیے جائیں۔ حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ علیہ کی صحیح یادگار یہی اُمور ہیں۔

فقیر: محمد عبد الحامد القادری البدایونی (کراچی)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(حصّہ چہارم)

ریاضِ نعیم

سیدی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ علمِ سخن میں بھی دیگر علوم وفنون کی مانند بڑی دسترس اور مہارت رکھتے تھے، اور یہ بات آپ کے ورثہ میں داخل تھی، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب نزہتؔ رحمۃ اللہ علیہ "استاذ الشعراء" تھے۔ اسی طرح آپ کے اجداد کا عالم تھا۔ سیدی قدس سرہ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بے شمار نعتیں اور نظمیں فرمائی ہیں۔ افسوس کہ وہ سب جمع نہیں کی گئیں، بلکہ جس کے جو ہاتھ لگا، اپنے ساتھ لے گیا۔ اس خادم نے بعض افراد سے اس معاملہ میں رابطہ بھی قائم کیا، مگر خاطر خواہ کلام فراہم نہ ہوسکا۔ مندرجہ ذیل کلام بھی وہ ہے جس کو میں نے اپنی حاضری کے دوران جمع کیا، یا جس کو حضرت نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ ان میں کچھ نظمیں ایسی تھیں جو مقطع سے خالی تھیں، آخر دنوں میں میں نے عرض کیا کہ انہیں مکمل فرما دیا جائے، تو حضرت نے کچھ دن پہلے انہیں مکمل فرمایا۔ ان اشعار میں اپنے دنیا سے رخصت ہونے کے بارے میں تلمیح موجود ہے، مثلاً یہ شعر کہ ؎

چل دیئے باغ سے چمن پیرا
گل و گلزار کا خدا حافظ

بہرحال میں جس قدر کلام جمع کر سکا، نذرِ قارئین کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کلام کو کتابی شکل میں حضرت قدس سرہ کے وصال فرمانے کے بعد مراد آباد سے شائع بھی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا تھا۔ (غلام معین الدین نعیمی غفرلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ
جگ کا خالق سب کا مالک وہ ہی باقی، باقی ہالک
سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب کو وہ ہی دے ہے روزی نعمت اس کی دولت اس کی
رازق داتا پالن ہارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
ہم سب اس کے عاجز بندے وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
اول آخر غائب حاضر اس کو روشن اس پہ ظاہر
عالم دانا واقف کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
عزت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا
میرا پیارا میرا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
طاعت سجدہ اس کا حق ہے اس کو پوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ اللہ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

○ ○ ○

اے بہارِ زندگی بخشِ مدینہ مرحبا
اے فضائے جانفزائے باغِ طیبہ مرحبا
غنچۂ پژمردۂ دل کو شگفتہ کر دیا
مرحبا اے بادِ صحرائے مدینہ مرحبا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُرمہ نُورِ بصر ہو آ کے میری آنکھ میں
مرحبا صد مرحبا اے خاکِ بطحا مرحبا
تُو نے ان آنکھوں کو دکھلائی مدینہ کی بہار
مرحبا جُود و نوالِ شاہ طیبہ مرحبا
دل نثارِ قبۂ خضرائے شاہنشاہ دیں!
جاں فدائے آستانِ عرش پایہ مرحبا
آستانِ پاک پر امیدواروں کے ہجوم
رحمتِ عالم سے کہتے ہیں کریما مرحبا
یہ نعیم الدین اور طیبہ کے جلوے یاعجب
مرحبا فضل و عطائے شاہ طیبہ مرحبا

منقبت اعلیٰ حضرت شبیہ غوث الثقلین
سیّد شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی رضی اللہ عنہ
(بوقتِ طوافِ کعبہ تحریر نمود)

شد قبلۂ دلم چو بہ کعبہ طواف را
پُرنُور کرد از رُخِ روشن مطاف را
بارید دُر ز نرگس و سیراب تر نمود
گل را و چاہ را و صراحیِ صاف را
اے مہر جلوہ چو رُخِ مہر ما بکن
ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را
افشاند گل ز لعل و زاں گل بساعتے
تخشید نُورِ آئینہ کوہ قاف را

https://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دل پارہ پارہ کرد خدنگ نگاہ یار
ہم تیر او بدوخت لبِ ہر شگاف را
آوردۂ ایم کاسۂ سر را بخدمتش
زاں آرزو کہ بشکند آں مہ صحاف را
اے دستگیرِ دستِ نعیم حزیں بگیر
آنجا کہ حزن نیست مر اہلِ عفاف را

○ ○ ○

ہے کون جو شائق ہو مری طرح ستم کا
مشتاق دل و جاں سے ہوں درد کا غم کا
یکتا ہوں وہ غمگین کہ کہیں جز مرے گھر کے
ڈھونڈو تو پتہ تک نہ ملے رنج و الم کا
اب شوق یہ کہتا ہے وہاں پہلے ہی پہنچے
کاغذ سے بھی آگے ہو قدم نقشِ رقم کا
اور رشک یہ کہتا ہے کوئی دیکھے نہ مضموں
کاغذ پہ نشاں بھی نہ رہے نقشِ رقم کا
وہ اپنا جفا کاری میں ثانی نہیں رکھتے
معلوم نہیں کس سے لیا درس ستم کا
وعدے تو وہ کر لیتے ہیں ایفا نہیں کرتے
کچھ پاس نہ وعدے کا انہیں ہے نہ قسم کا
اے کاش کوئی اس بتِ طناز سے کہتا
ہے چاہنے والا ترا مہماں کوئی دم کا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دُزدیدہ نگاہوں سے مجھے آپ نے دیکھا
ممنون ہوں میں آپ کے اس لطف کرم کا
سنتے ہیں نعیم آتے ہیں وہ بہرِ عیادت
کیا آج ستارہ مری تقدیر کا چمکا

○ ○ ○

کس کے وعدہ پہ اعتبار رہا
مرتے مرتے بھی۔ انتظار رہا
بزمِ اعداء میں رات جاگے ہیں
آنکھ میں شام تک خمار رہا
آنکھ وہ کیا جو اشکبار رہی
دل ہی کیا وہ جو بے قرار رہا
آنکھ وہ دید سے جو شاد رہی
دل جو دلبر سے ہمکنار رہا
آپ پہلو میں دشمنوں کے رہے
میری آنکھوں میں انتظار رہا
نہ وفا کی جناب نے مجھ سے
نہ مجھے دل پہ اختیار رہا
روتے روتے گزر گئیں راتیں
دلِ بے صبر بے قرار رہا
انتہا ہے سیاہ بختی کی
دل گرفتارِ زلفِ یار رہا
ہائے منعم کی بیکسی افسوس
نزع میں بھی وہ اشکبار رہا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://t.me/Tehqiqat

https://ataunnabi.blogspot.com/

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

احسن اللہ الینا حسنا
بارک اللہ تعالی فینا
نحن فی سکہ بلدک طفنا
شرفِ کعبہ بود کوئے ترا
زادھا اللہ تعالی شرفا

زانکہ بد از مئے عشقش سرمست
دلق اندر بغل و کاسہ بدست
دلق انداختہ و کاسہ شکست
زائر کوئے تو از کعبہ گزشت
سر کوئے تو کجا کعبہ کجا

کرد فرمانِ خداوندِ قدیر
خاکِ ما از مئے الفت تخمیر
عشق ابروئے تو اے مہرِ منیر
ساخت ہمچوں مہ تو ماشدہ پیر
میل ابروئے تو ام پشت دوتا

عشق را طرفہ مگر بنیاد است
برلب دوست ازو فریاد است
کہ تنم ہمچو دلم برباد است
سرمن غرقہ بخوں افتاد است
تا فتاد ست ز تیغِ تو جدا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مے بہ مینا ست مگر ساقی نیست
رقیہ موجود مگر راقی نیست
جز تو از درد مرا واقی نیست
بے تو باجاں دگرم باقی نیست
جاں اگر رفت ترا یادِ بقا

نرود نزدِ اطباء نرود
فکر دارو و مداوا نکند
منت ناز طبیباں نکشد
ہر کجا درد دوا نیز بود
چو تو بے درد فتادی چہ دوا

یلحق الضیر باصحاب ولا
مابہ الحظ لاھل الاھوا
چوں نعیم ست گرفتارِ بلا
داشت در بیتِ حزن جائی جا
جاءہ منک بشیر فنجا

منقبت در شانِ شہزادۂ عالی جاہ

حضرتِ امام علی اکبر رضی اللہ عنہ

نورِ نگاہ فاطمہ آسماں جناب
صبرِ دلِ خدیجہ پاک ارم قباب
لختِ دلِ امامِ حسین ابنِ بوتراب
شیرِ خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب
گیسو تھے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب
چہرہ سے شاہزادہ کے اٹھا ہی تھا نقاب
مہرِ سپہر ہوگیا خجلت سے آب آب
کاکل کی شام رُخ کی سحر موسم شباب
سنبل نثارِ شام فدائے سحر گلاب
شہزادۂ جلیل علی اکبرِ جمیل
بستانِ حسن میں گلِ خوش منظرِ شباب
پالا تھا اہلِ بیت نے آغوشِ ناز میں
شرمندہ اس کی نازگی سے شیشۂ حباب
صحرائے کوفہ عالمِ انوار بن گیا
چمکا جو رَن میں فاطمہ زہرؔہ کا ماہتاب
خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر
یا ہاشمی جوان کے رخ سے اٹھا نقاب
صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں
جرأت نے باگ تھامی شجاعت نے لی رکاب
چہرہ کو اس کے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اٹھے ہوگیا اعدا کو اضطراب
سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہوگئے کباب
نیزہ جگر شگاف تھا اس گل کے ہاتھ میں
یا اژدھا تھا موت کا یا اسوء العقاب
چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اس سے نظر ملاتا یہ تھی کس کے دل میں تاب

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب
مردانِ کار لرزہ براندام ہوگئے
شیر افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب
کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا
کی ضرب خود پر تو اُڑا ڈالا تا رکاب
تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا
یا از برائے رجم شیاطین تھا شہاب
چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نُور تھا
آنکھوں میں شانِ صولتِ سرکارِ بوتراب
پیاسا رکھا جنھوں نے انھیں سیر کر دیا
اس جود پر ہے آج تیری تیغ زہر آب
میدان میں اس کے حسن و ہنر دیکھ کر نعیم
حیرت سے بدحواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

○ ○ ○

ترکِ عصیاں کن اعتذار چہ سُود
توبہ کن توبہ انتظار چہ سُود
ہوش کن ہوش فکرِ عقبیٰ کن
مستیٔ بادۂ خمار چہ سُود
راہ در دل بجوئی سُوئے حبیب
سجدۂ خاکِ رہ گزار چہ سُود
رُوحِ اعمالِ بندہ اخلاص است
زاہدا صومِ افتخار چہ سُود

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوں نماند ست التفات بغیر
پس نظر سوئے گلعذار چہ سُود
ترک کن ایں و آن وما ومن
قصد مقصد کن از غبار چہ سُود
گوشۂ گیر چوں نعیم الدین
صوفیا گردشِ دیار چہ سُود

○ ○ ○

اے دل از انتظار چہ سُود
وزغمِ ہجر بے قرار چہ سُود
گر نباشد مکانِ دوست بدل
نالہ و آہ و چشمِ زار چہ سُود
ور تو در دل بہارہا داری
پس ترا سیرِ لالہ زار چہ سُود
چوں نباشد بہار در باطن
فصلِ گل موسمِ بہار چہ سُود
داغ در سینہ یار اندر دل
سیر گلزار و لالہ زار چہ سُود
خانۂ دل ز غیر خالی کن
بر رُخِ آئینہ غبار چہ سُود
دل کہ اسرار گاہ دلدارست
غیر را اذن دخلِ یار چہ سُود

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فکرِ دنیا خس است آتش زن
خار و خس در مقام یار چہ شود
ہمچو ویرانۂ نعیم الدین
خانہ دل خراب و خار چہ شود

○ ○ ○

تکتے رہتے ہیں عجب طرح سے راہِ اُمید
حسرتِ دید تماشائے نگاہِ اُمید
بند کس واسطے کی آپ نے راہِ اُمید
یہ تو فرمایئے کیا دیکھا گناہِ اُمید
بے نیازی نے تری مار ہی ڈالا ہوتا
خیر سے بچ گئے ہم پا کے پناہِ اُمید
روزِ غم بھی ہیں شبِ ہجر کی صورت تاریک
ہیں خوش آیند مگر شام و پگاہِ اُمید
ہم سے کھنچتے ہو مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کبھی
کھینچ ہی لائے گی حضرت کو سپاہِ اُمید
آپ اتنا تو سمجھئے کہ لگی رہتی ہے
آپ کے لطف پہ سرکار نگاہِ اُمید
آپ جاتے ہیں مرے گھر سے تو یہ یاد رہے
چھوڑ کر آئے ہیں منعم کو تباہِ اُمید

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہجراں و حرماں کے صدمے اشد
یہ دوری کے رنج و الم بے عدد
ہمارے غموں کی نہیں کوئی حد
نہ پیکے کہ از ما پیامش برد
نہ بادے کہ روزے سلامش برد

بے چینی میں کچھ کمی ہے نہ کاست
نہ دل را قرارے نہ غم را دواست
ہو کس طرح سے کوئی تدبیر راست
مرا طاقتِ دیدنِ او کجاست
کہ بے خود شود ہر کہ نامش برد

بہت فکر کی ہم نے شام و پگاہ
بہت روئے راتوں بہت کھینچی آہ
نظر آئی تدبیر یہ صبح گاہ
بود سرمۂ دیدہ آں خاکِ راہ
کہ مردم بصد اہتمامش برد

بہت فکر میں تھا دلِ چارہ جو
یہ کرتا تھا خود آپ سے گفتگو
میں دیکھوں انہیں اور وہ ہوں رُوبرو
چہ نیکوست بودن گرفتارِ اُو
خوشا دل کہ راہے بدامش برد

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ سیمائے انور وہ نورِ انام
وہ رُخ کی تجلی وہ حُسنِ تمام
تجلّی مہر ہو ایسی روشن ہو شام
چو آں می کند جلوہ از طرفِ بام
فلک رشک از طرفِ بامش برد

مجھے دیکھ کر ایسا وحشت زدہ
نسیم سحر کو بھی رحم آگیا
براہِ عنایت بشانِ سخا
مرا سوئے سروِ سہی چوں صبا
ہوائے قدِ خوش خرامش برد

نعیم سیہ کار بے حد ہے بد
مگر لطف کی ان کے گر ہو مدد
تو حاصل ہو بے شک نعیم ابد
بہ میخانہ جامیؔ بخود چوں رود
مگر ہمت شیخ جامش برد

کبھی تو مرے دل میں قرارِ دل ہو کر
کبھی ہو آتشِ غم سرد مشتعل ہو کر
پھر اپنا جلوہ دکھا حُسنِ بے مثالی کا
ہرے ہوں زخمِ دلِ زار مندمل ہو کر
مٹا دے مجھ کو کہ جلوہ نما ہو ہستی حق
مرے وجود کا پندار مضمحل ہو کر

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عروجِ عالمِ رُوحانیت کہاں وہ کہاں
جو پھنس گیا ہو عناصر میں پابگل ہو کر
یہ عشقِ مادیت راہزن ہے مہلک ہے
پہنچنے دے گا نہ منزل پر جاں گُسل ہو کر
عجب مقام ہے تدبیر ہائے عالم سے
خلل فراغ میں آئے نہ مشتغل ہو کر
نعیمِ مست خدا جانے کہہ گیا کیا کیا
خرد سے دُور حماقت میں مشتمل ہو کر

گفت دانا و عارفِ اسرار
لیس فی الدار غیرہ دیار
سر منصور برسر دارے
سر ما زیر پائے توسنِ یار
ایں قدر فرق لازمی آمد
درمیانِ اراذل و سردار
بے ما جرعہ بود کافی
بحرِ او اندکے عیون و بحار
ما نداریم ظرف یک قطرہ
او نیارد محیط را بہ شمار
دلِ ما تنگ وتیرہ ہست نعیم
دلِ او ہست مشرق انوار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خمسہ

چھپ کے پردہ میں آنکھ کے وہ حسیں
دل کے پردہ میں ہوگیا ہے مکیں
لاکھ پردہ ہے اور پردہ نہیں
جلوہ گر گشت یار پردہ نشیں
غمزدہ زن گشت حُسن در بازار

مستم خستہ و جگر افگار
از پئے زخم ہائے قلب نگار
مرہمے می بہ جست از بازار
کیں صدا آمد از در و دیوار
لیس فی الدار غیرہ دیار

دلِ افگار کا خدا حافظ
تنِ بیمار کا خدا حافظ
گریۂ غم رفیقِ ہر دم ہے
چشم خُونبار کا خدا حافظ

بے زری بے کسی میں عزمِ حرم
ایسے ناچار کا خدا حافظ
دشمنوں کے بُرے ارادے ہیں
مسلمِ زار کا خدا حافظ
آندھیاں چل رہی ہیں آفت کی
گلِ بے خار کا خدا حافظ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آہ کرتی ہے آہ کش کو ذلیل
دل کے اسرار کا خدا حافظ
چل دیئے باغ سے چمن پیرا
گل و گلزار کا خدا حافظ
کیا ظالم نے آشیاں ویراں
بلبلِ زار کا خدا حافظ
جس کو لینا ہے عشق کا سودا
اس خریدار کا خدا حافظ
بندہ تنہا مصیبتیں بے حد
منعم زار کا خدا حافظ

○ ○ ○

ہم اٹھا بیٹھے ہیں اس شوخ کے دیدار پہ حلف
جان دینے کے لیے ابروئے خمدار پہ حلف
وعدۂ وصل کیا اور قسم بھی کھائی
پھر جو کچھ سمجھے تو انکار اور انکار پہ حلف
رات بوسے تو نہ دیتے تھے، مگر دیتے تھے
بوسۂ بوسۂ پہ قسم گریۂ خونبار پہ حلف
آپ کی آنکھوں نے بیمار بنایا ہم کو
ہو اگر شک تو رکھو نرگسِ بیمار پہ حلف
اس میں کیا بس ہے مرا کس لیے دیتے ہو مجھے
گرم نالہ پہ قسم آہ شرر بار پہ حلف

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعدہ کیا شے ہے وہ خوبی سے اُڑا دیتے ہیں
ایک ہی جنبش ابروئے ستم گار پہ حلف
اے نعیم آج جو مشہور وفا دشمن ہیں
رکھتے ہیں عہدِ وفا کا وہ وفادار پہ حلف

○ ○ ○

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ

مریض الحب یا مولای یھواک
ولا یغشیہ شی غیر لقیاک
کرم کن بر غریباں طاب ھمشاک
ز ہجراں بر لب آمد جانِ غمناک
الا یالیت شعری این القاک

رہے غیر از رو عشقت نہ پویم
حدیثے جز ثنائے تو نہ گویم
ز لوحِ قلب نقشِ غیر شویم
بہر جمعتے وصلِ تو جویم
لعل اللہ یجمعنی وایاک

بدیدارِ تو باشد کے برابر
نظر کردن بخلد پاک منظر
نہ بردارم ز خاک پائے تو سر
نعیم خلد اگر گردد میسر
لعمری لا یطیب العیش لولاک

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ز خود رفتم کہ یابم از تو ہستی
چو سایہ ہمرہت باشم دوامی
مرا حاضر حضور خویش یابی
عنانِ عزم ہر سوئے کہ تابی
سوی القلب المتیم لیس ماواک

فغان و آہ شیون ہا شنیدی
بچشمِ لطف سوئے من نہ دیدی
چرا اے جانِ من از من رمیدی
شدم خاکِ رہ دامن کشیدی
ز من چوں شاخِ گل حاشاک حاشاک

اگر بر گردن عاشق نہی تیغ
فدائے تیغ گردم سیدی تیغ
برائے جانِ منعم می بری تیغ
بقصد قتلِ جامی می بری تیغ
کرم ہائے کنی اللہ ابقاک

○ ○ ○

کیجئے کس سے بیانِ دردِ دل
کس سے کہئے داستانِ دردِ دل
غیر کی منت اٹھانا کیا ضرور
حال کہہ دے گی زبانِ دردِ دل
سوزشِ غم کا بیان ہے آہِ گرم
چشمِ تر ہے قصّہ خوانِ دردِ دل

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عاشقِ شوریدہ سے کیا پوچھنا
زرد رُخ ہے ترجمانِ دردِ دل

دیکھ کر ان کو شگفتہ ہو گیا
کیا دکھاتا میں نشانِ دردِ دل

تابشِ رُخ سے سحر کر دیجئے
ہے شبِ تیرہ جہانِ دردِ دل

زخم ہائے دل کے غنچے کھل گئے
رنگ پر ہے بوستانِ دردِ دل

درد بیجا ہے تو ہو گی چشمِ لطف
ہے یہی بس امتحانِ دردِ دل

اے صبا جا کر مدینہ میں سنا
حالِ زارِ نعیمِ جانِ دردِ دل

لطف ہو منعم سے فرمائیں حضور
ہے مزے کی داستانِ دردِ دل

○ ○ ○

جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم ۔۔۔ درخشاں مہرِ دینِ شاہِ عالم
فزوں در مرتبہ از عرشِ اعلیٰ ۔۔۔ زہے قدرِ زمینِ شاہِ عالم
امامِ قدسیانِ سدرہ منزل ۔۔۔ یکے از خادمینِ شاہِ عالم
جمیلِ آسمانی خانہ زادے ۔۔۔ ز انوارِ جبینِ شاہِ عالم
نعیم الدین عاصی ہیچ کارہ ۔۔۔ غلامِ کمترینِ شاہِ عالم

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تضمین بر غزل بیدمؔ

ربِ احمدؐ کی قسم احمدِؐ ذیشاں کی قسم
اپنے آقا کی قسم شاہِ رسولاں کی قسم
دردِ دل کی قسم اپنے دلِ پنہاں کی قسم
مٹ گئے عشق میں خاکِ درِ جاناں کی قسم
پھر بھی بے چین ہے دل جنبشِ داماں کی قسم

ملتی ہے تیری غلامی سے نجاتِ ابدی
تجھ میں گم ہونے کو کہتے ہیں ثباتِ ابدی
تجھ پہ مٹ جاؤں تو حاصل ہوں صفاتِ ابدی
تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیاتِ ابدی
آرزوؤں کی قسم حسرت و ارماں کی قسم

دیکھنے والوں کے پھر ہوش اُڑا دے جلوہ
آج ہر ذرہ کو خورشید بنا دے جلوہ
حسرتیں اس دلِ شیدا کی مٹا دے جلوہ
حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ
تجھ کو محبوب مرے چاکِ گریباں کی قسم

دل وحشی ہے ترے ہجر میں ہر دم مغموم
درِ اقدس پہ پہنچتا یہ کہاں تھے مقسوم
آگے تقدیر میں کیا ہے یہ نہیں معلوم
تیرہ بختی نے رکھا وصل سے اب تک محروم
شبِ ہجراں کی قسم شامِ غریباں کی قسم

https://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خسرو حسن ترے حُسن کی یکتا ہے بہار
دل تو کیا چیز تیری زلف پہ کونین نثار
یہ تو منعمؔ نہ کسی طرح کہے گا زنہار
دل اُلجھتا ہے خدا کے لیے زلفوں کو سنوار
اپنے بیدمؔ کے تجھے حالِ پریشاں کی قسم

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامیؔ رحمتہ اللہ علیہ

نہ روزے کہ مغموم و محزوں نہ گریم
نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
نہ وقتے کہ از سیل افزوں نہ گریم
دمے نگزرد کز غمت خوں نہ گریم
ز وصلت جُدا ماندہ ام چوں نہ گریم

بہ سلطان خوباں مرا ہست رازے
بدرگاہ سرکار دارم نیازے
بانٔلِ جہاں کے کند قلب سازے
نہ بینم بطرفِ چمن سرو نازے
کہ از شوق آں قدِ موزوں نہ گریم

بکارم کجا آید ایں تاک زادہ
خمارم ز عشق ہست ہر دم زیادہ
مرا ساقیم ذوق پاکیزہ دادہ
نیارم گہے سوئے لب جام بادہ
کہ بر یاد آں لعلِ میگوں نہ گریم

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرا یادِ محبوب ہر لحظہ باید
گہے التفاتِ سوئے کس نشاید
دلم جانبِ مہوشاں کے گراید
ز لیلیٰ مرا ہیچ گہہ یاد ناید
کہ بر محنت و دردِ مجنوں نہ گریم

حقیقت شناسے کہ وصفت شنیدہ
تعلق ز خوبانِ عالم بریدہ
ہر آں را کہ ذوقِ غمِ اُو چشیدہ
نہ خونِ جگر ماندونے آب دیدہ
نہ از بے غمی واں کہ اکنوں نہ گریم

نعیماً بسے ہست ہشیار جامی
کہ دارد نیازے بسرکار جامی
ز عشقِ نبی گنج اسرار جامی
نہ بینم گہے گریہ بازار جامی
کہ از دیدہ و دل بود خوں نہ گریم

منقبت بجناب امامِ عالی مقام

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عابدِ کبریا امام حسین — زاہدِ بے ریا امام حسین
گلِ گلزارِ سیّدِ عالم — مہ جبیں خوش لقا امام حسین
حضرتِ فاطمہ کے نورِ نظر — دینِ حق کی ضیا امام حسین
قرۃ العین حضرتِ حیدر — سیّدِ اولیا امام حسین

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سبط اکبر کے راحتِ دل و جاں / قوتِ مجتبیٰ امام حسین
دین کے پیشوا امام حسین / رہنما مقتدا امام حسین
جملہ اصحاب کے قرارِ دل / وارثِ انبیاء امام حسین
جاں نثارانِ دین کے سرخیل / ہادی و پیشوا امام حسین
وہ شہادت کو ناز ہو جن پر / اہلِ صبر و رضا امام حسین
صاحبِ عدل و داد و حلم و کرم / تاجِ اہلِ سخا امام حسین
حامیِ دین ناصرِ ملت / دینِ حق پر فدا امام حسین
کربلا کی زمیں پہ خون سے لکھا / تم نے نامِ وفا امام حسین
تم نے دکھلا دیا زمانے کو / نقشِ صدق و صفا امام حسین
دھوم عالم میں ہے شجاعت کی / کام ایسا کیا امام حسین
کیسے کیسے ستم ہوئے تم پر / عاشقِ کبریا امام حسین
راہِ حق میں کٹایا سب کنبہ / مرحبا مرحبا امام حسین
تین دن تک پیاس میں تڑپا / تیرا سب قافلہ امام حسین
نونہال اپنے تم نے نذر کیے / فخرِ صبر و رضا امام حسین
فوج ظالم کی روسیاہ ہوئی / کر کے ظلم و جفا امام حسین
تیری صولت سے تیرے اعداء میں / تہلکہ پڑ گیا امام حسین
تیری تلوار کا جہاں میں ہے / آج تک غلغلہ امام حسین
کاٹے ہر وار میں پرے کے پرے / رو دیئے اشقیا امام حسین
جلوہ افروز کربلا میں ہوئے / سیّدِ انبیاء امام حسین
آپ کو دائمی حیات ملی / اے امامِ ہدیٰ امام حسین
سب جہاں میں تمہارا قبضہ ہوا / فاتحِ کربلا امام حسین
ساری خلقت میں ہوگئے رُسوا / تیرے اعداء شہا امام حسین
سارے عالم کے مومنوں کے لیے / رب سے کیجیے دعا امام حسین
آپ سے رکھتے ہیں امید کرم / رنج کے مبتلا امام حسین

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نعیمؔ گناہگار پہ لطف ہو ۔۔۔ اے شہِ اصفیاء امام حسین

○ ○ ○

قتیلِ خنجرِ بیداد ہوں میں ۔۔۔ فدائے ناوکِ صیّاد ہوں میں
مجھی سے ہے جہاں میں نامِ اُلفت ۔۔۔ حدیثِ عشق کی اسناد ہوں میں
مصائب کے پہاڑوں کا نہیں خوف ۔۔۔ کہ اپنے وقت کا فرہاد ہوں میں
نکالے چشمے اس بُت کو رلا کر ۔۔۔ ترا اے کوہکن استاد ہوں میں
میں یہ چاہوں کہ تم ہو خانہ آباد ۔۔۔ یہ چاہو تم مروں، برباد ہوں میں
یہ پایا آپ کی الفت کا ثمرہ ۔۔۔ لگایا جب سے دل ناشاد ہوں میں
چمن میں کس طرح میرا گزر ہو ۔۔۔ اسیرِ پنجۂ صیّاد ہوں میں
کیا ایسا غموں نے مجھ کو رنجور ۔۔۔ کہ محوِ نالہ و فریاد ہوں میں
اسیرِ عشق ہوں آزاد ہوں میں ۔۔۔ غموں میں مبتلا ہوں شاد ہوں میں
یہ فیاضی کرم کر کر کے ہر بار ۔۔۔ مجھی کو بھولتے ہیں یاد ہوں میں
مٹا دی اس نے میری سر گرانی ۔۔۔ رہینِ منّتِ جلاد ہوں میں
گل و نسریں پہ دل مائل نہیں ہے ۔۔۔ فدائے قامتِ شمشاد ہوں میں
نعیمؔ بے خطا پر یہ جفائیں ۔۔۔ غنیمت ہے کہ ان کو یاد ہوں میں

○ ○ ○

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں ۔۔۔ یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں
پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو ۔۔۔ سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں
آپ کے ہجر میں اسیرِ الم ۔۔۔ گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں
دُور، دُوری کا دُور ہو جائے ۔۔۔ یہ دُعا صبح گاہ کرتے ہیں
دِل لگانا کسی سے لا حاصل ۔۔۔ وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گرچہ عاصی ہیں، تیری رحمت کی ہم اُمید اے اللہ کرتے ہیں
ناامیدی ہے کام کافر کا یاس وہ رُوسیاہ کرتے ہیں
آپ کے غم میں جان دی ہم نے آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں
ان کے حُسنِ جمیل کی توصیف انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں
حال ان سے کیا کہے کوئی سن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں
حُسنِ ناپائیدار پہ یہ غرور بُت ستم بے پناہ کرتے ہیں
عشق کرتے ہیں جو پری رو سے نامہ اپنا سیاہ کرتے ہیں
حُسنِ فانی بھی حُسن ہے کوئی عُمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں
حُسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں
آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین دِل سے عشقِ اللہ کرتے ہیں

○ ○ ○

قصہ ان کے ستم کا کہتے ہیں اشکِ خوں آنکھ سے جو بہتے ہیں
ہم ہی ہیں وہ جو آپ کے طعنے سنتے رہتے ہیں اور سہتے ہیں
آپ کا حُسن بے زوال نہیں مہر و مہ بھی کبھی تو گھٹتے ہیں
پردہ در پردہ، پردہ در پردہ آپ آنکھوں میں میری رہتے ہیں
اس کا انکار تو غلط ہوگا دِلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

○ ○ ○

تختہ مشق جفائے کج ادا میں ہی تو ہوں
گردِ رہوارِ عتابِ دلرُبا میں ہی تو ہوں
خاک ہو کر میں نے ان کا رُتبہ بالا کر دیا
مِس کو جو کر دے طلا وہ کیمیا میں ہی تو ہوں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بانیٔ ظلم و ستم، جور و جفا تم ہی تو ہو
ناز بردارِ ستم عینِ وفا میں ہی تو ہوں
سختیوں کے واسطے پیدا ہوا میں ہی تو ہوں
قیسؔ اور فرہادؔ سب کا پیشوا میں ہی تو ہوں
کشتۂ تیغِ ستم، رنجورِ نازِ فتنہ زا
منعمِ افگار مشکورِ جفا میں ہی تو ہوں

قطعہ

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ اُمید
زبانِ شکستہ ہوں باتیں شکستہ کہتا ہوں
شکستہ خط میں شکستہ قلم سے حالِ شکست
شکستہ دل کا شکستہ ورق پہ لکھتا ہوں

○ ○ ○

اے زائرِ کوئے نبی اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سُنا حالِ نعیمؔ خستہ جاں
مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں پر حسرتیں
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہ غم کی داستاں
بے تابیوں کا سلسلہ بے چینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدتِ دردِ نہاں
سر میں سودائے جنوں وحشت سے حالت ہے زبوں
دل سے ہوا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شدت پہ ہے دورانِ سر زوروں پہ ہے دردِ جگر
خوں رو رہی ہے چشمِ تر پھٹ کر ہوا ہے دل کتاں
جاتے رہے تاب و تواں اعضا میں قوت ہے کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں دردِ جدائی الاماں
یہ شورشِ طوفانِ غم یہ سوزشِ رنج و الم!
ہجراں کے یہ جور و ستم اور یہ ضعیف و ناتواں
دن حسرتوں میں کاٹنا راتوں کو رونا جاگنا
ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خونفشاں
اعدا کے نرغے ہیں جُدا اپنے ہوئے ہیں بے وفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں
جور و ستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب نالشیں مسلم کا خون ہے رائیگاں
ہم کیا کہیں حال تباہ ہم سے ہوئے بے حد گناہ
بے شک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بیگماں
ربی ظلمنا نفسنا تبنا الیک ربنا
فاغفرلنا ما قد مضے بخش اے رحیم بیکساں
یااھل طیبہ انظروا احوالنا ثم اذھبوا
عند الشفیع واشفعوا فی حضرتہ بالخنان
قولوا لہ خیر الوریٰ ارحم علی من قد عصی
جاء الیک تائبا کن درگزر از جرمِ آں
اے خاتمِ پیغمبراں اے سرورِ ہر دو جہاں!
اے مالکِ کون و مکاں رحمے بحالِ عاصیاں
اے رحمتِ عالم مدد اے سیّدِ اکرم مدد
اے دافعِ ہر غم مدد امداد اے شاہِ جہاں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://t.me/Tehqiqat

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریاد اے سلطانِ دیں اے رحمتہ للعالمین
تم ہو شفیع المذنبین اس در سے ہم جائیں کہاں
فریاد اے محبوبِ رب، فریاد اے شاہ عرب
ہم تم سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں ہر زماں
دل کی مرادیں دیجئے، مسرور ہم کو کیجئے
اب تو خبر لے لیجئے، غم ہو چکے ہیں بے کراں
ہم کو خلاصی ہو عطا ہو دور سب رنج و بلا
آفت کی گھٹ جائے گھٹا چمکیں نہ غم کی بجلیاں
اب کیجئے ایسا کرم، ہو دین کا اونچا علم
کفار کی گردن ہو خم، ان کا مٹے نام و نشاں
اسلام کی لیجے خبر، اور کفر کو پہنچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر سب بھول جائیں مستیاں
مسلم کو پھر شوکت ملے، اسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذلت ملے، اے دینِ حق کے پاسباں
ذوقِ عبادت ہم کو دو، شوقِ ریاضت ہم کو دو
سُنّت کی رغبت ہم کو دو، ہم سے ادا ہوں نیکیاں
مسلم ہوں باہم متحد، بھائی کا بھائی ہو مد
مٹ جائے سب آپس کی ضد، رشک و حسد سے ہو اماں
طیبہ میں اپنے لُطف سے اذنِ اقامت دیجئے
فرقت سے دل بے تاب ہے کب تک رہوں ہندوستاں
راہِ مدینہ دور ہے، بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے، امداد سلطانِ جہاں
یاربنا صل علی محبوبک محبوبنا
ازکی صلوۃ دائما انمی صلوۃ کل آن

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یاربنا سلم علی روح النبی المصطفی
والآل والصحب الی ما دار دوران الزماں

○ ○ ○

اُجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
ان پہ فدا ہے دل مرا ناز سے دل میں آئیں تو
چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اٹھائیں تو
حسنِ خدا نما کی شان، شانِ خدا دکھائیں تو
کشتۂ عشق سیدا آپ کے نام پر مرے
جلوہ انہیں دکھایئے آپ اگر جِلائیں تو
درد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو
کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفیٰ کی ہم عید اگر منائیں تو
بد ہیں اگرچہ ہم حضور، آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حال دل تم کو نہیں سنائیں تو
آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو
حال مرا تباہ ہے نامہ مرا سیاہ ہے
ہیچ مرا گناہ ہے آپ اگر بچائیں تو
دل کی مراد ان کی دید، دید ہے ان کی دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید لطف سے گر بلائیں تو
صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ غمزدہ کہے
تم ہی اگر کرم کرو درد نہاں سنائیں تو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رفع ہیں فتح کے اثر پیش ہیں کسر کے ضرر
زیر کو کیجئے زبر نصب عدو اٹھائیں تو
کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیمؔ بے نوا، آپ اگر بلائیں تو

○ ○ ○

ترجیع بند

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکّہ آ کر
کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کر دو باہر
پردے غفلت کے نگاہوں سے ہٹا دو یکسر
مجھ سیہ کار پہ فرما دو عنایت کی نظر
نُورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پرُنور کا جذبہ بھر دو

دلِ تاریک کرم ہو تو مجلی ہو جائے
تیرہ آئینہ توجہ سے مصفا ہو جائے
سینہ انوار گہ جلوۂ مولیٰ ہو جائے
دل میں تم آؤ تو دل عرشِ معلّٰی ہو جائے
نُورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پرُنُور کا جذبہ بھر دو

دل میں حرص و ہوس و خواہشِ دنیا نہ رہے
آپ کا عشق رہے غیر کا خطرہ نہ رہے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے
دل مدینہ رہے اور دیر و کلیسا نہ رہے
نُورِ ایماں سے میرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنُور کا جذبہ بھر دو

جلوہ فرمائیے قالب میں مری جاں ہو کر
سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہو کر
آپ میں ہو کے فنا آپ پہ قرباں ہو کر
قدسیوں کو بھی تو دکھلا دوں میں حیراں ہو کر
نُورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنُور کا جذبہ بھر دو

بندۂ در گہِ عالی یہ نعیمؔ بیکس
شامتِ نفس سے ہے آہ گرفتارِ ہوس
کیجئے اس کو رہا توڑیئے سب بند و قفس
وردِ لب تادمِ آخر رہے نامِ اقدس
نُورِ ایماں سے میرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنُور کا جذبہ بھر دو

تمنائی مطلع

سبزہ ہو فصلِ گُل ہو لبِ جُوئے یار ہو
وہ مہر مہر سے شبِ مہ ہمکنار ہو
میں ہوں وہ گل ہو غیر کا نام و نشاں نہ ہو
پھر دیکھئے بہار کی کیسی بہار ہو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعلّیاں

داغِ جگر کا حال اگر آشکار ہو
مہرِ منیر مہ کی طرح داغدار ہو
ہوگی کبھی حسینوں میں لیلیٰ بھی کوئی چیز
گر آج ہو کنیزوں میں تیری شمار ہو
غیروں پہ لطف کرتے ہو ایسا بھی کوئی ہے
دل جس کا میری طرح سے داغدار ہو

حیرت

وعدہ پہ بھی نہ جس کے ذرا اعتبار ہو
حیرت یہ ہے کہ اس کا ہمیں اعتبار ہو
بے مہریوں کی بار کا ہم کیا گلہ کریں
دل ہی پہ اپنے جب نہ ہمیں اختیار ہو

مجاز سے انحراف

اے آنکھ اپنے حال پہ اب اشکبار ہو
اے سر خدا کی راہ میں اب تو نثار ہو
اے دل نکل تو سینہ سے یا جرس کو نکال
بن عرشِ حق کہ جلوۂ حق آشکار ہو
اے نفس تا بکے تری سرتابیوں کا زور
بندہ بن اب خدا کا اطاعت شعار ہو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایماں پہ خاتمہ ہو تو منعم ملے مراد
حاصل رضائے حضرتِ پروردگار ہو

○ ○ ○

تڑپنے سے دل کو نہ فرصت کبھی ہو
نہ جاں کو کبھی رنج سے مخلصی ہو
غم و درد ہو رنج ہو بے کلی ہو
مرا حال ابتر ہو افسردگی ہو
مسیحا مرے درد کے چارہ گر ہو
معالج فلاطون و بقراط اگر ہو
ترقی مرے درد کو دم بدم ہو
سرِ مُو بھی تکلیف کوئی نہ کم ہو
نیا درد ہو دل میں تازہ الم ہو
لبوں پر ہو فریاد اور چشمِ نم ہو
مگر بے قراری فزوں ہوتی جائے
مری آنکھ بھی اشکِ خُوں روتی جائے

○ ○ ○

شفیعِ روزِ محشر اے شہنشاہ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو
ترے رُتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں تم ہو، انیسِ بیکساں تم ہو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلیجہ کیوں نہ ٹھنڈا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفیٰ تم ہو، حبیبِ دو جہاں تم ہو

یہاں پر میں تڑپتا ہوں تمہارے دردِ فرقت میں
مجھے قسمت پہ ان کی رشک ہے مولیٰ جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا مولیٰ ٹھکانا ہے کہاں اس کا
خدا بھی مہرباں اس پر کہ جس پر مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ امت کا جب میدانِ محشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی در پیش ہوگا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

تمہارے نام کا سکّہ ہے جاری ساری دنیا میں
سلیماںؑ کس طرح کہہ دوں کہ شاہِ جہاں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے نعیمؔ زار اے مولیٰ
طبیبِ دردِ دل تم ہو علاجِ دردِ جاں تم ہو

http://t.me/Tehqiqat

○ ○ ○

شبِ غم بھی آخر بسر ہوگئی
تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی

مرے دردِ دل کی خبر ہوگئی
جو چشمِ کرامت ادھر ہوگئی

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں
نگاہِ عنایت اگر ہوگئی

دیارِ نبی میں گزر ہوگئی
یہ تقدیر کس اوج پر ہوگئی

لیے قلبِ مضطر مدینہ میں پہنچا
تسلّی زمیں چوم کر ہوگئی

نگاہیں فدا روضۂ پاک پر
جبینِ عاشقِ سنگِ در ہوگئی

مُواجہ میں عرضِ صلوٰۃ و سلام
مری آبرو اس قدر ہوگئی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میسر ہوا بوسۂ سنگِ در — یہ عزت تری نامہ بر ہوگئی
غموں میں مرے اِک اضافہ ہوا — دوا درد کی دردِ سر ہوگئی
غمِ عشق تھا دل کے اندر نہاں — مری پردہ در چشمِ تر ہوگئی
نعیمؔ خطاکار پر یہ کرم — شفاعت نبی کی سپر ہوگئی

○ ○ ○

وہ کہنے لگے شب بسر ہوگئی — اٹھو بھی کہ اب تو سحر ہوگئی
وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں رہے — رقیبوں کو کیسے خبر ہوگئی
اشارے موثر ہوئے غیر کے — مری آہ بھی بے اثر ہوگئی
فصاحت سے کہتے ہیں مُوئے سفید — کہ ہشیار ہو اب سحر ہوگئی
خودی سے گزر چل خدا کی طرف — کہ عمرِ گرامی بسر ہوگئی
محبت کو ان کی مروت کو ان کی — خدا جانے کس کی نظر ہوگئی
رہا صبح دم تک ترا انتظار — تری شکل تیری کمر ہوگئی
بسا ہے وہ مجھ میں میں ڈھونڈوں کہاں — تلاش اس کی دُشوار تر ہوگئی
غم و خونِ دل کھاتے پیتے رہے — غریبوں کی اچھی گزر ہوگئی
نعیمؔ سیہ کار مغفور ہوگا — جو شاہِ جہاں کی نظر ہوگئی

○ ○ ○

اندر دلم ہوائے تُو یا سیّد الوریٰ
کونین از برائے تُو یا سیّد الوریٰ
ایمان و دل ولائے تُو یا سیّد الوریٰ
قرب اتم لقائے تُو یا سیّد الوریٰ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اندر دلم ہوائے تو یا سیّد الوریٰ
عرشِ دلم سرائے تو یا سیّد الوریٰ
کافی ست بہرِ جملہ مریضانِ جاں بلب
یک حرف از دُعائے تو یا سیّد الوریٰ
سلطانی جہاں شراکِ نعالِ پاک
محبوبیت ردائے تو یا سیّد الوریٰ
روحی فداك يسرع مولاك في هواك
مطلوبِ حق رضائے تو یا سیّد الوریٰ
یابد نعیمؔ خلد نعیمِ سیاہ کار
میرد چو مبتلائے تو یا سیّد الوریٰ

○ ○ ○

گل از نزاکتِ لب ہائے دلربا حاکی
قمر ز طلعتِ رُخسارِ پُرضیا حاکی
نجوم واصفِ لمعانِ نُورِ دندانت
خور از جبینِ پُرانوارِ مصطفیٰ حاکی
سپہر رفعتِ قدر ترا ثناء گوئے
صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی
ز پردہ داریِ زلفِ تو شبِ شبینہ خواں
سحر ز تابشِ رُخسارِ باصفا حاکی
ز حُسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بمدح جودِ تو ابرِ محیط رطبِ لساں
ز فیضِ عام تو در بحر و بر صبا حاکی
نعیمؔ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز دردِ ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

○ ○ ○

تضمین بر غزل خود

زبانِ لال ہے نطق خجستہ انشا کی
عجب ہے عاجزی افکارِ عرشِ پیما کی
ہو مدح کس طرح اس لعلِ عالم آرا کی
گل از نزاکتِ لب ہائے دلربا حاکی
قمر ز طلعت رُخسارِ پُرضیا حاکی

حواس و عقل و خرد فہم و دانش و فطنت
جلالِ حُسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت
زمین والے کریں کیا کمال کی مدحت
نجوم واصفِ لمعانِ نُورِ وندانت
خور از جبینِ پُرانوارِ مصطفیٰ حاکی

تمہاری مدح کی خاطر چمن میں غنچوں نے
ہزار نازش و انداز سے دہن کھولے
ترانہ سنجی بہت کی زبانِ سوسن نے
سپہرِ رفعت قدرِ ترا ثناء گوئے
صنوبر از قد دلجوئے خُوش ادا حاکی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے حُسن کے مداح ہیں زمین و زماں
تمہاری خُوبی کا چرچا نہیں جہاں میں کہاں
جمالِ مہر ہے وصافِ عارضِ رخشاں
ز پردہ داریِ زُلفِ تُو شب شبینہ خواں
سحر ز تابش رُخسارِ باصفا حاکی

ترانہ سنج تھی گلشن میں آج یوں بلبل
تمہارا چہرۂ انور کہاں، کہاں یہ گُل
تمہارے قدموں پہ قرباں بوستاں بالکل
ز حُسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بذکر چشمِ تُو نرگس بصد حیا حاکی

کریم خُلق ہو واصف ہے آپ کا رحماں
کریم خُلق ہو مداح ہے آپ کا قرآں
کرم تمہاری کریمی کا بندۂ احساں
بمدح جودِ تُو ابرِ محیطِ رطبِ لساں
ز فیضِ عامِ تُو در بحر و بر صبا حاکی

تڑپ رہا ہے عجب طرح سے دلِ مشتاق
غمِ جُدائی ہے قلبِ حزیں پہ بے حد شاق
امیدوارِ نگاہِ عنایت و اشفاق
نعیمؔ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز دردِ ہجرِ تُو شام و سحر شہا حاکی

o o o

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مناجات

رہے گی ناخنِ فرقت کی کب تک سینہ افگاری
کرے گی یاس تاکے زخم پر دل کے نمک باری
بہیں گے دل کے ٹکڑے بن کے آنسو آنکھ سے کب تک
رہیں گے چشمِ پُر ارماں سے کب تک اشکِ غم جاری
یہ بے سامانیاں یہ ضعف اور یہ دُوری منزل
دلِ بے صبر کی کب تک رہے گی ایسی ناچاری
شکستہ سی اُمیدیں زندگی کی کچھ معاون ہیں
کمر ہمت کی توڑے ڈالتی ہے اپنی ناداری
نہ کچھ حُسنِ عمل ہی ہے نہ کوئی مادی ساماں
جو کچھ ساماں ہے تو چھوٹی سی تھوڑی گریہ و زاری
میں کس مُنہ سے کہوں مجھ کو بلا لیجئے مدینہ میں
میں خود نادم ہوں آقا دیکھ کر اپنی سیہ کاری
کہاں مجھ سا کمینہ اور کہاں وہ بقعۂ طاہر
کہ جس میں جلوہ فرما ہیں حبیبِ حضرتِ باری
ولیکن کیا تعجب ہے اگر اپنی کریمی سے!
کرے وہ رحمتِ عالم خطا کاروں کی ستاری
ذرا بھی چشمِ رحمت ہو تو مٹ جائیں گے گنہ میرے
مرادیں سب بر آئیں نکلیں دل کی حسرتیں ساری
مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگِ در یہ پیشانی
وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ گہر باری
یہ شیدا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوے ہوں
یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ دلداری

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زباں پر ہوں درودیں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں
مزہ ہو بر سرِ جُود و کرم ہو لُطفِ سرکاری
زہے قسمت گدا ہوں میں اسی سرکارِ عالی کا
عطا فرمائی جس کو حق نے سرداروں کی سرداری
ملے وہ انبساط و فرح رُوحانی و ایمانی
دلِ غم دیدہ اپنا بھول جائے گریہ و زاری
تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لُطف کرتی ہوں
دُعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری
وہ الطافِ کریمانہ ہوں وہ انعامِ شاہانہ
نعیمؔ الدیں کو دیکھیں دیدۂ حسرت سے درباری

○ ○ ○

در مذمتِ قاتلانِ اہلِ بیت

اے ابنِ سعد رےَ کی حکومت تو کیا ملی
ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار شہیدوں کے خُون کی
کیسی سزا تجھے ابھی اے نا سزا ملی
اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت
دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کیے
گھورے پہ گور کو بھی تمہاری نہ جا ملی
رُسوائے خلق ہوگئے برباد ہوگئے
مردودو تم کو ذلتِ ہر دوسرا ملی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تم نے اُجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں
تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بددعا ملی
دُنیا پرستو دین سے مُنہ موڑ کر تمہیں
دُنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھایا رنگ شہیدوں کے خون نے
سر کٹ گئے اماں نہ تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیمؔ انہوں نے ابھی سزا
دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی

○ ○ ○

http://t.me/Tehqiqat

خمسہ

نہ مرا دردِ ستم کاری و وعدہ شکنی
نہ مرا خوفِ جفا جوئی و عشاق کشی
کے بہ چسپد بدلم زخرف دنیائے دنی
لی حبیبٌ عربیٌّ مدنیٌّ قرشی
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

گو بظاہر نہ میسر شدہ دیدارِ نبی
بود دل جلوہ گہ حُسنِ ملیحِ نبوی
از بہر صدق ہمی گفت اویسؔ قرنی
لی حبیبٌ عربیٌّ مدنیٌّ قرشی
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں گنہ گار خطا کار سیہ کار سہی
کون سی ایسی بدی ہے کہ جو مجھ سے نہ ہوئی
باوجود اس کے شفاعت کی ہے اُمید قوی
لی حبیب عربی مدنی قرشی
کہ بود دردو و غمش مایہ شادی و خوشی

○ ○ ○

کمالِ حُسن پردہ مستِ نازِ لااُبالی ہے
سنبھل کر اے دلِ مضطر ترا اللہ والی ہے
ارسطو کیا کہ نبضِ عاشقاں پر ہاتھ رکھنے سے
فلاطوںؔ خود گرفتارِ بلائے خستہ حالی ہے
نہیں کچھ سینہ کاوی چل دیا شاید کہیں دلبر
کہ دل پہلو سے غائب ہے ہمارا سینہ خالی ہے
یہ کس نے روند ڈالا لاشۂ بیکس کو قدموں سے
کہ آنکھیں کھل گئیں جاں آگئی کیا پائمالی ہے
پھلیں نخل و شجر گلزار پھولیں چشمے ہوں جاری
برس اے چشمِ خوں افشاں جہاں میں قحط سالی ہے
فنا ہو اس میں جس کو ہو نہیں سکتی فنا ہرگز
یہ ہستی جس پہ تو مفتوں ہے تصویرِ خیالی ہے
ہنر ہی سے جہاں میں آدمی کی قدر ہوتی ہے
نعیمؔ بے ہنر مشہور تیری بے کمالی ہے

○ ○ ○

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیر دل کی جسے میسر ہے　　عیشِ دنیا اسے مکدر ہے
اس کے نزدیک زینتِ عالم　　خس و خاشاک سے بھی کمتر ہے
اصل نعمت بقا ہے لیکن وہ　　کون سی چیز کو میسر ہے
کون سی چیز کو زوال نہیں　　نیستی سب کی یاں مقدر ہے
ہے تغیر میں روز ماہِ منیر　　اسی چکر میں مہرِ خاور ہے
نقش بر آب کی طرح ہیں وجود　　بے ثباتی ہر ایک کی اظہر ہے
سب حقیقت میں نقشِ باطل ہیں　　جاہ ہے یا حکومت و زر ہے
دل کی دنیا عجیب دنیا ہے　　راز ہستی کا اس میں مضمر ہے
دل کو خالی کرو کدورت سے　　جلوہ گاہ جنابِ داور ہے
سارے عالم میں جو سما نہ سکے　　جلوہ فرما وہ دل کے اندر ہے
تم اسے ڈھونڈنے چلے ہو کہاں　　دلِ بے غل ہی یار کا گھر ہے
پرتوِ حسن لم یزل پہ مٹو　　جس سے مومن کا دل منور ہے
ظل کو لے کر نہ اصل کو چھوڑو　　سایہ بے اصل نا مصوّر ہے
ظل کو ظل جان کر کرو توقیر　　کیونکہ یہ بھی اسی کا مظہر ہے
رازِ وحدت کھلے نعیم الدین　　اشرفی کا یہ فیض تجھ پر ہے

○　○　○

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پا بجولاں دیکھئے
چلیے اٹھئے اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے
اپنے ہی سینہ میں کیجئے اپنے دلبر کی تلاش
مصر میں کیا جایئے کیا چاہ کنعاں دیکھئے
از رہ بندہ نوازی چشمِ پُرانوار سے
دیکھئے میری طرف ختم رسولاں دیکھئے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھیے سیمائے انور، دیکھیے رُخ کی بہار
مہرِ تاباں دیکھیے، ماہ درخشاں دیکھیے
دیکھیے وہ عارض اور وہ زُلفِ مشکیں دیکھیے
صبح روشن دیکھیے شامِ غریباں دیکھیے
جلوہ فرما ہیں جبینِ پاک میں آیاتِ حق
مصحفِ رُخ دیکھیے تفسیرِ قرآں دیکھیے
یہ نعیمؔ زار کیسا ہجر میں بے تاب ہے
دیکھیے اس کی طرف، اے شاہِ شاہاں دیکھیے

○ ○ ○

عطائیں پوچھیے سرکار کی محتاج سائل سے
اٹھائے ہوں جنھوں نے فیض ان کے بحرِ ساحل سے
مذاقِ دل ہے شیریں کام ان شیریں خصائل سے
مشامِ جان ہوا ہے مست اس گُل کے شمائل سے
امام اعظم و محبوبِ سبحانی، شہ سمناںؔ
پہنچتے ہیں نبی تک ہم انہی اعلیٰ وسائل سے
وہ رُوئے حق نما مظہر ہے حُسنِ بے مثالی کا
جمال ان کا منزہ ہے مقابل سے مماثل سے
سراپا نُور ہیں وہ نور حق نور علی نور
کہ مشکوٰۃ ہے شان ان کی انہیں کیا واسطہ ظل سے
بفضل اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت
کفِ پائے حبیبِ حق کو رُوئے ماہ کامل سے
دلیلِ قدرتِ حق ہے مرا ہونا فنا ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جناب شیخ آئیں خدمتِ پیرِ طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مسائل سے
نگاہِ لُطف للہ اے قرارِ خاطرِ مضطر
کہ اب تو آ گیا ہوں تنگ میں بے تابیِ دل سے
غرض کیا ہم کو بلبل سے اور اس کے گرم نالوں سے
نہیں گر درد دل میں، فائدہ ذکرِ عنادل سے
ہر اک شاہ و گدا کو جن کے در سے ملتا ہے صدقہ
نعیم الدینؔ بھی سائل ہے اسی دربارِ باذل سے

○ ○ ○

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے
فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے
کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مُردے جِلا دینے والے
تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں تفسیر تنزیلِ محکم
جنابِ نبی کی ثناء کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے
تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے ان کی ہوئے داد گستر
ستم کرنے والے جفا کرنے والے
اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے
شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ صدیقِ اکبر وفا کرنے والے
نبی پر دل و جاں فدا کرنے والے
نعیمؔ سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

○ ○ ○

نہ کر فکر اے دل وہ کیسے ملیں گے
عنایت کریں گے کرم سے ملیں گے
مدینہ کے عاشق مدینہ چلا چل
مدینہ کے رستہ میں کعبے ملیں گے
نکیرو نہ پوچھو مرے دل کو دیکھو
فضاؤں میں دل کی مدینے ملیں گے

○ ○ ○

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامیؔ رحمتہ اللہ علیہ

الذات عن العیوب خالی
والوصف من البیان عالی
فرد صمد عن المثالی
اے مظہرِ حُسنِ لا یزالی
مرآت جمال ذوالجلالی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذاتِ تُو ز عیب و نقص خالی
وصفِ تُو زاوجِ وصف عالی
در ذات و صفات و بے مثالی
اے مظہرِ حُسنِ لا یزالی
مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ہر عیب سے ذاتِ پاک خالی
توصیف و ثناء سے وصف عالی
ثابت ہوئی تری بے مثالی
اے مظہرِ حُسنِ لا یزالی
مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

مخمور ز بادۂ تمنا!
مجبور ز قلبِ ناشکیبا
می جست بکوہ طور موسیٰ
انوارِ تجلّیِ قدم را
رُخسارِ تُو احسن المجالی

دیدن نتواں جمالِ حق را
بے پردہ دریں سرائے دُنیا
بر طُور کہ می بہ جست موسیٰ
انوارِ تجلّیِ قدم را
رُخسارِ تُو احسن المجالی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے قدوۂ رہبرانِ کامل
اے ہادیِ سالکانِ منزل
حلّال صعاب ہائے مشکل
در شانِ کمالِ تست نازل
آیاتِ مکارم و معالی

بر حُسنِ رخت فدا بہار است
قربانِ دو چشمِ لالہ زار است
صبح ست کہ تابش عذار است
رویتِ طرفاً من النہار است
زلفت زلفاً من اللیالی

شیدائے جمالِ بے مثالش
مستِ مئے حُسنِ بے زوالش
جوید پئے بادۂ حلالش
میخانہ کہ ساحتِ جلالش
باد از غبارِ غیر خالی

آں کج کلہاں کہ ارجمندند
واں ناموراں کہ عقلمندند
ویں مدعیاں کہ خود پسندند
احرامِ حریمِ آں نہ بندند
جز دُرد کشانِ لا ابالی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملا بشاغل تورع
صوفی بہ تخضع و تخشع
منعم بہ نمائش و تصنع
جامی بہ وظائف و تضرع
مشغول بود علی التوالی

○ ○ ○

بیت در صنعتِ مقلوب مستوی

بشانِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنّت مجددِ دین و ملت سراپا برکت
مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

اضر دمح احمد رضا اعلام کفر
فکما لعا اضر دمح احمد رضا

http://t.me/emaiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(حصّہ پنجم)

آخری لمحاتِ حیات

http://t.me/Tehqiqat

آہ! اب راقم الحروف نے ان آخری لمحات کے چند واقعات و حالات کا تذکرہ کرنا ہے جبکہ قدرتِ حق کی یہ عظیم نعمت ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوئی ہے۔

راقم الحروف نے حضرت قدس سرہ کی آغوشِ رحمت و شفقت میں پرورش پائی ہے۔ میرے والد ماجد صوفی صابر اللہ شاہ صاحب مدظلہ حضرت اقدس سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، اور کوئی بھی خانگی امر حضرت سے مخفی نہ تھا۔ کوئی بیمار ہو، یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو، سب میں صرف حضرت ہی پر اعتماد تھا اور ہے۔ احوال ماحول کے تابع ہوتے ہیں، قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس کے والد جس پر اس قدر اعتماد و عقیدت رکھتے ہوں، لازمی والدین کی شفقت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ اس کی اولاد بھی ان پر جان نثار کرے، جس پر یہ قربان ہیں، چنانچہ میری خورد سالی میں برابر میرے والد ماجد مجھے اپنے ہمراہ حضرت کی خدمت میں لے جاتے تھے، حتیٰ کہ جب ۱۹۳۳ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں اردو فارسی کی میری تعلیم شروع ہوئی، تو روزانہ بعد نمازِ عصر دربارِ اقدس کی حاضری معمول ہو گئی۔ پھر جب ۱۹۳۶ء میں میرے اسباق عربی شروع ہوئے تو اور زیادہ حاضری کا موقع ملتا رہا۔ جب حضرت قدس سرہ نے اپنی تفسیرِ قرآنِ کریم کی دوبارہ طباعت شروع کرائی، تو اپنے ہمراہ تصحیح اصل مسودہ ترجمہ و تفسیر کے لیے نظرِ کرم اس فقیر پر فرمائی۔ ۱۹۴۰ء سے مستقل مجھے اپنے دربار میں باریاب رہنے کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سعادت نصیب ہوئی۔ روز بروز حضرت کی نظرِ کرم زیادہ ہوتی رہی، حتیٰ کہ تفسیر کی طباعت کے دوران میں ۱۹۴۱ء میں جبکہ حبسِ بول کا عارضہ شدید صورت اختیار کر چکا تھا، اور یہ دوسرا حملہ تھا، جو ۱۹۲۸ء کے بعد شدت کے ساتھ ہوا۔ تین روز مسلسل حبسِ بول رہا۔ ڈاکٹر آتے تھے، پیشاب نکالنے کی کوشش کرتے تھے، مگر کامیاب نہ ہوتے تھے، یہاں تک کہ قریب قریب ڈاکٹر مایوس ہو چکے تھے۔ اس شدتِ مرض میں آپ نے اپنے بڑے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا حکیم سید ظفر الدین احمد صاحب کو بلایا۔ اس وقت دوسرے صاحبزادگان اور مخصوص نیاز مندان بھی حاضر تھے، اور حضرت سیدی استاذی تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد قدس سرہ تو برابر حاضر رہتے ہی تھے، اور ازدیادِ شدتِ مرض نے بے چین کر رکھا تھا، ان تمام حضرات کی موجودگی میں فرمایا:

> "مولانا میاں (یعنی بڑے صاحبزادے) قرآنِ کریم کی طباعت مکمل نہیں ہوئی ہے، تصحیح کا کام شاہ جی (یعنی راقم الحروف، آپ ہمیشہ شاہ جی ہی سے یاد فرماتے تھے) سے ہی مکمل کرانا، چونکہ یہ میری طرزِ تحریر اور رسمِ خط سے خوب واقف ہو گئے ہیں۔ میں تو ان کو جو دیتا تھا یہ اپنی سعادت مندی سے لے لیتے تھے، لیکن تم ان کو ہر حال میں راضی رکھنے کی کوشش کرنا، اور شاہ جی کے ساتھ گجرات سے (حضرت مولانا مفتی) احمد یار خاں (صاحب نعیمی مدظلہ) کو بلا لینا، یہ دونوں تفسیر کی طباعت کی تصحیح کر لیں گے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو شفا عطا فرمائی، اور حضرت اقدس نے اس خادم کے ساتھ خود ہی اس تفسیر کی مکمل تصحیح کی۔ اسی دوران میں میں بیمار ہو گیا، اور میری بیماری نے اتنی شدت و طوالت اختیار کی کہ دو سال بستر پر پڑا رہا۔ سات مرتبہ موتی جھرہ نکلی، اس کے بعد فالج گرا، مرض نے شدت اختیار کی۔ حضرت کے کرم کا یہ حال تھا کہ پڑھا رہے ہیں، طلباء سامنے ہیں۔ آپ نے فرمایا، چلو شاہ جی کو دیکھ آئیں، اس طرح جب تک میں بیمار رہا، ہفتہ میں کئی کئی بار، بسا اوقات روزانہ غریب خانہ پر تشریف لاتے، اور مجھے تسلی و تشفی دیتے، اس سلسلہ تشریف آوری میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ دس

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچ روپے میرے تکیہ کے نیچے نہ رکھ دیئے ہوں۔ جب شہر کے بڑے بڑے اطباء و حکماء مجھے جواب دے چکے، تو حضرت نے فرمایا، اب ایک نسخہ ہے، جو شروع کراتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو زندگی بخشنی ہوئی، تو آرام آ جائے گا، لیکن وہ نسخہ بے حد قیمتی ہے۔ فی خوراک اس کی قیمت تین روپے ہوتی ہے، اور دن میں ایسی تین خوراکیں دینی ہوں گی لیکن یہ حضرت قدس سرہ واقف تھے کہ والد صاحب کا سلسلہ روزگار میری علالت کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا، اب گھر اور بیماری کا خرچ صرف حضرت قدس سرہ کے کرم خسروانہ پر تھا۔ خود ہی فرمایا، یہ دوا دیتے رہو، کوئی فکر نہ کرو، چنانچہ حضرت نے اس کو شروع فرما دیا، ساڑھے تین مہینے تک مسلسل نو روپے روز کی دوا دی جاتی رہی، اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا، حضرت کی دعا شفقت نے درجہ قبولیت پایا۔ دوا کے استعمال سے دن دونی رات چوگنی صحت عود کرتی رہی، یہاں تک کہ میں اس قابل ہو گیا کہ سواری میں بیٹھ کر آستانہ قدسی کی حاضری دے سکتا۔ اس ضعف و ناتوانی کے دور میں جب بھی میں بارگاہ میں حاضر ہوا، حضرت اپنا وہ گاؤ تکیہ جو حضرت کے لیے خاص تھا، نکال کر میری کمر کے پیچھے لگا دیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی تو اسی وقت ختم ہو گئی تھی، اب باقی جتنی بھی میری حیات ہے وہ حضرت قدس سرہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہے، اس لیے آپ کی حیاتِ طیبہ میں یا بعد میں جس قدر بھی تحدیثِ نعمت کی جائے کم اور بہت کم اور میری وُسعتِ اختیار سے بالا ہے۔

غرضیکہ بیماری کے بعد ۱۹۴۵ء میں میری دستار بندی حضرت نے فرمائی اور میری حاضری پھر بدستورِ سابق شبانہ روز آستانہ قدس میں شروع ہو گئی۔ ۱۹۴۳ء میں چونکہ اماں جی مرحومہ (یعنی والدہ شہزادگان) کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں اور ان کے گھر بار کے اخراجات کے خود متکفل تھے اور تمام نفوس کا خرچ خود ہی برداشت فرماتے تھے، اس لیے گھر کے خورد و نوش کا انتظام اس خادم کے سپرد تھا۔

آستانہ سے ہر ایک چیز دونوں وقت دونوں صاحبزادوں کے گھر جاتی تھی۔ مہمانوں وغیرہ کا کھانا ایک وقت بڑے صاحبزادے کے یہاں اور ایک وقت منجھلے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد اختصاص الدین احمد صاحب نعیمی کے یہاں پکتا تھا۔ اسی دوران میں تحریکِ قیام

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکستان شروع ہو گئی۔ آپ نے سنی کانفرنس کی تنظیم تیز تر فرمائی اور ملک میں دورے شروع کر دیئے لہٰذا اس خادم کو مرکزی دفترِ "آل انڈیا سنی کانفرنس" کا منصرم مقرر کیا۔ تمام مراسلات و مواصلات، تحصیل و ترسیلِ زر، سب اس خادم کے سپرد ہوئی اور جب ملک میں حضرت کے دورے قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں شروع ہوئے تو اس خادم کو اپنی خدمت میں ساتھ رکھا، حتیٰ کہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی، اور اگست ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے اپنے ایک ہم جماعت مولانا سید محمد مہدی علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے لیے میرا خطبہ دیا۔ بھلا جہاں حضرت خود پیام بھیجیں کسی کو کیا انکار ہو سکتا تھا، چنانچہ ۲۱ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۴ شوال ۱۳۶۵ھ کو میری شادی ہوئی، اور حضرت مع اپنے ان تمام حاضرینِ محفل اور میرے مخدوم اساتذہ کرام مدظلہم شریک برات ہوئے۔ بتعمیل حکمِ حضور، تاج العلماء سیدی و استاذی حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہ نے عقد کیا اور خطبہ نکاح پڑھا۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت قدس سرہ کے مرضِ ذیابیطس نے ترقی کی اور جسم روز بروز گھٹتا رہا، صحت جواب دیتی رہی۔ آپ نے خیال فرمایا کہ میرا آفتابِ عمر برسر کوہ ہے، اور یہ شمعِ علم و عرفان گل ہونے والی ہے تو وہ روپیہ جو سنی کانفرنس کا ہے، اس کو کسی ایسی جگہ خرچ کرانا چاہیے جو سنی کانفرنس کا مقصدِ اصلی ہے، چنانچہ مارچ ۱۹۴۸ء میں آپ نے آل پاکستان کا طوفانی دورہ فرمایا، حتیٰ کہ لاہور اسی غرض سے رونق افروزی ہوئی۔ حضرت ابوالحسنات صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور پاکستان سے جو اس وقت "پنجاب سنی کانفرنس" کے صدر اعلیٰ تھے، تبادلہ خیالات کیا۔ ملکی حالات استفسار فرمائے۔ پھر لاہور سے کراچی کا عزم کیا۔ اسٹیشن پر مبلغِ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی مرحوم، مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، اور دیگر احباب و نیازمندان برائے استقبال حاضر آئے۔ مولانا عبدالحامد صاحب اپنی کار کے ذریعہ اسٹیشن کراچی شہر سے حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت کدہ پر لے گئے۔ شام کو ایک کاٹھیاواری سیٹھ (جن کو مدنی کہتے ہیں، ان کا نام اس وقت یاد نہیں) کے یہاں ایک منزل مکان خالی کرا کے قیام کرایا۔ آپ نے وہاں شہر کے علماء و عمائدینِ اہلِ سُنّت کو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلایا۔ اس سفر میں حضرت محدثِ اعظم مولانا الشاہ ابوالحامد سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی حضرت سیدی مولانا مفتی صاحبداد خان صاحب، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب ندوی اور دیگر احبابِ اہلسنّت کے مشورے سے طے پایا کہ ایک ادارۂ تبلیغ قائم کیا جائے جس کے تحت سندھ کے علاقہ میں دورہ کر کے سندھی مسلمانوں میں تبلیغ مذہب ہو۔ جب مبادیات طے ہوگئے، تو آپ نے حاجی محمد ابراہیم صاحب بانکڑا سیٹھ کاٹھیاوار کو دو ہزار روپیہ سنی کانفرنس کا دیا اور فرمایا۔ یہ رقم کام شروع کرنے کے لیے ہے، لیکن یہ رقم کم نہ ہو، اس کو پورا کرتے رہنا تمہارا کام ہے۔ اس تبلیغی ادارہ کے صدر مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی مقرر کیے گئے، اور ان کی صوابدید پر تحصیل رقم موقوف رکھی گئی۔ جب یہ تمام کام ختم فرما چکے تو حضرت نے ارادہ فرمایا کہ بغداد شریف، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بیت المقدس اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی زیارت فرمائیں، کراچی تو آہی گئے ہیں، چنانچہ پاسپورٹ اور سیٹیں سب مکمل ہو چکی تھی، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ مرض نے انتہائی شدت اختیار کر لی اور اب تپ و لرزہ بھی شروع ہو گیا، بالآخر زیارتوں کا سفر ترک فرما دیا اور لاہور واپس تشریف لے آئے۔ لاہور آنے کے بعد مرض نے خطرناک صورت اختیار کرنی شروع کر دی، مسلسل غذا کے نہ پہنچنے سے ضعف و نقاہت کا استیلاء ہونا لازمی تھا۔ چونکہ آپ کا قیام ہمیشہ حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے یہاں ہوتا تھا، اس سفر میں بھی آپ نے یہاں ہی قیام فرمایا۔ سید صاحب قبلہ نے بے حد تگ و دو کر کے اسپیشل طیارے (ہوائی جہاز) میں دہلی کے لیے سیٹ ریزرو کروائی، اور آپ مراد آباد واپس تشریف لے گئے۔ مراد آباد پہنچنے کے بعد تو حالات دن بدن مایوس کن ہوتے چلے گئے، شہر کے بڑے بڑے حکیم و ڈاکٹر آتے رہے، اپنے فن کے کمال دکھاتے رہے، مگر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، وہی ہوا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی نشست و برخاست بھی متعذر ہو گئی، تو آپ نے چارپائی جنوباً و شمالاً کرا دی، تاکہ رُو بقبلہ ہو کر نماز ادا کی جا سکے۔ اس دوران میں میں مسلسل راتوں کو جاگتا تھا، اور کسی کو قریب رہنے کی اجازت نہ تھی۔ میرا ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ کبھی حضرت کے سامنے نہیں لیٹا اور نہ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کبھی چار زانو بیٹھا۔ ہمیشہ میں آستانہ پر کسی دیوار یا ستون کی اوٹ میں رات کو لیٹتا تھا، تاکہ مجھے حضرت لیٹے ہوئے نہ دیکھیں، چنانچہ اس بیماری کے زمانہ میں بھی اگر غنودگی نے بہت مجبور کیا تو چارپائی کے پیچھے سرہانے گاؤ تکیہ پر سر رکھا۔ کچھ نیند لے لی۔ حضرت اگر کبھی کروٹ بھی لیتے تو میں بیدار ہو جاتا تھا۔ اسی دوران میں ایک شب حضرت کے سرہانے تکیہ پر سر رکھے ہوئے لیٹا تھا، کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ:

ایک نہایت عالی شان بقعہ نور کمرہ ہے، چاروں طرف قالین پر گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں، ایک طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز ہیں، ایک طرف حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، ایک طرف حضرت سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ مشکل کشا، ایک طرف حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ آخر میں ایک کونہ پر ایک نشست خالی ہے۔ کمرہ کے دروازہ پر حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں کہ ایک طرف سے سفید عمامہ باندھے سفید ململ کی اچکن پہنے حضرت قدس سرہ آ رہے ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری نشست اندر خالی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرے لیے یہی بڑی سعادت ہے کہ جوتیوں میں ہی جگہ مل جائے مگر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے، حضرت نے عرض کیا الامر فوق الادب اس خالی نشست میں آپ کو لے جا کر بٹھایا گیا، آپ ابھی پورے بیٹھے بھی نہیں تھے کہ میری آنکھ کسی وجہ سے کھل گئی۔ صبح کو سیدی استاذی تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہ کی موجودگی میں اپنا خواب بیان کیا۔ سن کر حضرت کے خوشی میں آنسو نکل آئے۔ فرمایا: میرا انتظار ہے، اب میں جا رہا ہوں۔ یہی اس کی تعبیر ہے۔ حضرت تاج العلماء نے عرض بھی کیا کہ یہ خواب حضور کی صحت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مگر آپ نے پھر یہی فرمایا، نہیں! میرا انتظار ہے۔

چنانچہ آپ نے اپنی غیر منقولہ جائیداد کو اپنے مذکور چاروں صاحبزادوں میں گھر پر کمیشن بلا کر منتقل فرمایا، منقولہ جائیداد کو تقسیم کیا۔ صرف آٹھ سو روپیہ اپنے تجہیز و تکفین اور مراسم فاتحہ و چالیسویں، اور علاج کے لیے باقی رکھا اور قرآن کریم کا ترجمہ و

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر، جو کہ آپ کے بڑے صاحبزادے کے نام رجسٹرڈ تھا سب کی موجودگی میں ان سے وصیت فرمائی کہ یہ رجسٹریشن چاروں صاحبزادوں کے نام منتقل کر دو، بہ حصّہ مساوی چاروں اس کی آمدنی میں شریک ہیں۔

بڑے صاحبزادے نے سرِ اطاعت جھکا دیا، اور حضرت قدس سرہ کو مطمئن کیا۔

اس کے بعد مریدین کا ایک تانتا بندھنا شروع ہو گیا، ایک جماعت آتی تھی، داخلِ سلسلہ ہو کر جاتی تھی کہ دوسری جماعت آ جاتی۔ خدا معلوم کہاں کہاں سے لوگ آتے تھے۔ آخر ایام میں چونکہ ضعف و نقاہت سے آواز بالکل پست ہو گئی تھی، جماعت کو باآواز تلقین نہیں کی جا سکتی تھی، تو یہ خادم حضرت کے لب ہائے مبارک کے پاس اپنے کان لے جاتا، آپ ارشاد فرماتے اور میں اس کا اعادہ کرتا، اور مرید اس کو کہتے جاتے تھے، حتیٰ کہ رحلت سے ایک گھنٹہ قبل تک یہی سلسلہ رہا۔ جب کبھی میں نہ ہوتا تو حضرت تاج العلماء قدس سرہ یہ خدمت انجام دیتے۔

علالت کے زمانہ میں حضرت مجھے بعد مغرب گھر جانے کی اجازت مرحمت فرماتے تھے اور میں ایک گھنٹہ یا کچھ کم و بیش میں واپس آ جاتا تھا۔ اگر میرے گھر جانے تک کچھ غذا ملاحظہ نہیں فرمائی ہے، تو جب تک میں واپس نہیں آتا تھا، میرا انتظار فرماتے تھے۔ غذا کے لیے جو بھی عرض کرتا، فرماتے شاہ جی کو آنے دو۔

وصال مبارک سے ایک ماہ قبل میں نے عرض کیا کہ حضور نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں جب تجھ سے بہت خوش ہوں گا تو تجھ کو ایسی چیز دوں گا جو تجھے ہمیشہ کے لیے کافی ہو گی۔ حضور مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہوں، ان کو معاف فرماتے ہوئے اب اگر کرم فرما دیں، تو زہے نصیب۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنا وعدہ یاد ہے، لیکن میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں اس کی طلب ہے یا نہیں۔ اب میں تجھ کو وہ چیز دیتا ہوں، جو تجھے عمر بھر کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ فرمایا اور عطا فرمائی۔ یہ وہ چیز ہے جس کو آپ نے چند ہی افراد کو مرحمت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے تھے، ایک تو تیرے والد کو دیا ہے، اور سید کو (یعنی مولانا ابو البرکات صاحب مدظلہ کو) مولوی احمد یار خاں صاحب، اور چند مخصوص لوگوں کو اور یہ میں اسی وقت دیتا ہوں جب میں اس سے بے حد خوش ہوتا ہوں۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ کو میں نے عرض کیا کہ حضور اگر مجھے سلسلہ کے فیوض سے بہرہ ور فرمادیں تو نجات کی ضمانت ہو جائے۔ آپ نے اشارہ فرمایا، میں چارپائی پر داہنی جانب دوزانو بیٹھا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، اور داخلِ سلسلہ فرما کر اپنے اوراد و اشغال اور سلاسل کا ماذون و مجاز فرمایا اور صبح کو ایک مثال (سند اجازت) اور چند مخصوص اشغال مرحمت فرمائے۔

وصال سے دو ہفتے قبل آپ نے مجھ سے فرمایا: شاہ جی تم نے میری بیاضِ خاص کی نقل کرلی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا نقل کرلو، پھر تم کو دیکھنی بھی نصیب نہ ہوگی (چنانچہ یہی ہوا کہ اس کا دیکھنا بھی میسر نہیں) میں نے جلد از جلد اس کو نقل کر کے ایک ہفتہ قبل، پیشِ خدمت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اس پر دستخط فرمادیں، چونکہ زمانہ نے دیکھا ہے کہ میں خدمتِ اقدس میں ہر وقت باریاب رہتا ہوں، کہیں کوئی یہ بدگمانی نہ کرے کہ میں نے خود خفیہ نقل کی ہے۔ اس بات پر آپ مسکرائے اور دستخط فرمادیئے۔ یہ وہ آخری دستخط ہیں کہ اس کے بعد آپ نے دستخط ہی نہیں کیے، اور اس خادم کے پاس موجود ہیں۔

اسی طرح وصال سے تین روز قبل کا واقعہ ہے کہ میرے کان میں شدید درد تھا اور بے ساختہ سوتے جاگتے کان پر ہاتھ جاتا تھا، صبح کو مجھ سے اشارہ فرمایا۔ میری سمجھ میں نہ آیا۔ کمرہ کے باہر حضرت سیدی تاج العلماء (قدس سرہ) تشریف فرما تھے، ان سے عرض کیا، آپ نے اشارہ سمجھا کہ قلم و دوات طلب فرما رہے ہیں۔ قلم و دوات اور کاغذ پیش کیا گیا، آپ نے لکھا:

"میں رات کو دیکھتا ہوں کہ بے اختیار بار بار تیرا ہاتھ کان پر جاتا ہے،

جاؤ ڈاکٹر مشتاق نبی کو کان دکھاؤ۔"

یہ تحریر اتنی شکستہ اور غیر مانوس تھی کہ تحریر دیکھ کر تاج العلماء کے بے اختیار آنسو نکل آئے اور فرمایا: اللہ اکبر! یہ اس ہستی اقدس کی تحریر ہے جس کے بے شمار شاگرد دہر طرزِ تحریر میں کاتب و خوشنویس ہیں، آج ضعف نے یہ حال کردیا کہ تحریر پڑھی بھی نہیں جاتی۔ یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے، جو میرے حق میں لکھی گئی۔ اس کے بعد

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے کوئی حرف نہیں لکھا۔ یہ تحریر بھی آپ کے تبرکات میں محفوظ ہے۔

اسی دورانِ علالت کا واقعہ ہے کہ حضرت سیدی تاج العلماء (قدس سرہ) نے جو کہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی جامعہ کا حساب و کتاب پیش کیا۔ حضرت نے اس وقت آپ کو ایک سند اعتماد و خوشنودی کار و اطمینانِ حساب و کتاب تحریر فرمادی۔ چنانچہ اس دوران میں حضرت کے بڑے صاحبزادے نے جو مدرسہ کے متولی تھے، حضرت سے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مدرسہ کا کیا حساب و کتاب، اور کتنی رقم ہے؟ حضرت نے فرمایا، مولانا محمد عمر کی امانت، دیانت، محبت میری جانچی ہوئی ہے، تمہاری سب کی سعادت اسی میں ہے کہ ان کے قدم دھو کر پیو، ان کے کاموں میں دخیل نہ ہو۔ یہ میرے معتمد مخلص ہیں۔

آپ کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ اٹھتے بیٹھتے حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر پڑھتے تھے، مگر اب کے علالت کے زمانہ میں ہر وقت آپ کا یہ ورد تھا۔ کچھ ایام قبل آپ کلمہ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھتے رہتے تھے۔ ایک روز مجھ سے فرمایا "شاہ جی! تو گواہ رہنا جب مجھے افاقہ ہوتا ہے، تو میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوں۔" غالبًا یہ "انتم شھداء اللہ فی الارض" ارشادِ نبوی کے ماتحت عمل فرمایا گیا، ورنہ کہاں میں، اور کہاں اس بقعہ نور کے لیے شہادت۔

الغرض وہ دن آیا کہ جس دن وصالِ حق سے سرفراز ہونا اور ہمیں دنیا میں تڑپتے ہوئے چھوڑ جانا تھا۔ جمعہ کا دن تھا، ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء تاریخ تھی۔ صبح ہی سے آثار اس قسم کے پائے جارہے تھے کہ یہ اہلسنت کا تاجدار، علم و فضل کا گوہرِ آبدار، حقیقت و معرفت کا شہسوار آج ہی کے دن کا مہمان ہے۔ حسبِ معمول مجھے حکم دیا گیا کہ جاؤ جمعہ کی نماز پڑھاؤ، چونکہ جب سے حضرت کو مرضِ ذیابیطس نے جماعت کرانے سے مجبور کیا تھا، اس وقت سے مسجد میں نماز باجماعت کے لیے مجھے ہی فرماتے تھے۔ اگرچہ میری قرأت قرآن کی تصحیح میرے والد صاحب نے شروع ہی میں کرا دی تھی، پھر قواعد تجوید بھی سیکھے تھے، لیکن حضرت نے باوجود اس کے راتوں کو میری

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرأت کی تصحیح کرائی، جب آپ کی نظر میں میری قرأت مایجوزبہ الصلوٰہ ہوئی تو مجھے آگے بڑھایا۔

غرضیکہ میں جب نمازِ جمعہ آپ کی مسجد میں پڑھا کر واپس آیا تو قصبہ سنبھل کے ایک عقیدت کیش چودھری اختر حسین صاحب قدم بوسی کے لیے آئے ہوئے تھے اور آپ کے چھوٹے داماد حکیم سید حامد علی صاحب بھی موجود تھے، میں نے غذا کے لیے عرض کیا، فرمایا نہیں! چودھری صاحب کے لیے چائے بناؤ۔ چائے بنائی گئی، اور حضرت سے چائے کے لیے عرض کیا، آپ نے فرمایا: لاؤ۔ میں نے اور حکیم صاحب نے سہارا دے کر کلی کرائی اور چائے پلانی شروع کی۔ یکایک ضعف کا ایسا استیلاء ہوا کہ لٹانا پڑا اور سب کلمہ شریف پڑھنے لگے، کچھ وقفہ کے بعد جب سکون ہوا، تو آپ نے فرمایا، تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے، رُک کیوں گئے، مجھے بڑا سکون محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ حضرت تاج العلماء (قدس سرہ) قلعہ کی جامع مسجد سے نمازِ جمعہ پڑھا کر جب آئے تو میں نے آپ سے سارا ماجرا عرض کیا، جامعہ نعیمیہ سے حضرت استاذی مولانا محمد یونس صاحب نعیمی، قاضی احسان الحق صاحب نعیمی، اور چند طلباء بھی آگئے۔ حضرت نے فرمایا میرے جنازہ کی نمائش نہ کرنا، اگر لوگ زیادہ اصرار کریں تو صرف محلہ چوکی حسن خاں تحصیلی اسکول، نئی سڑک اور کاٹھ دروازے ہوتے ہوئے مدرسہ کے صحن میں نمازِ جنازہ ادا کرنا۔ وہاں سے سیدھے میری آخری آرام گاہ لے جانا۔ حضرت تاج العلماء (قدس سرہ) نے عرض کی کہ حضور مجھے اجازت دی جائے کہ میں آج رات یہیں حاضر رہوں؟ فرمایا نہیں، شاہ جی کافی ہیں۔ پھر آپ نے عرض کی شاہ جی کے ساتھ کوئی دوسرا ہونا ضروری ہے، یا تو مجھے اجازت دیں، اور اگر مجھے اجازت نہیں تو کم از کم مولانا محمد یونس صاحب کی خواہش ہے کہ ان کو اجازت دے دی جائے؟ فرمایا: ہاں وہ اگر رہنا چاہیں تو باہر برآمدہ میں رہ سکتے ہیں، چنانچہ مولانا محمد یونس صاحب کو مدرسہ سے بلایا گیا، اور سب کو رخصت کر دیا گیا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا، حضرت نے اپنی سہ دری کے تینوں دروازے بند کرا دیئے۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور منجھلے صاحبزادہ مولانا محمد اختصاص الدین صاحب سہ دری کے باہر تخت پر بیٹھے رہے۔ کمرہ میں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے اور حضرت کے سوا کوئی نہ تھا، تھوڑی دیر مجھ سے گفتگو فرمائی، اس کے بعد حضرت خاموش ہوگئے، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے حضرت نے فرمایا پنکھا کھول دو، میں نے کھول دیا، پھر فرمایا کم کردو، میں نے اس کی رفتار نمبر۲ پر کردی، پھر فرمایا اور کم کردو، میں نے نمبر۳ پر رفتار کردی۔ کچھ وقفہ کے بعد فرمایا اور کم کردو، اب میں نے پنکھے کا رخ دیوار کی طرف کردیا تاکہ واسطہ سے ہوا پہنچے کچھ وقفہ کے بعد فرمایا، بند کردو۔ اس کے بعد مجھ سے کہا، میرا بازو دباؤ۔ چنانچہ میں چارپائی کی داہنی جانب بیٹھ کر بازو اور کمر دبانے لگا، دیکھا کہ کچھ زبان سے فرمارہے ہیں، اور چہرۂ اقدس پر بے حد پسینہ ہے۔ میں نے اسے رومال سے جو تہہ کیا ہوا آپ کے سینہ پر رکھا تھا چہرہ سے پسینہ خشک کیا۔ آپ نے نظرِ مبارک اٹھا کر میری طرف ملاحظہ فرمایا، پھر آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کیا، لیکن دم بدم آواز پست سے پست ہوتی چلی گئی، ٹھیک بارہ بج کر ۲۵ منٹ پر مجھے پھیپھڑوں کی حرکت بند ہوتی معلوم ہوئی، خود رُو بقبلہ ہو کر ہاتھ پیر سیدھے کرلیے تھے، کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جانِ پاک، جان آفریں کے سپرد ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون○

آہ! وہ نعمت عظمیٰ آج ہم سے جُدا ہوئی، جس کا ثانی اب ہماری نظروں میں نہیں۔
اس کے بعد میں نے مولانا محمد یونس صاحب کو بلایا اور ان سے عرض کیا: آیئے! اب ہمارے لیے سوائے عمر بھر رونے کے کچھ نہیں ہے۔ چادر اُڑھادی گئی۔ حضرت تاج العلماء کو والد صاحب کے ذریعہ خبردی گئی اور اسی وقت شہر میں ایک کہرام مچ گیا، جوق در جوق لوگ آنے لگے، جو آتا بادیدہ تر قرآن خوانی میں مشغول ہوجاتا۔ اسی وقت ملک کے گوشہ گوشہ میں تار دیدیئے گئے۔ آپ کے انتقال کا صدمہ اہلِ سُنّت کو جو ہونا تھا وہ تو ہونا ہی تھا، اغیار کو بھی ایسا صدمہ تھا کہ وہ اپنی مسجدوں میں روتے تھے اور کہتے تھے کہ زندگی میں ہمارا اور ان کا کو کیسا ہی اختلاف تھا، لیکن یہ حقیقت تھی کہ علم و فضل میں یکتا، نظر و بصیرت میں بے مثل تھے، چنانچہ سنی مدارس کے علاوہ مدرسہ شاہی مسجد، مدرسہ امدادیہ حتیٰ کہ میونسپل کمیٹی کے اسکول و مدارس نے بھی اس روز تعطیل کی۔
حضرت استاذی تاج العلماء "قدس سرہ" حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم ظفرالدین احمد صاحب، مولانا اختصاص الدین احمد صاحب اور اس خادم نے حضرت کو غسل دیا، جامہ ہائے عروسی (کفن) پہنایا گیا، پھر درونِ خانہ آخری زیارت کرائی گئی۔ باہر دروازہ پر ایک جمِ غفیر آخری دیدار اور جنازہ کا منتظر تھا۔ غرضیکہ ہجوم و ازدحام اور مجمع کثیر کی وجہ سے ممکن نہ تھا کہ سب جنازہ کی مسہری کو کندھا دے کر سُنّت نبوی سے استفادہ کر سکیں اس لیے لانبے لانبے بانس مسہری کے دونوں گوشوں میں باندھے گئے اور وصیت کے مطابق مقررہ راستوں سے جنازہ گزارا گیا۔

جس طرف سے جنازہ گزرتا تھا، ہر گھر سے نالہ وبکا اور چیخ وپکار کی آوازیں آتی تھیں، اور صحیح معنی میں اس وقت تمام شہر اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہا تھا۔ صوفیاء کرام، مشائخ عظام کی جماعت، جنازہ کے آگے اُلٹے قدم ذکر کرنے میں مشغول تھی، حتیٰ کہ جنازہ جامعہ نعیمیہ پہنچا، وہاں صحنِ جامعہ میں جنازہ رکھ کر حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آخری دیدار کے لیے لوگ بے چین ہو رہے تھے۔ صحنِ جامعہ میں جب ہجوم و ازدحام کی وجہ سے دیدار ممکن نہ ہوسکا، تو مسہری کو دارالحدیث میں لاکر رکھا گیا۔

یہ وہ دارالحدیث ہے جس میں حضرت قدس سرہ درسِ حدیث دیا کرتے تھے، اور اعلان کیا گیا کہ زائرین ادب کے ساتھ فرداً فرداً ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکلتے جائیں۔

اس کے بعد جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرام گاہ مقرر ہوئی، اور آپ کو سپردِ خاک کرتے ہوئے زبانِ حال سے عرض کردیا ۔

اے خاکِ تیرہ عزتِ مہماں نگاہ دار
ایں نورِ قلبِ ماست کہ در پردہ گرفتہ

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں، آپ کو اور تمام اہلسنّت کو اب عیبت علم اور خزانہ عرفان کے فیوضاتِ رُوحانی اور برکاتِ ایمانی سے متمتع فرمائے۔ آمین یارب العلمین بحرمہ النبی الامین علیہ افضل الصلوہ واکمل التسلیم، آمین۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا مختصر تذکرہ

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے ۱۳۲۸ھ میں ارادہ فرمایا کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جس میں معقول و منقول کی معیاری تعلیم دی جاسکے، چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ایک انجمن بنائی، جس کے ناظم و مہتمم آپ مقرر ہوئے، اور حکیم حافظ نواب حامی الدین احمد مراد آبادی مرحوم کو صدر بنایا اور اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ قائم کیا، جس کو اس وقت "مدرسہ انجمن اہلسنّت و جماعت" کا نام دیا گیا۔ جب نواب حامی الدین احمد مرحوم اور ان کے رفقاء کا انتقال ہوگیا تو انجمن خودبخود ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مدرسہ حضرت کے نام نامی کے ساتھ منسوب کیا جانے لگا چنانچہ اس کا نام "مدرسہ نعیمیہ" مشہور ہوا۔ پھر جب اس کے فارغ التحصیل طلباء و علماء نے ملک کے اطراف و اکناف میں پھیل کر اپنے اپنے مقام میں مدرسے قائم کیے اور ان کا الحاق مراد آباد کے "مدرسہ نعیمیہ" کے مرکزی مدرسہ سے ہوا، اور ملک کے دیگر مدارسِ اہلسنّت میں سے بھی بیشتر مدرسے، اسی مرکزی مدرسہ سے ملحق و منسلک ہوگئے اور بجا طور پر اب اس مدرسہ کی حیثیت رائج الوقت زبان میں "یونیورسٹی" اور قدیم زبان میں "جامعہ" کی ہوگئی تو ۱۳۵۲ھ میں اُس مدرسہ کا نام "جامعہ نعیمیہ" رکھا گیا اور بحمدہ تعالیٰ آج تک اسی نام سے قائم و مشہور ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ ہمیشہ اس کو قائم و دائم رکھے، اور دین و مذہب کی خدمت میں ہمیشہ اسے سب میں آگے رکھے۔ آمین۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مغربی پاکستان میں چند تلامذہ کے اسمائے گرامی

اس گلشنِ علم کے خوشہ چینوں میں سے مغربی پاکستان کے چند مندرجہ ذیل علماء اعلام کے اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں، جو کہ اس وقت راقم الحروف کے ذہن میں موجود ہیں، ورنہ مغربی پاکستان، مشرقی پاکستان، ہندوستان اور بیرونِ برِصغیر کے تمام مستفیدانِ علم و صحبت ہزارہا کی تعداد میں ہیں۔ چونکہ میرے پاس کوئی ایسی باقاعدہ فہرست نہیں ہے جس سے صحیح صحیح اعداد و شمار کو پیش کیا جاسکے۔ ایسے تمام علماء اعلام کی فہرست جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں موجود ہے۔ اس لیے صرف مغربی پاکستان کے چند علماء اعلام کے اسماء گرامی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

- حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رحمتہ اللہ علیہ صدر مرکزی جمعیتہ العلماء پاکستان، مدفون لاہور۔
- حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری مدظلہ، ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان، لاہور۔
- تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی محدث رحمتہ اللہ علیہ سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد، و بانی مدرسہ "بحرالعلوم مخزنِ عربیہ کراچی" مدفون کراچی۔
- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی مدظلہ، وارد حال گجرات۔
- حضرت علامہ صاحبزادہ محمد کرم شاہ صاحب نعیمی بھیروی، بی۔ اے و فاضل جامعہ ازہر و مصنف تفسیر ضیاء القرآن۔
- حضرت مولانا مولوی محمد نذر احمد صاحب نعیمی، سلانوالی۔
- حضرت مولانا غلام فخر الدین صاحب نعیمی گانگوی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم، میانوالی۔
- حضرت مولانا مفتی محمد امین الدین صاحب مینائی نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ،

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدفون منڈی کاموکی۔

- حضرت مولانا حکیم محمد مختار صاحب نعیمی، گجرات۔
- حضرت مولانا احمد سعید صاحب نعیمی، شادیانہ میانوالی۔
- حضرت مولانا محمد صالح صاحب بھٹو نعیمی، مدرس مدرسہ مخزن العلوم آگانی لاڑکانہ۔
- حضرت مولانا خدا بخش صاحب نعیمی، فاضل پور، ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب نعیمی مراد آبادی، حال وارد کراچی۔
- حضرت مولانا سید محمد فاضل شاہ صاحب نعیمی، حیدر آباد پاکستان۔
- حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب نعیمی، حیدر آباد۔
- فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد نور اللہ صاحب نعیمی، بانی مدرسہ فریدیہ حنفیہ بصیر پور، ضلع ساہیوال۔
- حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی سنبھلی بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور۔
- حضرت مولانا محمد اطہر صاحب نعیمی ابن حضرت تاج العلماء قدس سرہ، مہتمم مدرسہ بحر العلوم مخزنِ عربیہ، رابسن روڈ، کراچی۔
- حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب نعیمی، خطیب جامع مسجد اچھرہ، لاہور۔
- یہ راقم الحروف، غلام معین الدین نعیمی غفرلہ۔

مرکزی دار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی

موجودہ کیفیت

حضرت قدس سرہ نے اپنی علالت کے زمانہ میں ارادہ فرمایا تھا کہ "جامعہ نعیمیہ مراد آباد" کے نظم و نسق کے لیے شہر کے مخلصین اہلسنّت کی ایک کمیٹی بنا کر جامعہ کا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتظام انہیں مفوض کر دیا جائے، لیکن اس کے لیے اتنا موقع نہ مل سکا۔ بعد وصال کچھ عرصہ تک سیدی حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ، مدرسہ کا انتظام باحسن و خوبی انجام دیتے رہے، جب حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے ۱۹۵۱ء میں پاکستان کا عزم فرمایا تو جو رقم جامعہ کی آپ کے پاس تھی، اور جو جامعہ کا حساب و کتاب تھا، وہ تمام متولی جامعہ نعیمیہ حضرت صاحبزادہ مولانا حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لی، اور جامعہ کا نظم حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی کے سپرد کر دیا، اور خود پاکستان تشریف لے آئے، اور کراچی آ کر مدرسہ بحرالعلوم مخزنِ عربیہ، قائم فرما کر درس و تبلیغ کا سلسلہ شروع فرما دیا، اور ۱۷ مارچ ۱۹۶۶ء تک صدہا علماء کو اس مدرسہ سے فارغ التحصیل کر کے اس جہان ناپائیدار سے رحلت فرمائی اور کراچی میں مدفون ہوئے۔

غرضیکہ حضرت تاج العلماء قدس سرہ کے پاکستان تشریف لے آنے کے بعد حالات نے کچھ ایسا نظارہ پیش کیا کہ مجبوراً مخلصین اہلسنت بے تاب ہو گئے، اور باہمی مشورے سے متولی جامعہ حضرت مولانا حکیم محمد ظفر الدین احمد صاحب مدظلہ کی مرضی کے مطابق ایک کمیٹی مرتب کر دی، اس کمیٹی کے ہاتھ میں جامعہ کا سارا اثاثہ اور نظم و نسق سپرد کر دیا۔ بعونہ تعالیٰ اس کمیٹی کی انتھک کوشش اور مخلصانہ جذبہ و ایثار سے آج جامعہ اپنی شان و شوکت میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اس وقت کمیٹی کی طرف سے جامعہ کا نظم و اہتمام حضرت استاذی مولانا محمد یونس صاحب نعیمی سنبھلی دامت برکاتہم کے سپرد ہے۔ تمام مخلصین اہلسنت و جماعت و وابستگانِ سلسلہ نعیمیت، کمیٹی کے اس خلوص و ایثار پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، اور دست بدعا ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ جامعہ کی شان و آن ہمیشہ قائم رکھے، آمین۔

یکے از خادمانِ آستانہ نعیمیہ

غلام معین الدین نعیمی غفرلہ،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعاتِ تاریخِ وصال

از : مدیرِ مسئول

ز دُنیا رفت سُوئے باغِ جنّت
ادیب و عالمِ علمِ محمد
بگو مخدومؔ سالِ ارتحالش
نعیم الدین نعیمِ فضلِ ایزد
۱۳ ھ ۶۷

دیگر

کردہ سفر بعجلت صدر الافاضل آقا
پیدا شود بہ قلبش شوقِ جمالِ مولا
تاریخ ایں نوشتہ مخدومؔ بندۂ اُو
ذی الحجہ نوزدہ(۱۹) شب پیکِ وصالِ مولا
۱۳ ھ ۶۷

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ تاریخ عیسوی

عزمِ جنّت کرد چوں فخرِ زماں
ذاتِ اُو را کُل جہاں با یاس دید
زانکہ ذاتِ عالمِ دینِ متیں
رحمتِ حق بر جہاں باشد پدید
لیک گفتہ حُور و غلماں مرحبا
درمیانِ اہلِ جنّت گشت عید
تیرہ و تاریک شد دنیائے دوں
ذاتِ اُو مصباح از ربِ مجید
سالِ رحلت گفت مخدومِ حزیں
بست و سہ شب زور اکتوبر رسید
۴۸ ء ۱۹

http://t.me/Tehqiqat

قطعہ تاریخ در صنعتِ مہملہ غیر منقوطہ

مکرم سرور و سردار رہ رو
مکارم اسعدِ اطوار رہ رو
دلِ مخدومؔ گو سالِ وصالِ اُو
مطاعم مصدرِ اسرار رہ رو
۶۷ ھ ۱۳

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ تاریخ در صنعتِ معجمہ منقوطہ

حضرتِ صدر الافاضل سیّد و فخرِ نبیل
والی و سالارِ ملت ناصحِ قولِ جمیل
سالِ رحلت صنعتِ منقوط گو مخدومَم ایں
رفت او در باغِ جنت سرورِ والاجلیل

۳۸ ء ۱۹

منقبت مع تاریخ

نعیم الدین شد فخر الاماثل
جلیل المرتبت راسُ الفواضل
فقیہ و عالم و مفتی و عارف
ندارد ہیچ کس مثلش شمائل
ادیب و خوش بیان واعظ مقرر
ندیدم در جہاں ہرگز مماثل
بماند یادگارش بے نظیرے
یکے تفسیر و ہم اکثر رسائل
مفسر ہم محدث ہم مناظر
بسے در ذاتِ او بودے خصائل
تعالی اللہ کہ از لب ہائے لعلیں
کند حل او بسے مشکل مسائل

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برائے ظاہر و باطن مریضے
شفا دارد بفضل حقِ اناثل
منور شد بہ فیضش قلبِ تیرہ
مزین شد بذاتِ اُو محافل
نبی و مرتضٰی و غوثِ اعظم
بقربِ حق چنیں دارد وسائل
اگر مخدومؔ خواہی سالِ رحلت
بگو مشکل کشا صدر الافاضل

۱۹ ۶ ۴۸

منقبت!

منیبِ حضرت خیر الوریٰ صدر الافاضل ہیں
ہمارے رہنما و پیشوا صدر الافاضل ہیں
شریعت میں طریقت میں حقیقت میں ہدایت میں
امام اصفیاء و اتقیا صدر الافاضل ہیں
سفینہ اہلِ سُنّت کا نہ ہو محفوظ کیوں بادِ مخالف سے
کہ اس کے پاسبان و ناخدا صدر الافاضل ہیں
مٹائی کفر کی ظلمت، منور کر دیا دل کو!
نرالی شان کے یہ رہنما صدر الافاضل ہیں
فقاہت میں مقام اعلیٰ، سیاست میں درخشندہ
تکلم میں امام و پیشوا صدر الافاضل ہیں
خمیدہ سر مشائخ اور افاضل ہوگئے در پر
سبھی کے مقتداء و رہنما صدر الافاضل ہیں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معین الدین نعیمی تجھ کو مشکل کوئی کیوں گھیرے
ترے جب حامی و مشکل کشا صدر الافاضل ہیں

قطعاتِ تاریخِ وصال

از رشحاتِ قلم : حضرت مولانا سید صابر اللہ شاہ صاحب اشرفی نعیمی

کند گریہ نہ چوں ہر کس باز دردِ فراقِ اُو
کہ در قلبِ جہاں دارد بسے عظمت نعیم الدینؔ
مقام و سالِ رحلت گر کسے پرسد ز تو صابرؔ
بگو حاصل کند آرام در جنّت نعیم الدین
۱۳ ھ ۶۷

دیگر

من شنیدم بسے ز اہلِ دل
ہست بیشک ولی نعیم الدیں
گفت سالِ وصالِ اُو صابرؔ
رفت پیش علی نعیم الدیں
۱۳ ھ ۶۷

تاریخ در صنعتِ صوری و معنوی مع تعمیہ خارجہ

دردِ فراق سے ہے صبر و قرار مشکل
مخفی ہوا ہے جب سے حُسن و جمالِ منعم

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھوں سے رات دن میں کرتا ہوں اشکباری
بے تاب کر رہا ہے ہر دم خیالِ منعم
صابر تو صبر کر اب، ارشاد پہ نظر رکھ
ان کے فیوض جاری ہوں گے ز آلِ منعم
کر اشک کا قلم بہر صوری و معنوی لکھ
سن تیرہ سو ہے سڑسٹھ سال وصالِ منعم

۱۹۴۸ء = ۱ - ۱۹۴۹

تاریخ در صنعتِ منقوط

آں امام اہلِ سُنّت رفت در قُربِ الٰہ
سینہ ہائے اہلِ عالم از فراقش گشتہ شق
صنعت منقوط صابر سال وصلش ایں بگو
زینتِ فردوس شد شاہ نعیم الدین حق

۱۳ ھ ۶۷

تاریخ در صنعتِ غیر منقوط

در ثنائے وصفِ حسنش ہر زباں گوید ہمیں
نُور نُور، و نُور نُور، و نُور نُور، و نُور نُور
مصرعِ تاریخ صابر غیر منقوط است ایں
عالمِ علم الٰہ مہرِ کرم مہرِ صدور

۱۳ ھ ۶۷

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولہ،

حضرتِ صدر الافاضل بود عارف بے مثال
می سزد بر ذاتِ اُو ہر منصب و جاہِ سلوک
مصرعِ سالِ وصالش صابرِؔ محزوں بگو
منبعِ اسرار برحق، سالکِ راہِ سلوک
۱۳ ھ ٦٧

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

از : فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز الرضوی القادری

رضویوں کا وکیل؟

تاجدارِ اہلِ سُنّت، اُستاذ العلماء، سلطان العلوم حضرت صدر الافاضل قدس سرہ

سرگزشتِ عہدِ گُل را از نظیری بشنوید
عندلیبِ آشفتہ تر میگوید ایں افسانہ را

آج مجھے میرے رفیق و مخدوم علامہ غلام معینؔ الدین صاحب نعیمی نے مجبور کیا کہ میں بھی حیات صدر الافاضل قدس سرہ العزیز پر کچھ لکھوں، اس لیے المامور مجبور کچھ نہ کچھ حاضر کرنے کے لیے بیٹھ گیا ہوں۔ دماغ غیر حاضر، قویٰ پریشان، آلام و افکار برسر پیکار، اور مخدوم کا تقاضا بار بار، ایسی وجوہ تھیں کہ کچھ نہ لکھ سکتا تھا، نہ سوچ سکتا تھا، تاہم اس مقصدِ لطیف کے لیے عندلیب کا یہ شعر عنوانِ کلام بنایا، اور مقصود صرف یہ ہے کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی یہ خصوصیت کہ امامِ اہلِ سُنّت، مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ذی جاہ سے "وکالتِ مطلقہ" جس جس موقع پر حضرت تاجدارِ اہلسنت کو ملتی رہی، اس سے یہ اندازہ لگانا بڑا صحیح اور درست ہو گا کہ حضرت صدر الافاضل کا کیا مقام ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرق باطلہ اور معاندین سے گفتگو و مناظرات میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بارہا حضرت صدر الافاضل کو اپنا وکیل خاص بنایا، چنانچہ اسی خصوصیت کی بنا پر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے "ذکر احباب" میں ارشاد فرمایا۔

میرے نعیم الدین کو نعمت
اس سے بلا میں ساتے یہ ہیں
(قصیدۃ الاستمداد)

سیدنا اعلیٰ حضرت مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ نے، جس پیارے انداز میں حضرت تاجدارِ اہلسنت قدس سرہ کا ذکر کیا اور ان کے درمیان یگانگت و یک جہتی اور کامل اعتماد پر دال و شاہدِ عادل ہے۔

علماء فرنگی محل سے جب مصالحت کا سوال پیش ہوا، تو یہ تاجدارِ اہلسنت کی ذاتِ گرامی تھی، جس نے ایسے نازک معاملہ کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کرا دیا اور ۱۳۳۹ھ میں "خدام الحرمین" کے تاریخی اجتماع میں حضرت برہان العلم والدین مولانا عبدالباری صاحب اور حجتہ الاسلام شیخ الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس سرہما العزیز الکریم المنان میں صلح و صفائی حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ ہی کی کوشش سے ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کارہائے تجدید کی ترویج و اشاعت جس قدر حضرت سلطان العلوم قدس سرہ نے فرمائی وہ اہلسنت سوادِ اعظم پر مخفی نہیں۔ بلاشبہ مسلک سیدنا امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت کی ترویج و اشاعت میں جو حصہ حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل ہے، وہ آپ کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے۔ ہمیں وثوق و معتمد علیہ روایت پہنچی ہے کہ بارہا حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہمیں مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے آستانہ قدسیہ سے حقیقت میں ایمان و کلمہ ملا، سیدنا اعلیٰ حضرت کا ملک و ملت سوادِ اعظم پر احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان و کلمہ سے رُوشناس فرمایا۔"

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ نہایت درجہ آبدیدہ ہو کر ارشاد فرماتے۔

تحقیقاتِ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر سیدنا صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو اس قدر اعتماد و وثوق تھا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک بار سیدنا مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "فقہ مجھے علامہ ابنِ عابدین سے حاصل ہوئی" تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اس لیے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیقاتِ عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں۔"

حضرت سلطان العلوم قدس سرہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ان ممتاز خلفاء میں ہیں، جنہیں سیدنا امام اہلسنت قدس سرہ کے مزاجِ عالی میں بڑا دخل تھا اور سیدنا مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ ان کے مشوروں کو قبول بھی فرماتے، اور اظہارِ مسرت و شادمانی فرماتے۔ "الطاری الداری" کی تصنیف پر مسودہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کو دکھایا گیا، اور حضرت نے اس میں سے کثیر مضمون کے بارے میں درخواست کی کہ یہ نکال دیا جائے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بلا تامل اسے کاٹ دیا، اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ سے یہ بھی نہ فرمایا کہ کیوں یہ ترمیم پیش کی۔

غرض یہ کہ بجا طور پر اگر حضرت سلطان العلوم قدس سرہ کو "رضویوں کا وکیل" کہا جائے تو کوئی مضائقہ و حرج نہیں، بلکہ درحقیقت سیدنا امام اہلسنت قدس سرہ کی کرم نوازیاں اس قدر حضرت سلطان العلوم پر تھیں کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا بستر بریلی شریف کے لیے کبھی کھلا ہی نہیں۔ پورے زمانہ حیات سیدنا مجددِ اعظم قدس سرہ میں ہر دو شنبہ و ہر پنج شنبہ کو بریلی آنا اور زیارتِ امام اہلسنت سے مستفیض ہو کر مراد آباد واپسی، حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے خصوصی مشاغل میں تھا۔

سیدنا مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ فرمایا۔ شاہزادگانِ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے والہانہ اُلفت و تعلق تھا، جس میں بیشتر حصہ حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس کا ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ سے دوستانہ تعلقات و مراسم درجہ کمال تک تھے اسی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے سیدنا امامِ اہلسنت قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد بھی جب بھی بریلی تشریف لائے، حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کے مہمان ہوئے۔

حضرت قدس سرہ ایک واقعہ اپنے ابتدائی زمانہ کا بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ آستانہ معلیٰ پر حاضر تھے۔ سیدنا امام اہلسنت بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے، اور ہم دونوں "سلطان الاذکار" کے بارے میں نیچے برآمدہ میں باتیں کر رہے تھے کہ سیدنا امام اہلسنت بالاخانہ سے نیچے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "جاؤ اُوپر بستر پر آرام کرو۔" ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ گواہ ہے کہ جیسے ہی میں سیدنا امامِ اہلسنت قدس سرہ کے بستر شریف پر لیٹا ہ قلب (سلطان الاذکار کے لیے) ذاکر ہو گیا۔

اس واقعہ پر ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کا کیا مقام تھا، بستر پر لیٹنے کا یہ اثر تھا ایسا اثر ہم نے کہیں نہ دیکھا۔

سیدنا صدر الافاضل قدس سرہ کی شخصیت دُنیائے اہلسنت کے لیے "سنگِ میل" کا درجہ رکھتی ہے۔

فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی بریلوی

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرضِ مولف غفرلہ،

یہ فقیر نعیمی عرصہ ہائے دراز سے ارادہ کر رہا تھا کہ سیدی و مولائی، مرشدی و استاذی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی مبارک زندگی کے کچھ گوشے قلمبند کر کے پیش کرے، مگر اتنی عظیم شخصیت جس کے کارہائے دینی و سیاسی ناقابلِ احاطہ ہوں، جرأت نہ ہوتی تھی۔ اپنی کم علمی، نوعمری میں قلت حاضری اور بیچمدانی باعث تاخیر ہوتی رہی، بالآخر "حسبنا اللہ وتوکلت علی اللہ" لرزتے کانپتے قلم اٹھایا، جتنی میری بساط اور صلاحیت تھی، اس کو پیش کر دیا۔

اس سلسلہ میں میں نے بارہا حضرت علامہ مولانا سید ابوالبرکات صاحب نعیمی ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور سے عرض کیا کہ آپ نے حضرت کی ملازمتِ خدمت و تحصیل علوم و مناظرہ کے دوران جو استفادہ کیا ہے، اور حضرت قدس سرہ کے مناظروں کی کیفیات جو بچشمِ خود دیکھی ہیں، ان کو قلمبند فرمادیں۔ اسی طرح حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی گجراتی سے بارہا التجائیں کیں، گجرات بھی گیا، خطوط بھی بھیجے۔ غرضیکہ اسی طرح میں نے ہر قابلِ ذکر افاضل و تلامذہ کی خدمت میں معروضات پیش کیں، درخواستیں ارسال کیں، حالات مانگے، جنھوں نے قبول کیا ان کے مضامین شامل ہیں، باقی کا انتظار ہے۔

اب اگر اس عظیم و مقتدر، صاحبِ مراتبِ جلیلہ کی شخصیت کے حالات کے بیان کرنے میں میری بیچمدانی، اور علم کی بے بضاعتی نظر آئے اور کماحقہ اظہارِ حقائق میں

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوتاہی ملاحظہ فرمائیں تو عند اللہ معاف فرمائیں اور درگزر سے کام لیں، چونکہ من آنم کہ من دانم۔

اس کے بعد ارادہ ہے کہ حضرت قدس سرہ کے غیر منضبط مضامین و مقالہ جات اور فتاویٰ کو فراہم و مجتمع کر کے شائع کروں، اور جو علمی جواہر پارے، حضرت کی مطبوعہ کتابوں کے ماسوئی ہیں، اکٹھا کر کے کتابی شکل میں شائع کروں۔ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ یہ کام بھی بڑی جانفشانی اور جستجو و تلاش کا ہے۔ "بیدہ تعالی عقدۃ التوفیق وعلیہ التکلان۔"

غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

سابق منصرم آل انڈیا سنی کانفرنس، و سابق نائب ناظم اعلیٰ

مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان و مدیر "سوادِ اعظم" لاہور

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ حقائق افروز باطل سوز خزینہ ہدایت صحیفہ بلاغت

خطبہ صدارت

جمہوریہ اسلامیہ

حضرت حامی سنت ناصر شریعت سحبان ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر جماعت استقبالیہ جمہوریہ اسلامیہ دامت برکاتہم (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے

http://t.me/tehqiqat

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بے نظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس بنارس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء پانچ ہزار مشائخ و علماء اور ڈیڑھ لاکھ سے زاید عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا۔ تحسین و مرحبا و نعرہ ہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ و تکرار کی استدعائیں کی گئیں۔ اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا۔ پاکستان میں سنیوں کی بصیرت اور استفادہ کے لیے ادارہ نے سہ بارہ شائع کیا۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد لله اله العوالم رب العلمين - الرحمن على عباده الرحيم كافة المؤمنين خالق السموات والارضين مالك يوم الدين اللهم نحن نؤمن بك واياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم طريق اهل السنة والجماعة والحق واليقين صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصلحين غير المغضوب عليهم من اليهود والمشركين ولا الضالين من النصارى واصل الضلال والمرتدين امين امين امين ياغياث المستغثين ويا اكرم الاكرمين والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على من ارسل الى كافة الخلق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اتانا بالشرع المبين والقران الحكيم المتين وبالبينات والهدى فاظهر الغيوب ونور الافئدة والقلوب تنويرا الا انه صلى الله تعالى عليه واله وصحبه وسلم حبل الله وعروته الوثقى ونعمته الكبرى جعل الله تعالى للخلائق اجمعين ظهيرا من اعتصم به فقد نجى ومن خالف فقد غوى فلم يجد احدا وليا ولا نصيرا وعلى اله واصحابه واتباعه واولياء ملته وعلماء امته وشهداء محبته صلاه وسلاما ابدا دهريا كثيرا كثيرا-"

اما بعد!

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشائخ کرام، علماء اعلام، اعیانِ اسلام و برادرانِ اہلِ سنت و جماعت! میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس دورازکار بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلسِ استقبالی کی صدارت کی خدمت کے لیے میرا انتخاب قابلِ شکوہ ہے، یا لائقِ شکریہ ہے، اس کو اراکین مجلس ہی جانیں۔ میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں۔ ایک فریادی کو ہزاروں اصحابِ عدل و داد میسر آ گئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ کی تاریخیں تھیں، مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا اور ملک و ملت کے حقیقی رہنماؤں کا جمگھٹا تھا اور بحیثیت صدر مجلسِ استقبالی حضرت بابرکت شیخ الانام، حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور نورِ ہدایت رکھتا ہے، جو اس وقت اس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشین گوئیوں کو ہماری بد قسمت آنکھوں نے دیکھا، اور عالم ربانی و عارف باللہ کے نورِ فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا، جس کو یاد کر کے ہمارے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی مدت کو ضائع نہ کرتے، اور کاش دشمنانِ نظامِ اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے ہوتے، تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے، ان درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہے، ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے۔ (آیئے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روح حضرت حجتہ الاسلام کو ہدیہ کریں، اور ان تمام اعیانِ اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس عرصہ میں گم کر چکے ہیں)

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تمہید عرض کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں۔ اب تو یہی لیل و نہار کی گردش، اور یہی رات دن کا چکر، اور روزانہ نئے مظالم اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور نت نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب، مسلمانوں کی بے نظمی اور سنیوں کی بے کسی اور اعداء کی تیاریاں، دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں، اور سب

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بڑھ کر ضمیر فروشوں کی غداریاں، اور مسلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہمارے اظہارِ مدعا کی تمہید ہیں۔ اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر اس لیے گوارا کی جائے کہ الفاظ کی الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام! اور اے ہمارے علماء اعلام نائبانِ خیر الانام! ہم نے آپ کو زحمت دی اور آپ نے آجکل کے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا، اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا، آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی۔ آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی آس بخشی، آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو سجدے کیے کہ اس نے ہم دردمندوں پر رحم فرمایا، اور ہمارے سچے رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایہ کرم ہمارے سروں پر لاکر چھادیا۔ اب ہم اس عہد کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو، اپنی اولاد کو، اپنے مال کو، اپنی عزت کو آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں کہ آپ کے معبود برحق کے پجاریوں، وہ معبود، جس کو ہر ہر سانس میں آپ نے یاد رکھا، اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارہ نہ کی، آپ کے رسولِ پاک کے نام لیواؤں، وہ رسول پاک، جس کے ناموس و وقار کا پرچم ہاتھوں میں، اور جس کے شہود و نمود کے جلوے آنکھوں میں، اور جس کے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں آپ نے جمائے، اس کے کلمہ پڑھنے والے پھولوں کو اعداء نے خار بنالیا ہے۔ رسولِ پاک کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں لگ گئے ہیں، دولت پر ڈاکے، اقتدار پر بمباری، ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، ان کی تنظیم میں انتشار و تفریق کی سازشیں، ایک مسلم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لیے اتر آئی ہے اور ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہا کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور ان کے دامنوں میں پناہ لیں، جن کو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لیے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آہِ مظلوماں کی شرح تھے، ورنہ ہندوستان نے بلکہ دنیا زمین نے کب دیکھا تھا کہ دعوت دی گئی، اور اس شرط سے کہ ہم آپ کو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکیں گے، قیام گاہ درختوں کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے۔ جس دن محکمہ راشن نے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم کو راشن دینے سے انکار کر دیا، اور ہم کو اعلان کر دینا پڑا کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے، آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے، تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا، جہاں ہم مجرم کی طرح شرمندہ سرنیچا کیے کھڑے تھے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم آپ کو کیا منہ دکھائیں۔ بنارس کا ایک ایک سنی ایسا ہو گیا کہ گویا جسم میں جان نہیں۔ ہماری استقبالی کا ہائی کمانڈر مولوی سلیم اللہ صاحب صدر سنی کانفرنس چوک وارڈ بنارس، خواجہ عبدالحمید صاحب ناظم اسٹیج، مسٹر لاڈلے صاحب امیر العسکر، منظور احمد صاحب صدر سنی کانفرنس بھیلوپورہ وارڈ، ہمارے ناظم قیام گاہ داروغہ سبحان علی صاحب، ہمارے ناظم مطبخ شیخ عبدالعزیز صاحب وغیرہ ان میں سے ہر ایک اپنا کھانا پینا بھول گیا، اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی، اور بے ساختہ آہ کی طرح سر اٹھا، زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آ گیا، آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں تکنے لگیں۔ عالمِ تصور کعبہ لے گیا، طیبہ لے گیا، بغداد پہنچے، اجمیر گئے۔ سامنے آزمائش و ابتلاء کی زمین آ گئی اور کرب و بلاء کا خطہ آنکھوں میں سما گیا، اور جیسے کسی نے کہہ دیا کہ یہ تو میدانِ کربلا میں تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے طے ہو گیا کہ دانہ پانی بند کر کے دنیا نے اہلِ حق کو اعلانِ حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ حسین کی قربانیوں نے دل تھام لیا۔ کربلا کے بے آب و دانہ شہیدوں نے ثباتِ قلب عطا فرمایا، اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا کہ حق پرست اور مقدس صابرین ہماری بے کسی و نااہلی پر رحم فرمائیں گے اور ہماری آہ سے ضرور تڑپیں گے، اور ہماری رہنمائی کے لیے ہمارے رہنما بلا شرط آ جائیں گے۔ ہمارا یہ احساس جاں بخش ہوا، یقیناً یہ غیبی آواز تھی، چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں، اور اے دنیا بھر کے دیکھنے والو، دیکھ لو کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آ گئے اور بلا شرط آ گئے۔ ہمارے اجلاس کے بے نظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی ہے، جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا، اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہے گا۔

اے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو، کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بنارس ہندوستان کا سنٹر واقع ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنے والوں کے لیے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے لیکن اب آپ بنارس آچکے ہیں، اور پچھم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جونپور ہے جو سلاطینِ شرقیہ کا دارالسلطنت رہا ہے۔ اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، ظفر آباد، جلال گنج، خالص پور وغیرہ راستہ میں پڑے ہوں گے، پورب سے آنے والوں نے بنارس سے پہلے مغل سرائے پایا ہوگا، شمال سے آتے ہوئے تاجپور، یوسف پور، غازی پور، سید پور ملے ہوں گے۔ دکھن میں اللہ آباد، مرزا پور سے گزرے ہوں گے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس مسلمانانِ ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکزِ توجہ رہا ہے، اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا ہمارے مورثوں کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے، اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے۔ دہلی کی طرح یہ بھی وہ شہر ہے جہاں اب تک شاہانِ مغلیہ کی نسل آباد ہے۔ ہماری مجلس استقبالہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر بخت، لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلّہ بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہیداں نہ ہو۔ شہر سے جس طرف نکل جائے تو کوئی نہ کوئی مسلم الثبوت عارف باللہ آسودۂ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیاء نگر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حاشیہ متن کی اہمیت کو بڑھاتا ہے اور اس کی گتھیوں کو سلجھاتا ہے، یہی آثار صنادید ہیں، جو اس شہر کی دینی، سیاسی اہمیت کی معتبر اور مفصل تاریخ ہیں، اور اسی روشن ماضی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر برطانوی اعلان و اصطلاح میں تقریباً ایک لاکھ مدعیانِ اسلام پر مشتمل ہے، جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں اور جن میں اہلِ سنت و جماعت کی تعدادی برتری بعونہ تعالیٰ نوے فیصدی ہے۔ دینی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کے مشہور سوداگر پارچہ ہماری مجلس استقبالی کے ناظم مالیات جناب اشیر الدین صاحب اور نائب ناظم نذیر الدین صاحب جو آل انڈیا سنی کانفرنس کی روحِ رواں ہیں، وہ شہر کے دینی لیڈر بھی ہیں۔ ایک

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک محلّہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں، سلاسلِ اربعہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کا یہ فیضِ عام ہر طرف جاری ہے۔ اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے، اور ہماری مجلسِ استقبالی کے ناظم رسل و رسائل اور ہمارے برادرِ طریقت شیخ عبداللہ صاحب کنٹریکٹر ڈیری اسٹیشن بنارس کینٹ کے بازوئے ہمت پر جس کی مکمل ذمہ داری ہے۔ اس شہر میں عربی علوم کے لیے دو مشہور مدرسے ہیں، ابتدائی دینی تعلیم کے ایک درجن سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ و مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعۃ الحق اہلِ سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں، جن میں سے پہلا مدرسہ ہمارے محترم خازن اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے اصل داعی حاجی جلال الدین صاحب اور ہماری مجلسِ استقبالی کے رکنِ اعظم جناب عبدالقیوم صاحب صدر مدرسہ کی حوصلہ مندیوں، اور دوسرا مدرسہ ہمارے سنی کانفرنس بنارس مدن پورہ وارڈ کے ناظم حاجی عبدالغفور صاحب کی جانکاہیوں کا نمونہ حسنہ ہیں۔ سرآمد شعراء علی حزیں، اسی بنارس میں آکے چھپے تو جانے کا نام نہ لیا، نہ جانے کس نے جانے پر اصرار کیا تو چیخ پڑے کہ "از بنارس نروم۔۔۔ الخ" پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے اور بنارس کو اپنا لیا، حضرت کی شہر میں بے شمار یادگاریں ہیں، جن میں قابلِ تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے، جو تاج بابا محل کے اندر واقع ہے۔ اسی خاندانِ تاج کے چشم و چراغ ہماری مجلسِ استقبالی کے رکنِ اعظم حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر بدھ مت کی مفروضہ پرانی تاریخ ہے، تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے، اور ایسا تاریخی شہر ہے جس نے علم و عرفان، سیاست و اقتدار، ادب و تمدن میں قوم مسلم سے فیض یاب ہونے میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھا ہے۔

میرا وطن کچھوچھہ شریف بنارس کا مستقل دارالشفاء ہے۔ آسیب زدہ، مجانین مساحیر ہی نہیں ہلکہ سر میں درد ہوا، نزلہ تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہنچ گیا۔ آستانہ اشرفیہ کی خاک چاٹی اور تندرست واپس ہو گیا۔ اس کثرتِ آمد و رفت، اور یہاں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہے کہ میرے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا، اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعتِ استقبالیہ بنارسؔ کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ میں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں، لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری کسی خطا پر پردہ داری کی گئی تو میں میدانِ حشر میں دعویدار ہوں گا۔ میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلایا ہے کہ میری قدم قدم، میرے لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہے گا۔ وللہ الحمد۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی سلاطین نے اولیاء کاملین نے، علماء ربانیین نے جو محسوس کی تھی، اس پر مہرِ تصدیق ثبت فرمانے کے لیے آپ حضرات کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر ذرا بھی تعجب کیا جائے۔ اے ہمارے بزرگوارو! ہم نے آپ کو گرم موسم میں سفر کی تکلیف دی، حالانکہ ہم نے اس اجتماع کے لیے ماہ صفر تجویز کیا تھا، یہ صرف اس لیے کہ ہمارے اکابر کا ایک ضروری طبقہ زیارتِ حرمین طیبین میں مصروف تھا جس میں ہمارے حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم بھی تھے، اس لیے مجبوراً ہم نے مارچ کا مہینہ منتخب کیا، چونکہ وہ مہینہ ہندوستان کی سیاسی گرما گرمی کا زمانہ تھا، الیکشن کے اکھاڑوں، پاکستان کے نعروں، وزارتی مشن کی ہنگامہ خیزیوں نے ملک بھر کو اپنی طرف مصروف کر لیا تھا، اور ہمیں اقرار کرنے میں عذر نہیں کہ ہمارے بعض افراد نے ہم کو باغ و بہار کی بھول بھلیوں میں بھی رکھا یہاں تک کہ اپریل کی اخیر تاریخوں میں اس اجتماع کی نوبت آئی، اور صرف چند دین کے دولت مندوں، اور دنیا کے درویشوں نے مل کر وہ کر دکھایا جو آپ کے پیشِ نظر ہے، اور ہمیں ایک عظیم تجربہ کے بعد بڑی خوشی اس کی ہے کہ ہمارا بڑے سے بڑا دشمن بھی نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی سیاسی جماعت ہے، جس کا تعاون ہمارا مقصد ہے، نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہماری پشت پناہی و اعانت کوئی سیاسی جماعت کر رہی ہے، وللہ المنہ وله الحجة السامية۔

اے ہمارے بزرگو، اور مقدس رہنماؤ! ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانہ میں اور سفر کے ناقابلِ برداشت دور میں ایک بارگی، ایک ساتھ، ایک میدان میں رونق

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افروز ہونے کی زحمت کیوں دی؟ حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر رہنمائی فرماتے رہے، اور ہم آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا مداوا حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں کبھی بخل فرمایا، نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوئی، بایں ہمہ ملک بھر کے اعاظم کو زحمت دینے کی بے ساختگی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے حواس گم کر دیئے اور اہلِ زمانہ کے غیر معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت بڑھ گئی کہ ہم اپنے ہوش کو درست نہ رکھ سکے۔ حجاز مقدس جو سنیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جس کے ذرہ ذرہ سے سنیوں کی دینی روایات وابستہ ہیں، اس پر نجدی فتن و زلازل کو مسلط کر دیا گیا ہے، وہ ارض مقدس اب تک ان فتنوں کی آماجگاہ ہے۔ فلسطین کے سنی بھائیوں پر بے رحم یہودیت ستم آرائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جا رہی ہے۔ ہمارے جاوا، انڈونیشیا کے سنی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے، اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے کہ وہ "سنی" ہیں اور اپنے مقدس دین کی آزادی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں صرف اہلِ سنت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا سانڈ چھوڑ دیا گیا ہے، اہلِ باطل کی ٹولیوں کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے، اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو ختم کرنے کے لیے جن درندوں کو راشن دیا جاتا ہے، ان کا نام بھی سنی رکھا گیا ہے۔

ابن عبدالوہاب کا پرستار اپنے آپ کو سنی کہتا ہے، یزید و ابنِ سعد کا پجاری اپنے کو سنی کہتا ہے۔ سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام "سنی بورڈ" رکھا جاتا ہے۔ سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سنیوں کو ان کے وطن سے نکالیں، سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں۔ سنیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں، سنیوں کی سیاست میں روڑا اٹکائیں، اور پھر بھی سنی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبتِ عظمیٰ اور قیامتِ کبریٰ ہے، جس نے سنیوں میں لوٹ مچا رکھی ہے۔ آج کا وہابی، کل سنی تھا۔ آج کا قادیانی کل سنی تھا، آج کا خارجی کل سنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے گھر میں آگ لگا دی گئی ہے اور ایک ایک کا شکار کھیل کر سنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے، اور انہی پالتو اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر "آگ مار کہ لیڈر" سنیوں کو آنکھیں دکھاتے ہوئے، سول

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنگ کی دھمکی دیتے ہیں۔ کس قدر ہوش ربا واقعہ ہے کہ ہندوستان، سنی مسلمانوں کا ملک تھا۔ سنیوں نے سینکڑوں برس اس ملک پر حکمرانی کی، اور تہذیب کی بنیاد رکھی، لیکن اب ان کا وجود نہ راعی کی نظر میں ہے، نہ دنیا کی نگاہ میں۔ ہم جہانگیرو عالمگیر کے وارث، کچھ نہ رہے اور برطانوی پالیسی کی پیداوار، تین تین نفری ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں۔ امام الہند بننے کی ترکیبیں نکالی جاتی ہیں، امیرِ شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے۔ ہمارا وہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پرنُور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا "ما انا علیہ واصحابی" یعنی اہلِ سنت وجماعت۔ اس کا مجرمانہ استعمال اپنے لیے وہ کررہا ہے، جو سنیوں کو ہلاک کردینے پر حلف اٹھاچکا ہے۔ سنیوں کے پیسے سے مدرسہ چلایا جاتا ہے، اور اس میں ایسے دل ودماغ تیار کیے جارہے ہیں، جو سنیوں کو ستائیں، جمہوریت اسلامیہ سے ٹکرلیں، اسلامی اتحاد میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں۔ ہمارے سلاطین وامراء خواص وعوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ ہمارے دشمنوں کا، ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے محاربوں کا، ہماری خانقاہوں میں رسائی خانقاہ شکنوں کی، ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم؟

غضب یہ ہے کہ یہ سارے منظم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہورہا ہے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے، اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی اُمت دن دہاڑے لوٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملاکر ان کے سبوح وقدوس خدا جس کے سرادقاتِ جاہ وجلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں، اس کو بالامکان جھوٹا کہا جارہا ہے۔ سنیوں کو ایذاء دینے کے لیے فضیلت علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جارہا ہے، رسولِ پاک کے علم کو پاگلوں، چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختمِ زمانیِ نبوت کا انکار ہے، تو کل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے، بے دین مشرک پرست خود ہیں، اور ہم دینداروں کو بدعتی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی، ملت فروشی وہ کریں اور سنیوں کو ملت

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فروش بتائیں۔ نام لیں مدحِ اہلِ بیت کا، اور تبرا بکیں اصحاب پر۔ دعوت دیں مدحِ صحابہ کی، اور کام کریں قدحِ اہلِ بیت کا۔ یہ تو دین پر بمباری ہے۔ دنیا میں سنی بازار سے نکالا جا رہا ہے، اس کو مقروض بنا کر دبایا جا رہا ہے، اس کی وراثتِ حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے، آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صراحتاً غلط ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء، ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین و آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ آج تک ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی، تو پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں، یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں؟ یہ بھی غلط ہے، وہ نہ سنیں تو پھر سننے والا کون ہے، وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے؟ کیا وہ غافل ہیں؟ یہ بھی غلط ہے۔ جس کی گہری نیند پر غفلت کا گزر نہ ہو سکے، وہ بیداری میں کیسے غافل رہے گا تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں؟ یہ بھی غلط ہے، ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا، وادی وادی، چوٹی چوٹی، شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ پھرتے رہنا ہمارے ایمان کو سنوارنا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا، ہماری تاریخ دہرانے کی سعی فرمانا اور ایسے دور میں جب پیری مریدی پر چوٹ کرنا فیشن ہو، دین اور علمِ دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو، مشائخ کو قوم پر بارِ گراں کہا جا رہا ہو، علمائے دین پر انگشت نمائی کا دستور بنا لیا گیا ہو، پھر بھی دین کا ذمہ دار اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طعن سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے، جو ان کا منصب ہے، ان کے آقا کی سلطنت مصطفویہ نے ان کو جس کرسی پر بٹھا دیا بعونہٖ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ وہ ڈیوٹی میں لگے ہوئے ہیں، ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی پھبتی کسی گئی، ان کو پرانی لکیر کا فقیر کہہ کر ہنسا گیا اور وہ کون سی اذیت ہے جو ان کو نہ پہنچی، مگر مرحبا اور ہزار مرحبا، بے شمار مرحبا ہے ان کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا، اور اپنے پاک مقصد سے کبھی نہ ہٹا۔ اور اپنے مقدس فتوے کا ایک حرف کبھی نہ کاٹا، اور اپنے علم و عمل کی یگانگت میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزمِ پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز بازگشت آج یونیورسٹی سے، کالج سے، اسکول سے، کوچہ و بازار سے، در و دیوار سے آ رہی ہے اور ہندوستان کا کون سا سنی ہے جو نعرۂ پاکستان سے بے خبر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سنئے کہ اس پیغام کے لیے قدرت نے عہدِ حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور ربانی، ہمارے صدر الافاضل استاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذاتِ گرامی ہے، اور ان سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر بانٹنے لگا، اس میں ڈاکٹر اقبال کی شہرت آگے نکلی۔ بات دور نکل گئی، میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پرواہ نہیں ہیں۔ پھر کیا بے رحم ہیں؟ توبہ توبہ یہ کہنا تو سفید جھوٹ بولنا ہے، ان کی راتیں ہمارے لیے آہ میں کٹیں، ان کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے۔ ان کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں، جس میں ہماری یاد نہ ہو، ان کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اس میں نہ ہو، پھر اندھیر نگری کیوں ہے؟ یہ ظالموں کی غارت گری، اور سنیوں کی بے کسی کیسی ہے؟ میرے خیال میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے، مگر ہمارا کوئی نظام نہیں ہے، ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی حدود سے الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر۔ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں؟ کتنے ہیں؟ سندھ اہلِ ہند کی نگاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے۔ ہند اہلِ سندھ کے خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے۔ کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ دیکھا نہیں، بنارس سنا نہیں۔ کتنے یو۔ پی والے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، منٹگمری کو سنا نہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم تو دس کروڑ مدعیانِ اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چاٹگام اور اس کے حواشی میں سولہ سو ۱۶۰۰ علماء اہلِ سنت مدرسین، مبلغین، مصنفین و اربابِ فتاویٰ ہیں۔ ہمارے سارے ملک میں صرف علماء کا شمار بیس (۲۰) ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے، تو ہم اس قدر متحیر ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں۔ اگر مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کے اس قدر لشکری منظم ہو جائیں، اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے، تو پھر کھلے بند غیر مسلم ہوں، یا مسلم نما غیر مسلم ہوں، کیا مجال ہے کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ ہمارے سامنے آسکے۔ کشتی لڑنا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

در کنار، ہاتھ ملانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ساری سازش تارِ عنکبوت ہو جائے، ساری چیخ پکار مکھی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہم کو جب یہ محسوس ہوا تو ملک وملت کی حالتِ ملجہ میں ہمارے لیے کوئی چارۂ کار اس کے سوا نظر نہ آیا کہ آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھادیں، اور خود وفاداری کا عہد کریں، آپ ججوں کی ایک عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک مقام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاق ہیں، اور ہماری قابلِ رحم حالت ہے جس نے جرأت دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام پر جمع کر دیا۔ نہ ہم میزبان ہیں، اور نہ آپ مہمان۔ بلکہ ہم جاں بلب ہیں، اور آپ مسیحادم ہیں۔ آپ ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں، آپ ہماری بے چینی سے چیں بہ جبیں نہ ہوں۔ ہم آپ کی خاطر کیا کر سکتے ہیں، ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو پھونس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کے ٹھہرانے کے لیے ہمارے خانہ دل کی ویرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے، جگر حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

مشائخ عظام و علماء اعلام! ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو، ہماری پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ، رعایا مبلغ، علماء مبلغ، عوام مبلغ، پیر مبلغ، مرید مبلغ، سوداگر مبلغ، مزدور مبلغ، کوئی ہے جو رسولِ پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو؟ کوئی مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولتِ ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا ہو۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سرمایہ ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا منتر ۳/۱ اور ۱/۳ والا کان کے سواء میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام و تخیلات میں تبلیغ کی رُوح کیسے آتی۔ سب کے سب اپنے دین کے نام کو اپنی پرائیویٹ جائیداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شہ سوارِ اسلام، میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا، صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا، ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی، رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا، جن وانس کو اپنے

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ "بلغ ما انزل الیک" رسولِ پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا "بلغوا عنی ولو بکلمۃ۔"

میرا جد اعلیٰ، جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا، میرے ہندوستان کا بادشاہ چشت میں پیدا ہوا اور اجمیر چلا آیا، میرا سلطان سمنان چھوڑ کر کچھوچھہ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکا کر، میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر، میں اپنے سلطان کی سرکار میں عقیدت کا نذرانہ لے کر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی، مگر آہ کہ یہ امر اہم بے نظمی کی نذر ہوا۔ عیسائی مشنری ایک نظام کے ماتحت ہے۔ واہمہ پرست مشرکین کا منظم سنگھٹن اور شدھی کی ناپاک تحریک ہے اور الٹی گنگا ایسی بہہ رہی ہے کہ تبلیغ جس کا حصّہ ہے اس کا نہ کوئی مرکز ہے، نہ انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اس کی شاخیں ہوں۔ ہر ضلع میں اس کا آفس ہو، ہر تحصیل میں اس کا نظام ہو۔ ہر ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو، تو آپ دیکھ لیں گے کہ ملک کی مردم شماری میں غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کا اضافہ کس تیزی سے ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے، اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے۔ زمین کو گہوارۂ امن وامان بنادے، جہاں رُوح برسرِ عمل ہو، اور نفس کا وجود وعدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہی چیز ہے جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور ٹھوس شاخ تعلیم مذہبی ہے، تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے، تعلیم ہی سے صحیح تدبر اور درست تفکر کی اہلیت ابھاری جاتی ہے، اور تعلیم ہی سے قوم کو اس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔ اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن وحدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو خود مسخ ہوگئے ہیں، اور اسلام کو مسخ کرنے کا قصد کر لیا۔ گزشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا، وہ سب تعلیمی خامی کی ماتمی یادگار ہیں، عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں، جو پیغمبرِ اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ اس جنون کی کوئی حد ہے کہ شارع کی عظمت کو اس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے۔ سب کو تجربہ ہو چکا ہے کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طلبہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہاتِ تعبد کو راشٹر یا پو کی طرف پھیر لیا۔ مدرسین نے مکہ چھوڑا، اور ہاں کان لگا کر سننے والے سن لیں کہ صدر المدرسین نے مدینہ چھوڑا اور بالکل چھوڑا، اور دشمنانِ حرمین سے رشتہ جوڑا۔ اب قرآن شریف اس لیے پڑھایا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے۔ کیسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لرزا ٹھے، اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قومی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درسگاہ کو مدد دے کر اس کو زندہ رکھا جائے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں، اور ماشاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں، صدہا علماء سالانہ ان سے فیض یاب ہو کر ہدایت وارشادِ خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کی مساعی میں مصروف ہیں۔ یہ جماعتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے، تو اس زمانہ میں بے دینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میسر نہ آتے، اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی، مگر باوجود اس کثرت کے قابلِ افسوس اور لائقِ رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ معیارِ تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں، نصاب میں یکسانیت نہیں، طریقِ تعلیم میں توافق نہیں۔ کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو، ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے۔ ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے، برکتِ تعلیم سے ہر آن اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن و شان ہے، جس کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچائی جائے، ائمہ مساجد کا ایک نصاب ہو، اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے، بڈھوں کے لیے شبینہ مکاتب کھولے جائیں، آسان زبان میں دین کی تعلیم کے لیے کتابیں تصنیف ہوں، اور ہر تصنیف پر "جمہوریتِ اسلامیہ" کی نگرانی ہو، وہی کتاب سنی پڑھے جس پر "جمہوریتِ اسلامیہ" کی تصدیق ہو، علومِ جدیدہ کو عربی اور اردو زبان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کیے جائیں۔ سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی لائبریری، سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی، دین و دنیا کی حامل بن جائے اور اس سے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے جدا اپنوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو، تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرۂ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے، وہ جہاں قدم رکھتی ہے، اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے، علم درست طور پر آجائے تو خود معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد، کچھ خیالات، کچھ اوہام پر اعتماد کر کے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدانِ عمل میں کھڑا کر دیتا ہے۔ عقیدۂ توحید سے لے کر معاد کی تمام تفصیلات کو اس لیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو کر کے دکھا دینا ہے، اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حُسنِ کردار پر دیتا ہے۔ صاحبِ تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج، سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنا دیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع رُوحانی نظام ہے، جس نے خدا کی پرستش کو رکوع و سجود میں محدود نہیں کیا، اور نہ مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا،

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ اسلام نے سونے کو، جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جم کر بیٹھنے کو، کھانے پینے کو، اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو، صنعت و حرفت کو، کاروبارِ تجارت کو، مزدوری و محنت کو، خلق کی خدمت کو، بزم کو، رزم کو سب کو عبادت بنا دیا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے، اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے۔ ارکانِ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے، اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے، ڈنڈوں اور ڈھیلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو پوجتا ہے، پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے اور مفروضہ تفاوت مدارج کو میٹ کر "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" فرما کر برتری کا مدار عمل صالح پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروگرام کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے، ساری دنیا نے دیکھا کہ امیوں کو استاذِ زمانہ بنانے والا، غیر متمدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا، بکری کے چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا بے امنوں کے گہوارہ کو دار الامن کر دینے والا، اسلام اور صرف اسلام ہے، مگر آہ کہ جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں، بے عملی ملت پر چھا گئی ہے، مسجدیں ویران ہیں، ان کے امام بیشتر بے سند ہیں، اسلامی کلچر پر تنصریا تہند کی لعنت لائی جاتی ہے، خانقاہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے۔ ہر ایک نیا نیا لائحہ عمل اپنے جی سے بناتا ہے، قانون ساز کو نسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے، تو ان ناداروں کو دیکھ کر جن کے پاس کوئی حتمی قانون نہیں ہے اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں۔ اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے تو گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں کوئی قانون نہیں، کیا مسلمان کہلانے والا، مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر یہ من گھڑت خلع بل کیا بلا ہے؟ یہ ساردا ایکٹ میں قوم مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے؟ اور جہالت کا مہلک اثر یہ ہے کہ بے خبر ہیں، اور اپنے کو باخبر سمجھتے ہیں۔ علمِ دین میں ایک ان پڑھ سے بھی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بد تر ہیں، اور پھر علماء دین کے منہ آتے ہیں۔ برطانوی فقہ کے پست تصورات کا عادی، اسلامی فقہ کی بلندیوں تک کیسے پہنچے۔ کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمزور قانون سے جو روزانہ بگڑا کرتے ہیں، پیشہ ورانہ الجھاؤ دماغ کو انمٹ اور الٰہی قانون تک باریاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دار التصنیف اپنے ہاتھ میں لے۔ نکاح و طلاق، وراثت اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے، غیر مشروع قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے قضایا کے لیے اسلامی دار القضاء کو حکومت سے منوایا جائے اور قانون سازی کے چسکے سے ہٹا کر قانونِ اسلامی کی تنفیذ ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خانقاہوں کو نشر علم کا ادارہ بنا دیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلوں کو بزمِ تبلیغ کر دیا جائے۔ اعراس بزرگانِ دین میں سنی کانفرنس کی رُوح ڈالی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے، مسلمان رُوح کو بھی بلند کیا جائے، اور مسلمانوں کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے۔ ہمارے کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں، بھرے بھرے بازوؤں اور اونچے اونچے سینوں اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے، کراہنے لگے، زنانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آ گیا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے عہد کو پلٹایا جائے اور سارے نظامِ شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے۔ یہ کام زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا۔ اپنا پریس، اپنا پلیٹ فارم اور اپنا ہر کام ایسا ہے کہ غریب سنیوں کی برائے نام کمائی بھی اس کے لیے کافی ہے۔ سنیوں کے پاس اوقاف اس قدر ہیں، جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں، بلکہ اسلامی اصول پر خرچ کیا جائے تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے، ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے نام پر وقف ہے، اور الحادی تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے، مسجد پر وقف ہے اور سنی وقف بورڈ کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقاف کے آمد و خرچ پر کنٹرول کر لیا جائے تو بجٹ میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے، اور جسمانی صحت و تندرستی کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی، غواصی، تیراکی، شہسواری اور لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا، جس میں ہمارا کوئی ثانی نہ تھا، ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔ ہمارے جوانوں کو ضیغم نر، اور صف شکن کہا جاتا تھا مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی، تن آسانی، کاہلی، چہروں کی بے رونقی اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اکھاڑہ ایک مستقل ادارہ ہے، جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر ایک نظام میں بنیانِ مرصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے، ورنہ کمزور افراد کی نسل اور بھی کمزور ہوگی، اور کمزوری وہ بلا ہے، جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے، معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی، ملت فروشی، پیسوں کے لیے قوم کا غدار، دین کا باغی ہو جاتا ہے جس کو ہم آپ برابر دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محتاجی جرائم کی ماں ہے، اور میں کہتا ہوں کہ تندرستی نہ ہونا محتاجی کا باپ ہے، اور جب یہ ماں باپ مجتمع ہو جاتے ہیں، تو بے پناہ بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

اے صد ہزار احترام و عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت ہے، ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں، ہماری کمزوریاں لاانتہا ہیں، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے بسم اللہ فرمائیں، مبلغین پیدا کریں، اور میدانِ تبلیغ میں بھیج دیں، اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں میں مردم شماری کر لیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا ہو کہ ہر سنی کا نام بقیدِ ولدیت ہو، مکمل پتہ ہو، عمر، پیشہ، مالی حالت، تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں، مقدارِ قرض، ادائیگی کے امکانات، وہاں کی غیر سنی آبادی، مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریقِ زمینداری، تھانہ، تحصیل، ضلع، حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی مدرسہ ہے یا نہیں، اس طرح اندراج ہو کہ دفتر میں دیکھ کر وہاں کا سنی مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اسی میعاد میں تمام مدارسِ اہلِ سنت کی تعداد، نصابِ تعلیم، ذرائع آمدنی، کیفیتِ مصارف بھی رجسٹر ہو جائیں، تو بعونہٖ تعالیٰ و بعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگے گی اور نظام و اجتماع کی رُوح تیزی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ملت میں دوڑے گی، اور دوسری قومیں جو پچاس برس میں نہ کر سکیں، وہ مہینوں میں آپ کریں گے، یہ تو بیمار کو تندرست کرنا ہے، آپ حضرات نے تو مردوں کو جلایا ہے، اپنے اولیاء کی کرامات حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، اپنے علماء کے منصبِ نیابت رسول پر ہمارا اطمینان ہے، جو تاخیر تھی، وہ آپ کے یکجانہ ہونے کی تھی، وہ بھی بعونہٖ تعالیٰ میسر آئی، اب ہماری شفایابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آ رہی ہے، اب ہم زندگی کی آس لگانے میں حق بجانب ہیں، اب آپ کی پاک نگاہی، پاک تدبیر، پاک تعلیمات ہم کو پاکستان عطا کردیں گی۔

پاکستان کیا ہے؟

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے، اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آ چکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن گیا ہے۔ در و دیوار پر "پاکستان زندہ باد" تجاویز کی زبان میں "پاکستان ہمارا حق ہے" نعروں کی گونج میں "پاکستان لے کر رہیں گے" مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ "پاکستان" لہرا رہا ہے۔ اس لفظ کو پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر لیگی بولتا ہے، اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو، اس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونینسٹ کا پاکستان وہ ہوگا جس کی مشینری سردار جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قومیں چیختی ہیں کہ اب تک اس نے "پاکستان" کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ الٹے پلٹے ایک دوسرے سے لڑتے بتائے۔ اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا ہائی کمانڈ اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے، اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں، وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آزاد حکومت ہو، جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان و مال، عزت و آبرو کو

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حسبِ حکمِ شرع امن دی جائے، ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے، وہ جانیں ان کا دھرم جانے، ان کو "اتموا الیھم عھدھم" سنا دیا جائے اور بجائے جنگ و جدل کے صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے اگر سنیوں کی اس سمجھی ہوئی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا، تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا۔ ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا ہے، نہ تجاویز پڑھی ہیں، نہ اخبارات کے عنواناتی ایڈیٹوریل دیکھے ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے لیکچر سنے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومتِ اسلامی اقتدارِ لیگ کا مقصد ہے، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستورِ اساسی کا کیا سوال ہے؟ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے، وہی دستور اساسی بھی ہے۔ وہی تجاویز متفقہ بھی ہیں۔ لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے، جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے، بلکہ لیگ ان کے جذبات کی محض ترجمان ہے، جس کو وہ ہر معترض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر یہ تو لیگی زبان میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا "پاکستان" ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں، بلکہ اسلام کی حکومت ہو، جس کو مختصر طور پر یوں کہیے خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے، لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ، درجہ بدرجہ، حصہ بہ حصہ، تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے۔ کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا، اس کے سوا، دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ عالمِ اسباب میں حکمت تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے، بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ "الامور مرھونۃ باوقاتھا" صلح حدیبیہ کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں مکہ کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے بلکہ عالمِ اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ مکہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور صلح نامے "واعدوا لھم ما استطعتم" کی تکمیل میں ہوتے ہیں، اور بعد استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ داورِ حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ حال میں وزارتی مشن کے سامنے سنا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان کا نعرہ لگا کر گئے ہیں، لیکن یہ پاکستان ایسا ہے کہ جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض نہیں۔ کیا عجب ہے کہ ۴۵ گز کے پاجامے پہننے والوں کے لیے "لنگوٹیہ پاکستان" بنانا منظور ہو۔ "ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔"

حضرات! سطورِ بالا میں مسلم لیگ کا نام آگیا ہے، اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کے بالکل جداگانہ ایک نظام ہے۔ یہی حقیقت بھی ہے۔ مسلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا پروگرام دوامی ہے۔ پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسجدوں، سنی اماموں، سنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلادوں، مذہبی تصنیف گاہوں سے کوئی سروکار نہیں، اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہے، پاکستان کا حق ملا تو مسلم لیگ کو نہیں ملے گا، برطانوی مسلمانوں کو ملے گا اور ان میں غلبہ محمدی مسلمانوں یعنی سنیوں کا ہے، تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملے گا۔

سنی کیسا پاکستان بنائیں گے؟ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہدِ صدیقی کو دیکھ لیا جائے، دورِ فاروقی کی سیر کر لی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافتِ علویہ کا دیدار کر لیا جائے، اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا، اپنے دین کی حفاظت کرنے کا، اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے، تو پھر ہر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے اور منافع کے سوا خطروں سے الگ رہنا چاہتا ہے، اور وہ کونسلی حکومت، ہندوستان کو دے ڈالنا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے، اور وہ بلا شرکتِ غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مانا کہ اس کا جواب یہی رہ گیا ہے کہ قانون جس کو مسلمان کہہ دے، اس کو یکجا کر کے اکثریت کے رام راج والے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا جائے اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا عہدِ حاضر کی چالبازیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں، لیکن پھر سنی مسلمانوں کو اپنی ملی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی۔ ہم سے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیے کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا، اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا، آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید اسی کو بے دریغ حاصل ہوگی، اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس اس کو قبول کرنی پڑے گی، اور ضرور پڑے گی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہے، اور کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی ہے، تو ہمیں ڈیفنس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے، اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہمارا لیگی ہو جانا ہے، تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابلِ مضحکہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا، یعنی علماء حق وہ نہ کسی مغرور کے دبائے دبتے ہیں، نہ کسی شکی وہمی سے الجھتے ہیں، نہ کسی بد زبان، بے لگام کو پرکاہ برابر سمجھتے ہیں، وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں، حق گو ہیں، حق پرست ہیں، اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماء اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں، اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے ہیں اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا ہے، آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں۔ آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے، جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ للہ ہمارا علاج کیجیے۔ اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہمارا مداوا کیجیے، غوث کے نام کی بھیک دیجیے،

http://t.me/tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کو رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگزاشتوں کو معاف کیجیے، یہ وہ کہے جو کچھ تو خدمت کرے۔ ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن اپنے ساتھ لائیے۔ ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے۔ ایک مرتبہ سنی کانفرنس میدانِ کربلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہرِ فرات آج تک شرم سے پانی پانی ہے، آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ آب آب رہے۔ ہم شرم کے مارے اپنے سر جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور اپنی مجلسِ استقبالی کے مخلص درویشوں کے لیے درخواستِ دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں، اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہزار ادب درخواست ہے۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابو المحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی

(صدر مجلسِ استقبالی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس)

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان من البیان لسحرا

الخطبة الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ

یعنی

خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس

اجمیر شریف ۱۹۴۶ء

http://t.me/Tehqiqat

۵-۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلّٰی اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت مرجع المشائخ و الکبراء مامنِ شاہ و گدا دیوانِ سید شاہ آلِ رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے، جن کی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہ نے مسندِ صدارت کو عزت بخشی، اسی اجلاس میں فرزندِ رسول جگر گوشہ بتول عالمِ نبیل، فاضل جلیل، رئیس المتکلمین، حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھوچھوی قدس سرہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ صدارت ارشاد فرمایا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذى من علينا اذ بعث فينا رسولا وجمعنا على كلمة واحدة وكعبة واحدة وقرآن واحد وجعل لنا سعيا مشكورا وعملا مقبولا والصلوة والسلام على من هو حبل الله المتين والعروة الوثقى باليقين وهو الذى الف بين قلوبنا اذ كنا اعداء فاصبحنا بنعمته اخوانا وبالله مؤمنين وعلى آله واصحابه وازواجه الطيبين الطاهرين وعلى الائمة المجتهدين وعلماء امته واولياء ملته وشهداء محبته وجميع المتمسكين بسنته والمعتصمين وعلينا معهم وبهم ولهم-

اما بعد!

مشائخ کرام، علماء اعلام و برادران اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی، اور کیسا مقدس مقام اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت میسر ہے کہ اگر اس ساعتِ حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لحات کو تقسیم کردی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے۔ یہ شاہجہانی مسجد ہے، جس کی بنیاد سے لے کر چوٹی تک جدھر نظر کیجئے تو اس عقیدت مندی کی صاف شفاف و سفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت و تاج والے حکمرانوں کو دلق و گلیم والے فرمانرواؤں سے تھی۔ لال قلعہ دہلی کے تخت طاؤسی پر جو سر سب سے اونچا نظر آتا تھا وہ سب سے زیادہ جھکنے والا اور جھکانے والا خاکِ پاک اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین و شہنشاہ کا لقب خواجۂ خواجگاں کی جاروب کشی نے بخشا تھا۔ خزانۂ عامرہ والے لعل و جواہر گدڑی والوں سے مانگ کر لے جاتے تھے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبرد آزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کی جاتی تھیں۔ کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلوے والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں، آنکھ والوں کے لیے سرمۂ سعادت، بصیرت والوں کی خاکِ پا ہوتی تھیں۔ تدبیر والوں کی تقدیریں، دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں۔ جانبازوں اور خطرات کی توپوں کے دہانوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی زرہیں "نصر من اللہ وفتح قریب" پڑھ کر مژدۂ نصرت و فتح دینے والی بشارتوں سے بنتی تھیں۔ عزم والوں کو آہنی عزائم ذکر حدادی والے عطا فرماتے تھے۔ سر کوبیوں کے طریقے ذکر ارہ والوں سے سیکھے جاتے تھے، پیتروں والوں کے پیترے نظر بر قدم، اور قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے، ہوشیاری و باخبری کی تعلیم پاسِ انفاس والوں کے سپرد تھی۔ ہمت و استقلال کی بھیک، دل والوں سے مانگی جاتی تھی۔ عواقب و نتائج کی باگ، اربابِ کشف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی تھی۔ جہانگیری تزک اور عالمگیری تہور کا دارومدار بوریا نشینوں پر تھا۔ اکبری آئین آئینِ ربانی والوں کی دربانی کرتے تھے۔ اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر شاہ گر درویشوں کے ہاتھ میں تھی۔ مرہٹہ کے رسوائے عالم ڈاکو کے سر کرنے والے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا دامن رات دن رہتا تھا۔ فقیروں کی خانقاہوں میں راعی اور رعایا ایک ہی پوزیشن رکھتے تھے۔ اخوت و مساوات، حریت و مودت کا آخری فیصلہ مرشدِ برحق کا ارشادِ حق تھا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت تھی، کانوں میں سننے کی اہلیت تھی، گداؤں کو شاہوں کی معرفت تھی، محتاجوں نے حاجت روائی کے دروازوں کو پہچان لیا تھا، شیر و شیر کی تجنیس خطی سے دھوکا نہیں ہوتا تھا۔ اولیاء کی ہمسری کا خواب بھی جرمِ عظیم تھا۔ دہلی و اجمیر کی درمیانی دراز مسافت اور راجپوتانہ کی سنگلاخ اور پر پیچ پہاڑیاں بھی حقیقت کو پردہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں اور دہلی کا قطب الاقطاب جہاں سے اپنے بخت کی یاوری، اور عالمِ غیب کے روحانی "دمکاک" حاصل کر چکا تھا وہیں سے مغل تاجداری، اپنی حکمرانیوں اور جہانبانیوں کی سند پاتی تھی۔

اِس شاہجہانی مسجد کے سنگِ مرمر سے پوچھو کہ شاہجہاں نے کس طرح مر مر کر یہ سعادت حاصل کی کہ اس کی اس تعمیر پر شبانہ روز سلطانِ اولیاء کی نظر ہے، جس کی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدولت ان گنت عارفوں نے معبودِ برحق کے یہاں تعبدی سجدے کیے اور بے شمار ملائکہ کی یہ ہروقت گزرگاہ ہے۔ انچ انچ پر یادِ الٰہی کی یادگاریں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کلیجہ تھراتا ہے اور سر کے بل چلنے کو دل تڑپتا رہتا ہے یہ تو خانۂ خدا، اور سجدہ گاہ اولیاء کا حال ہے۔

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار اور خواجۂ خواجگان کی سرکار ہے۔ آفتابِ ولایت کی ضیاء باریاں ہیں، اور ماہتابِ کرامت کی نُور پاشیاں ہیں۔ فیض و کرم کا چشمہ اُبلا پڑتا ہے، اور غریب نوازیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔

قدوسیانِ چرخ اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو سرمستانِ زمین ہی کا میلا دیکھ لیجئے۔ سبحان اللہ کیسی شمعِ ولایت ہے کہ دنیا پروانہ وار فدا ہو رہی ہے۔ کیسا مالکِ تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ جس کا محتاج ہے۔ جس کو ہم امیر کہتے ہیں، وہ یہاں کا فقیر ہے اور جس کو ہم فقیر جانتے تھے، وہ یہیں کا دامن گیر ہے۔ سلطان کا سلطان، بادشاہوں کا بادشاہ، غریب نوازوں کا غریب نواز، خواجوں کا خواجہ، ساقیوں کا ساقی، یاروں کا یار، پیوں کا پیا، محبوبوں کا محبوب، دیکھئے دیکھئے سنہری کلس ہے کہ نُور کا بُکا، قبہ بیضا ہے کہ نُور ظہور کا تڑکا ہے۔ تجلیوں کے خواجہ تیری ایسی تجلیاں اے قدرت نمائیوں کے داتا تیری یہ کارفرمائیاں، آنکھوں میں چکا چوند ہے، دل سرشار ہے، دماغ خدا جانے کہاں پہنچا ہوا ہے۔ آسمان کا تارا تارا، چمنستانِ دہر کا پتہ پتہ، زمین کا ذرہ ذرہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا، میری رُوح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ، میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا کس مزے میں زبانِ حال سے گویا ہے کہ ؎

معینا دستگیرا بادشاہا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمتہ للعالمین چشمِ کرم بر ما

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے، ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، یارِ حقیقی سے وصالِ خواجہ کی تاریخ ہے، عرس شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآن کریم کی زبان میں "ایام اللہ" میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحیِ الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ درگاہ مطلق کا یومِ ولادت و یومِ وصال و یومِ حشر، تعیین تاریخ

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ لاہوتی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں، اسیرانِ نفس و معصیت کو رہائی دی جاتی ہے، اپنے رب سے پانے والے بے حساب پاتے ہیں، اور بے تحاشا بانٹتے ہیں، کمائی والے زیادہ سے زیادہ اجرتیں حاصل کرتے اور اپنے وابستگان کو عطا فرماتے رہتے ہیں، ان بے شمار نعمتوں میں سے یہی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے، "مازاغ البصر وماطغی" کا صدقہ ملتا ہے، اسلام میں بخشی ہوئی تیز نگاہی کی حفاظت کا سرمہ ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قوموں نے اپنے گرد و پیش میں آگ، پانی، مٹی، ہوا کو دیکھا تو آنکھیں تھک گئیں اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں، ہوش مندی ڈوب کر مر گئی، انسانی شرافت خاک میں، اور فہم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند سورج اور ستارے سے آگے نہ بڑھیں، اور چکاچوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پُوجا، یہ بت پرستی، یہ ہوائی اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں، تو کیا بلا ہیں؟ چندرما پُوجا، سورج پُوجا، گرہن پُوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھاپن نہیں تو اور کون سی لعنت ہے؟ لیکن اسلام کی تیز نگاہی، اللہ اکبر! آثار کو دیکھا اور موثر کا یقین آیا۔ افعال سامنے آئے اور "فعال لما یرید" کی قدرتیں نظر آنے لگیں، صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرامِ فلکیت کے پردے چاک کر دیئے، استحالۂ خرق والتیام کے نظریہ کا استخانہ کر دیا، اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں۔ شیدائے جمالِ کعبہ جس کے ہجر میں آج تک سیہ پوش ہے اور عرشِ عظیم کی پہنائیاں جس کی اب بھی جویاں ہیں، اسلامی آنکھ نے لذتِ دید میں سرشار ہو کر اس کو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اس اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدۂ قبر میں پردہ نشین ہوئے، قبر کو تعویذ قبر نے چھپایا، تعویذِ قبر نے غلاف کی چادر اوڑھ لی، ان سب پر گنبد آ کر چھا گیا، لیکن اسلامی آنکھ کے لیے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپا لینے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ تعویذ قبر پر رخسار رکھ دینے والوں اور غلافِ قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے کہ ان سب کا لابس اور قبر کا مقبور کس کو پایا، اور اگر پیشِ نظر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبور پر نگاہ نہیں، تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ وہابیت کا اندھا پن ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا اور محروم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی کہ کفرو کفار کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اس آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جس کے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولانِ بارگاہ کی قبروں کا کتنا رُتبہ ہوا، یعنی وہابیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔

یہ تو ہم مسلمانوں کا روز مرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا، اور پہلے جزدان کو چوم لیا، پھر جلد کو چوما اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما۔ بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہم کو پہلے ہی سے نظر آگئی، اس کو چوم لیا۔ دال کو نہیں چوما، مدلول کو چوما، یا مدلول سے دال کی جو نسبت ہے اس کو چوما۔ ہاں ہاں غلافِ قبر کو کوئی نہیں چومتا، اس کی اس نسبت کو چومتا ہے، جو مقبور سے اس کو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں کتنا مقدس مقام اور کس قدر اہم ایوان اور کتنی خاص تاریخ میسر ہے، زبان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور زعونہٖ تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں، خطا شعار نہیں، لیکن ہاں ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں، ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں، دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا، کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے، ضمیر فروشی، قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم رکھا اور کام ودیا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یارسول اللہ سن کر گھبرائیں اور "بندے ماترم" کا ترانہ گائیں، نعرۂ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں۔ مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار۔ اب تو تمتند کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے مگر

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست، تیرے ہی رہے، تیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے۔ چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا نہیں کیا، اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا۔ نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال ان کو پھانس سکا۔ یہ خواجہ کی دہائی دینے والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت والے، اسی مقام پر رہے، جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے ستھرے خواجہ والے غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے جو چشت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر میں لا چکا ہے۔ جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جس کے لیے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ اور پھر مدینہ سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہنچا۔ جس مقصد کا مختصر اور صاف نام خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی آزادی ہے۔ ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو "پاکستان" بنانا ہے۔

ہمیں اپنے خواجہؒ سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ کیڑے مکوڑوں کی کثرتِ تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوبر، پیشاب والوں کو پوتر، اور اللہ کے پاک بندوں کو ملیچھ کہا جاتا ہے۔ جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، ان کو دیسی، اور جن کے لیے زمین پیدا کی گئی، ان کو بدیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ذلت کے ماروں اور بے مسکن آواروں کو مسلمانوں کے سینہ پر بسایا جا رہا ہے۔ کعبہ میں فریضۂ حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی آزمائی جا رہی ہے اور بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ! کہ آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ ملت فروش دستار کے شملوں کو چوٹیوں پر، شلواروں کو دھوتیوں پر، صرف چند ٹکوں کے لیے نچھاور کر چکے ہیں۔ نہروانیوں نے دوبارہ ایک نہرو بنا لیا ہے۔ اب ایک جے پال نہیں بلکہ جے پالوں کی پلٹن ہو گئی ہے، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان، یعنی سنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آوازے سنے تو نہ گستاخوں کے جبّۂ و دستار سے ڈرے اور نہ ریش کی آرائش سے مرعوب ہوئے، اور صرف اس لیے ان کو چھوڑ دیا کہ بے ان کے چھوڑے، اے خواجہ آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کسی طرح قابلِ برداشت نہ تھا۔ شاید ہماری یہی ایک نیکی کام آئی، اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ "ولی الہند" ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے ان رہنماؤں کو بیداری بخشی جن کو رہنمائی کی سند زبانِ وحی سے ملی ہے۔ اب ان کی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازو کی قوت پر پڑنے لگی، وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے پیر، ہمارے علماء اہلِ سنت و جماعت، سارے پیر خانقاہوں کی چہار دیواریوں سے نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے، سارے علماء مدرسوں سے باہر آکر کھڑے ہوگئے اور ارادہ کرلیا نو کروڑ سنیوں میں رُوٹھے ہوؤں کو منالیا جائے، ان کو مبلغ بنا کر ذمہ داری دی جائے کہ مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں، تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، ان کو تعلیمِ دین سے آراستہ کرکے ان کے علم کو، ان کے عمل کو، ان کے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابلِ برداشت ہیں جو سنیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سنیوں کے مغلو سے لڑتے رہیں، اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لاکر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دارالقضاء، دارالافتاء، سب کو مرکزی شان سے چلانا ہے، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے، اور ان میں تبلیغ و تعلیم کی رُوح پھونکنی ہے۔ "المشائخ کنفس واحدۃ" کرکے دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھا دینا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عزائم اور ارادے ہیں، جن کا کام "آل انڈیا سنی کانفرنس" یا "جمہوریتِ اسلامیہ" ہے اور جس میں اسوقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے اور اسی سنی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ، صرف اپنے خواجہ کے حضور حلفِ وفاداری اٹھانے کا ہے۔

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے سنی بھائیو! اب ہم پر حجت الٰہیہ ختم ہو چکی، اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے تو میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا، ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ "سینو! جاگو جاگو" ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ "سینو! ہوشیار، خبردار" ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ "آؤ بڑھے چلے آؤ۔"

اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آگئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو، ایک منٹ بھی نہ رُکو، پاکستان بنالو تو جا کر دم لو، کہ یہ کام اے سینو! سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے، اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑھے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے، اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کار سنیان است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے، بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار بلا خوف لومتہ لائم کر دیا ہے۔ اوّل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ "الکفر ملۃ واحدۃ۔"

سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کرلی ہے، اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا، اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا، تو وہ صرف سنی ہیں۔ پاکستان کے معنی، اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے کہ اگر ایک دم سارے سنی، مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا؟ اس کا دفتر کہاں رہے گا؟ اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟

اس کے بعد حضرت محدث صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے حسبِ فرمائش اراکین و حاضرین، اس معرکتہ الآرا خطبۂ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاسِ بنارس میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا، اور فرمایا کہ:

میں اپنے سنی بھائیوں کو آخر میں پُر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سنی جھنڈے کے نیچے آجائیں، جس کا سبز رنگ قبہ خضراء کی سرسبزی سے ماخوذ ہے، اور جس کا ہلال بدر کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے، اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اس سبز گنبد کو لیے ہے جس کے سایہ میں دین اور دُنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے۔
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

فقیر ابوالمحامد سیّد محمد غفرلہ اشرفی جیلانی
(صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (الآية)

ترجمہ: تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں

فقہِ اسلامی

خبیر عبدہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر تیرہویں صدی کے فقہاء احناف کا تذکرہ، نیز علماء احناف کی فقہی اور تفسیری تصانیف کا تعارف ضمیمہ میں چودھویں صدی کے فقہاء کا تذکرہ آخر میں پندرہویں صدی کے علماء کی فہرست اور ان کا ایک سطری تعارف، مفید المفتی مع اضافات جدیدہ

اسلامی قانون کے ماہرین، اساتذہ اور طلبہ کے لئے مفید کتاب

تصنیف

مولانا عبد الاوّل جونپوری

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Click For More Book
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari